اہل سنت کی آواز

خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف کا ترجمان

خانقاہ برکاتیہ، بڑی سرکار، مارہرہ شریف
ضلع ایٹہ، اتر پردیش

سالانہ مجلہ

اہلسنّت کی آواز

جلد ۴، جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ، اکتوبر ۱۹۹۷م

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا ترجمان

شاہ برکات و برکات پیشینیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار، مارہرہ شریف
ضلع ایٹہ، اترپردیش

بیادگار

حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ
حضرت سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ
حضرت احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ

طابع و ناشر: پروفیسر سید جمال الدین اسلم
مطبوعہ: فاروقی پرنٹنگ ایجنسی، ۲۰۹۰ رودگران لال کنواں، دہلی ۱۱۰۰۰۶

بہ اہتمام: فائن کمپوزنگ سنٹر، غفار منزل، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
سرورق: عبدالغفار

فہرست

نمبر شمار	مضمون	مصنف	صفحہ
	اداریہ	سید جمال الدین محمد اسلم	۱
۱	ہدیہ نعت	شرف ملت سید شاہ محمد اشرف قادری برکاتی	۴
۲	العلم	حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ	۶
۳	سید الشہداء	حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ العزیز	۲۱
۴	سلام بر امام	حضرت سید العلماء سید شاہ المصطفیٰ قدس سرہ العزیز	۳۴
۵	امام جعفر صادق	حضرت سید جمال الدین محمد اسلم	۳۶
۶	حیات صاحب البرکات	امین ملت سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی	۴۴
۷	حالات سراپا فیوض و برکات	تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول	

محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ العزیز ۱۱۶

۸ تاریخ وصال

حضرت مولانا حافظ قاری

سید شاہ غلام محی الدین فقیرعالم قدس سرہ

حضرت تاج العلماء سید شاہ

اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ ۱۲۹

۹ مناجات بہ حضور سرور کائنات ﷺ

مولانا حافظ قاری سید شاہ

غلام محی الدین فقیرعالم قدس سرہ ۱۳۱

۱۰ رسالہ مباحث امامت

حضرت مولانا حافظ قاری سید شاہ

غلام محی الدین فقیرعالم قدس سرہ ۱۳۵

۱۱ طرد المبتدعین

حضرت مولانا حافظ قاری سید شاہ

غلام محی الدین فقیرعالم قدس سرہ ۲۰۳

۱۲ عقائد نامہ منظوم

حضرت مولانا حافظ قاری سید شاہ

غلام محی الدین فقیرعالم قدس سرہ ۲۲۶

۱۳ نجدی دور جدید کے مظالم کی داستان (نظم)

تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول

محمد میاں قدس سرہ ۲۴۷

۱۴ منقبت

سید ملت سید شاہ آل رسول

حسنین میاں قادری برکاتی نظمی ۲۵۱

۱۵ منقبت: رہبر کامل، مرشد اعظم حسن میاں پھر یاد آئے۔

شرف ملت سید شاہ

محمد اشرف قادری برکاتی ۲۵۲

۱۶ منقبت زینت اہل سنت پہ لاکھوں سلام

شرف ملت سید شاہ محمد اشرف قادری برکاتی ۲۵۴

۱۷ قطعہ بیاد والد ماجد علیہ رحمت و رضوان

شرف ملت سید شاہ

محمد اشرف قادری برکاتی ۲۵۶

۱۸ منقبت

مفتی احمد میاں الحافظ ۲۵۷

۱۹ منقبت پاک فی شان پاک حضور احسن العلماء

ماسٹر محمد لعل قادری برکاتی ۲۶۰

۲۰ آسمان قادریت کے آفتاب

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی نظمی ۲۶۲

۲۱ میرے حضرت سید العلماء

میر حضرت احسن العلماء

جناب سید دلشاد حسین قادری برکاتی ۲۹۰

۲۲ میرے مرشد اعظم

جناب محمد اکبر قادری برکاتی ۳۱۱

۲۳ کوائف خانقاہ برکاتیہ

مرتب: جناب عتیق احمد قادری برکاتی،

جناب محمد اکبر قادری برکاتی ۳۴۸

اداریہ

سید جمال الدین محمد اسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللھم صل علی الرسول و آل الرسول وبارک وسلم ابدا۔

خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کا ترجمان "اہلسنّت کی آواز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پیش خدمت شمارے کی ترتیب کے وقت یہ خیال ذہن میں گردش کررہا تھا کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے متوسلین و مریدین کو خانقاہ شریف کے اکابرین کے احوال بتائے جائیں، ان کی علمی کاوشوں، روحانی مشقتوں، اشاعت دین اور توسیع مسلک میں ان کے مساعیٔ حسنہ کو کچھ ان ہی کے رشحات قلم کے ذریعہ اور کچھ ان کے عقیدت مندوں کے قلم سے ہر عام وخاص قاری کے سامنے پیش کیا جائے۔ موجودہ شمارے میں امام سلسلۂ برکات سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی پیمی قدس سرہ العزیز کے علمی اور روحانی فیوض کو محور بناکر ان کے گرد جن نورانی شخصیتوں کو حلقہ بگوش دکھایا گیا ہے وہ ہیں دنیائے سنیت کے آفتاب وماہتاب حضور تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ اور ان کے بڑے بھائی حضور سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قدس سرہ اور ان کے عزیز و معز ہمشیرزادگان حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہ اور حضور احسن العلماء مرشد اعظم سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ۔ بیسویں صدی عیسوی کے یہ وہ چار ستون ہیں جن سے دنیائے سنیت کو تقویت پہنچی۔ علمی، فکری، تنظیمی، جماعتی ہر سطح پر ان بزرگوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اس صدی میں جتنے بھی فتنے اٹھے انہوں نے ان کا تدارک کیا۔ وہ خانقاہ میں تکیہ نشین ہوکر نہیں بیٹھے بلکہ انہوں نے متحرک

ہوکر دین مبین کی خدمت میں سعی بلیغ کی۔ امام اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہ اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خان قادری برکاتی نوری قدس سرہ کے شانہ بہ شانہ انہوں نے قدیم مذہب اہلسنّت کے دفاع اور عقائد اہلسنّت کے تحفظ کے لئے اقدام کئے۔ قارئین اس شمارے میں دیکھیں گے کہ کس طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خانقاہ برکاتیہ کے ایک معزز صاحبزادے کی علمی اور فکری کاوشوں کو سراہا ہے اور ان ہی صاحبزادے کو بعد ان کے وصال کن الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آج دنیائے سنیت خانقاہ برکاتیہ پر نظریں مرکوز کئے ہوئے ہے۔ کیوں؟ عقیدت مندانہ جواب تو یہ ہے کہ جب ہمارے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ورضوان نے اسی آستانہ کو اپنا مرکز بنایا تو کسی دوسرے کو سوچنے کی کیا جا ہے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کسوٹی تھی اتباع شریعت اور حب رسول ﷺ۔ انہیں خانقاہ برکاتیہ اس کسوٹی پر خوب جچی اس لئے کسب فیض کے لئے پاپیادہ حاضر ہوگئے اور ایک ہی ملاقات میں اپنے مرشد برحق خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہ سے وہ سب کچھ پالیا جس کے بعد وہ مجدد دین وملت اور امام عصر کے منصب پر فائز ہوگئے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیرخانہ میں علم کی دولت نظر آئی جس کے بغیر اتباع شریعت کا اہتمام کسی طرح ممکن نہیں اور یہاں کی روحانی فضا میں عشق کی وہ چنگاریاں جن کے بغیر عشق مصطفوی ﷺ کی شمع کو فروزاں نہیں کیا جاسکتا۔ سلسلہ برکاتیہ تو انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد برکت سے جڑا رہیگا اس لئے آج بھی یہاں علم کا سرمایہ موجود ہے، اس میں اضافے کی کوششیں بھی ہورہی ہیں اور روحانی تربیت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ برادر محترم سید ملت حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی اور برادر عزیز امین ملت (ڈاکٹر) آل محمد سید شاہ محمد امین میاں نے اپنی علمی شناخت قائم کی ہے اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کو قریہ قریہ فروغ دے کر

رشدوہدایت کا سلسلہ بھی آگے بڑھایا ہے۔ وہ برکتوں کے برکاتی جانشین ہیں اور برکتیں ان کے وسیلے سے جاری ہورہی ہیں۔ اللہ عزوجل کے حضور میں دعاء ہے کہ یہ سلسلہ برکات یوں ہی جاری وساری رہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

ہم اہلسنّت ہیں۔ ماشاء اللہ۔ لیکن ہماری شناخت کیا ہے۔ یہ سوال غور طلب ہے۔ یہاں اس سے بحث کرنا مقصود نہیں۔ صرف ایک نکتہ غور وفکر کے لئے پیش کرنا ہے۔ اہلسنّت وجماعت کی شناخت جن عناصر سے مل کر بنتی ہے ان میں ایک اہم عنصر ہے طریقت۔ طریقت محض پیری مریدی نہیں۔ طریقت ہے شریعت پر چل کر دکھا دینا۔ اولیائے کرام رضوان اللہ الاجمعین نے شریعت پر چل کر دکھایا۔ شریعت بیان کرنا ایک اور اس پر چل کر دکھانا دوسری بات ہے۔ شریعت پر گامزن ہونے کے لئے حوصلے اور ایثار کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلند حوصلگی اور ایثار کا جذبہ تصوف کے اجزائے ترکیبی میں شامل ہیں۔ تصوف دراصل ہے ہی صفات الٰہی کا مظہر ہوجانا۔ شریعت وطریقت کے مرکب کو اہلسنّت کہتے ہیں۔ کیا ہم کبھی غور کرتے ہیں کہ شریعت خارجی شے ہے اور طریقت داخلی۔ داخل کو اچھا کرلیں گے تو اس کا خارجی اظہار بھی اچھا ہی ہوگا۔ "اہلسنّت کی آواز" آج یہی ہے کہ ہم اپنے قلوب کو اپنے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے "خلق عظیم" سے منور کرلیں۔ اولیائے کرام رضوان اللہ الاجمعین نے ایسا ہی کیا، انہوں نے اپنے کو اخلاق مصطفوی ﷺ کا نمونہ بنایا اور اجنبی ماحول میں بھی اپنے اخلاق کی وجہ سے انسانوں کے قلوب کو کلمہ توحید کی طرف راغب کردیا۔ اخلاق کریمانہ تصوف کا لازمی جز ہے اور اہلسنّت کی شناخت، کیا ہم اس شناخت کو قائم رکھ پائے ہیں۔ کاش کہ ہمارا جواب اثبات میں ہوتا۔ بارگاہ رب العزت میں دعاء ہے کہ ہم اثبات میں جواب دینے کے لائق ہوجائیں۔ آمین۔

شرف ملت
سید شاہ محمد اشرف قادری برکاتی

نعت پاک

(آج دامن تمہارا بہت ہے ہمیں)

سرور دو جہاں سب جہانوں کی جاں
آپ کا اک اشارا بہت ہے ہمیں
آپ کو رب نے قاسم کا رتبہ دیا
آپ کا ہی سہارا بہت ہے ہمیں

یہ زمانہ سمندر کی مانند ہے
اس میں صدیوں کی اوقات موجوں سے کم
ہم کو طوفان کا خوف کیا ہو بھلا
آپ کا اک کنارا بہت ہے ہمیں
ش ۔ کی پہلی گھڑی'
و فرشتے مہیب وجری

رب ہے اللہ اور دین اسلام ہے
پھر تمہارا نظارا بہت ہے ہمیں
اے شہا عیب پوش گناہ وخطا'
خوف محشر سے بچنے کا اک راستہ
دامن پاک میں چھپ کے دیں گے صدا
آج دامن تمہارا بہت ہے ہمیں
جاکے دروازہ خلد پر امتی'
بولے رضواں سے آئے ہیں سب جنتی
آج ہم میہمان' مصطفے میزباں'
اور انہوں نے پکارا بہت ہے ہمیں
دل میں عشق نبی لب پہ ذکر نبی
اور عمل میں تمنائے سلک نبی
زندہ باد اے بریلی کے احمد رضا
آپ نے بھی سنوارا بہت ہے ہمیں

تاج العلماء
سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں
قدس سرہ

العلم

(ا)

علم دین اور علماء کرام کے فضائل

من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللّٰہ یعطی
اللہ عزوجل جس کے لئے بہتری کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں فقاہت دیتا ہے

جز این نیست کہ میں بانٹنے والا ہوں
اور اللہ تعالیٰ دینے والا

ماالفخر الا لاہل العلم انہم
علی الھدی لمن استہدی اولاء
ففز بعلمٍ تعش حیابہ ابداً
فالناس موتی واہل العلم احیاء

علم وسیلۂ فلاح دارین اور علم دونوں جہاں میں انسان کے لئے سبب عزت و زین ہے۔ آیت یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات بلند کریگا اللہ عزوجل تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا درجے (جنت میں) عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما فی تفسیر ہٰذہ الکریمۃ للعلماء درجات فوق درجات المومنین بسبعمائہ درجۃ ما بین درجتین خمس مائہ عام (احیاء العلوم) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ علمائے دین کے درجات اور مومنین کے درجات سے سات سو درجے اوپر ہیں جن میں سے ہر دو درجوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ علم وہ اعلیٰ درجے کی فضیلت ہے جس کی طلب زیادت کے لئے وہ علیم وخبیر جل مجدہ اپنے محبوب عالم ماکان ومایکون ﷺ کو حکم فرماتا ہے آیت وقل رب زدنی علما۔ اے محبوب آپ کہئے اے میرے رب مجھ کو زیادہ علم دے۔ تفسیر خازن ومدارک میں ہے۔ قیل ما امر اللّٰہ رسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بطلب الزیادۃ فی شئی الا فی العلم۔ کہا گیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو علم کے سوا کسی شئی میں طلب زیادت کا حکم نہیں دیا۔

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی شرح احیاء العلوم میں، اس کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں "وکفی بھذا شرفا اذامر نبیبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسالہ المزید من" علم کے شرف کے لئے یہ امر کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو حکم دیا کہ وہ اس میں مزید زیادت طلب کریں۔ علم نیکو ترین جوہر اور آدمی کا بہترین زیور ہے۔

حدیث ما عبد اللّٰہ تعالیٰ بشئی افضل من الفقہ فی الدین ولفقیہ

واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ولکل شی عماد وعماد
ہذا الدین الفقہ (الطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان
عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ کذا فی کنز العمال) اللہ عزوجل کے نزدیک
فقہ و علم دین سے افضل کوئی چیز نہیں۔ اور البتہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار
عابدوں سے زائد بھاری ہے۔ اور ہر شی کے لئے ستون ہے اور اس دین کا
ستون فقہ ہے۔

حدیث افضل الاعمال العلم باللہ ان العلم ینفعک معہ قلیل العمل
وکثیرہ وان الجہل لا ینفعک معہ قلیل العمل ولا کثیرہ
(الحکیم عن انس رضی اللہ عنہ) افضل الاعمال علم باللہ (حقوق واحکام
الٰہی کا علم) ہے۔ بیشک علم کے ساتھ تجھے تھوڑا عمل بھی نافع ہے اور بہت
عمل بھی۔ اور بیشک جہل کے ساتھ نہ تھوڑا عمل تجھے نفع دیگا نہ بہت عمل۔

حدیث لکل شئی طریق وطریق الجنۃ العلم (الدیلمی فی مسند
الفردوس عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما) ہر شی کے لئے
راستہ ہے۔ اور جنت کا راستہ علم دین۔

حدیث قلیل الفقہ خیر من کثیر العبادة وکفی بالمرء فقہا اذا
عبداللہ الحدیث (الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ
تعالی عنہما) تھوڑی فقہ کثیر عبادت (بغیر فقہ) سے بہتر ہے۔ آدمی کے
لیے اس قدر فقہ کافی ہے جس سے وہ اللہ تعالی کی عبادت (صحیح طریقہ پر)
کرے۔

حدیث فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی
سائر الکواکب (ابو نعیم فی الحلیۃ عن معاذ رضی اللہ عنہ) عالم کا عابد پر
فضل ایسا ہے جیسے بدر کامل کا شرف اور سب تاروں پر۔

حدیث العلم میراثی ومیراث الانبیاء قبلی (الدیلمی فی مسند
الفردوس عن ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہما)

حدیث العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثۃ
الانبیاء (ابن عدی فی الکامل عن علی کرم اللہ تعالی وجہہ)
حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ علم میری اور اگلے انبیاء کرام علیہ
وعلیہم الصلوة والسلام کی میراث ہے علمائے دین زمین کے چراغ اور انبیاء
کرام علیہم الصلوة والسلام کے خلفا اور میرے اور اگلے انبیاء کرام علیہ الصلوة
والسلام کے وارث ہیں۔

اثر قال سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ لکمیل یاکمیل العلم
خیر من المال العلم یحرسک وانت تحرس المال والعلم حاکم
والمال محکوم علیہ والمال تنقصہ النفقۃ والعلم یزکوا بالانفاق
(احیاء العلوم) حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے فرمایا اے کمیل علم
مال سے بہتر ہے۔ علم تری (دین ودنیا کے مہلکوں آفتوں سے) حفاظت کرتا
ہے۔ حالانکہ مال کی حفاظت تجھے کرنا پڑتی ہے۔ علم حاکم ہے۔ اور مال محکوم
علیہ۔ مال جس قدر خرچ کرو اتنی اس کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ اور علم کو
جتنا خرچ کرو اتنی ہی اس کی قوت وکثرت بڑھتی اور برکت پھیلتی ہے۔

اثر قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ علیکم بالعلم قبل ان یرفع ورفعہ
موت رواتہ فوالذی نفسی بیدہ لیودن رجال قتل فی سبیل اللہ
شہداء ان یبعثہم اللہ علماء لما یرون من کرامتہم فان احدا لم یولد
عالما وانما العلم بالتعلم (احیاء العلوم) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
نے فرمایا لازم پکڑو علم دین کو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جائے۔ اور اسکا اٹھا
لیا جانا رواة علم یعنی علماء کی موت ہے پس قسم ہے اس کی جس کے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے البتہ دوست رکھیں گے وہ لوگ جو راہ خدا میں شہید ہوئے اس بات کو کہ اللہ عزوجل انہیں گروہ علماء میں اٹھاتا جبکہ علماء کی کرامت ومنزلت مشاہدہ کریں گے۔ پس بیشک کوئی شخص ماں کے پیٹ سے عالم نہیں پیدا ہوتا۔ جز این نیست کہ علم سیکھنے سے آتا ہے

(۲)

طالب علموں کے اور علم دین سیکھنے کے فضائل

علم دین کا بقدر ضرورت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

آیت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اہل ذکر (علماء دین) سے پوچھ لو اگر تم نہ جانتے ہو۔ یہاں ناواقفوں کو ضروری احکام دین علماء کرام سے دریافت کرلینے کا امر فرمایا۔ اور اصول کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ امر وجوب کے لئے ہے۔

آیت فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین ولينذروا قومهم الایہ پس کیوں نہیں نکلتا مومنین کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک گروہ تاکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کرے

حدیث طلب العلم فریضة علی کلم مسلم وان طالب العلم یستغفرله کل شئی حتی الحیتان فی البحر (ابن عبدالبر فی العلم عن انس رضی اللہ تعالی عنہ) طلب علم دین ہر مسلمان پر فرض ہے اور بیشک طالب علم کے لئے ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے یہاں تک مچھلیاں دریا میں

حدیث طلب العلم افضل عند الله من الصلاة والصیام والحج والجهاد فی سبیل الله تعالٰی (الطبرانی فی الکبیر وابن عبد البر

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ) طلب علم دین افضل ہے اللہ عزوجل کے نزدیک نماز وروزے اور حج اور جہاد فی سبیل اللہ تعالٰی سے۔

حدیث طلب العلم ساعة خیر من قیام لیلة وطلب العلم یوما خیر من صیام ثلثة اشهر (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما) طلب علم دین کی ایک گھڑی بہتر ہے رات بھر نوافل پڑھنے سے۔ اور علم دین سیکھنے میں ایک دن صرف کرنا بہتر ہے تین مہینے نفل روزے رکھنے سے

حدیث اذا جاء الموت لطالب العلم وهو علی هذه الحاله مات وهو شهید (البزار عن ابی ذر وابی هریرة رضی الله تعالی عنهما) جب طالب علم کو موت آئے اور وہ طالب علم دین کی حالت میں مرجائے تو وہ شہید مرا۔

حدیث من طلب العلم تکفل الله له برزقه (الخطیب فی تاریخه عن زیاد بن الحارث الصدائی) طالب علم کے رزق کا متکفل اللہ عزوجل ہے۔

حدیث من کان فی طلب العلم کانت الجنة فی طلبه ومن کان فی طلب المعصیة کانت النار فی طلبه (ابن النجار عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما) جو شخص علم دین کا طالب ہے اس کی جنت طالب ہے اور جو شخص معصیت کی طلب کرتا ہے اس کی طلبگار نار ہے۔

حدیث مسئله واحدة يتعلمها المؤمن خیر له من عبادة سنة وخیرله من عتق رقبة من ولد اسمعیل وان طالب العلم والمراة المطیعة لزوجها والولد البار بوالدیه یدخلون الجنة مع الانبیاء بغیر حساب (ابوبکر النقاش والرافعی فی تاریخه عن ابی

ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دین کا ایک مسئلہ جو مومن سیکھتا ہے وہ اس کے لئے سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور اولاد حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک بردہ آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور بیشک طالب علم اور عورت جو اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہو۔ اور اولاد جو اپنے والدین کی فرمان بردار اور خدمت گذار ہو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

حدیث مامن رجل تعلم کلمة او کلمتین او ثلاثا او اربعا او خمسا مما فرض اللہ وتعالی ورسولہ فعلمھن وعلمھن الا دخل الجنة (ابن النجار عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہیں کوئی آدمی کہ سیکھے ایک کلمہ یا دو کلمے یا تین یا چار یا پانچ کلمے امیں سے جو اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرض فرمائے پس وہ انکو جانے اور سکھائے انکو مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اثر قال ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان العلم مسئلة احب الی من قیام لیلة (احیاء العلوم) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے رات بھر نوافل پڑھنے سے ایک مسئلہ دین کا سیکھ لینا زیادہ محبوب ہے۔

اثر قال ھو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کن عالما او متعلما اومستمعا ولا تکن الرابع فتھلک (احیاء العلوم) انہیں حضرت نے فرمایا تو عالم یا طالب علم یا علماء کی بات سننے والا۔ اور ان سے غیر کوئی چوتھا نہ ہو کہ ہلاک ہوجائے۔

(۳)
علم دین سکھانے اور اس کے سکھانے والوں کے فضائل

جیسے بقدر ضرورت علم دین سیکھنا فرض ہے۔ اسی طرح علماء پر بوقت حاجت

علم دین سکھانا بھی فرض ہے۔

آیت ولتکن منکم امہ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون۔ اور چاہئے کہ رہیں تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کاموں پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو اور وہی پہنچے مراد کو (موضح القرآن ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب)

آیت واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتو الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمون اور یاد کرائے محبوب جب اللہ نے عہد لے لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب (علم کتاب) دی گئی تھی کہ وہ بہت ضرور اسے جو کتاب میں ہے لوگوں سے بیان کردیں اور اسے نہ چھپائیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ من سئل علما یعلمہ فکتمہ الجم بلجام من نار (اخرجہ الترمذی کما فی الخازن) جس سے دین کی کوئی بات دریافت کی جائے اور وہ اسے جانتا ہو پھر اسے چھپائے تو اسے آگ کی لگام لگائی جائیگی حدیث نعم العطیة کلمة حق تسمعھا ثم تحملھا الی اخ لک مسلم فتعلمھا ایاہ (الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما) اچھا عطیہ کلمہ حق ہے۔ جسے تو سنے پھر تو اسے اپنے مسلمان بھائی کے پاس لیجائے اور اسے سکھائے۔

حدیث ان اللہ وملائکہ حتی النملة فی جحرھا وحتی الحوت فی البحر یصلون علی معلم الناس الخیر (الطبرانی فی الکبیر والضیاء عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک اللہ عزوجل اور ملائکہ یہاں تک

کہ چینٹی اپنے سوراخ اور مچھلی دریا میں صلوۃ بھیجتے ہیں اس پر جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے۔

حدیث تدارس العلم ساعة من اللیل خیر من احیائھا (الدارمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما) علم دین کا درس دینے میں رات کی ایک گھڑی نوافل میں شب بیداری کرنے سے بہتر ہے۔

حدیث لان یھدی اللہ عل یدیک رجلا خیر لک مما طلعت علیہ الشمس وغربت (الطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) البتہ یہ بات کہ ہدایت کردے اللہ عزوجل تیرے ہاتھ پر (تیری تعلیم تلقین سے) ایک آدمی کو بھی یہ بہتر ہے تیرے لیے ان سب چیزوں سے جن پر آفتاب نکلتا اور ڈوبتا ہے (کہ وہ تمام دنیا وما فیھا ہے)

حدیث رحمة اللہ علی خلفائی قبل ومن خلفائوک یا رسول اللہ قال الذین یحبون سنتی ویعلمونھا الناس (ابونصر السبخری فی الابانة عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنھما) اللہ عزوجل کی رحمت میرے خلفاء پر۔ عرض کیا گیا حضور کے خلفاء کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو دوست رکھتے۔ اور لوگوں کو میری سنت سکھاتے ہیں۔

حدیث الدال علی الخیر کفاعلہ (احیاء العلوم) خیر کا بتانے والا (اجر میں) ایسا ہے جیسے اس کا بجالانے والا۔

اثر قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما معلم الناس الخیر یستغفر لہ کل شی حتی الحوت فی البحر لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والے کے لئے سب چیزیں مغفرت طلب کرتی ہیں یہاں تک کہ مچھلی دریا میں۔

اثر قال قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہذا میثاق اخذہ اللہ تعالی علی اھل العلم

فمن علم شیئا فلیعلمہ وایاکم وکتمان العلم فانہ ھلکة (تفسیر خازن) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیہ کریمہ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب الایہ کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ عہد ہے جو اللہ عزوجل نے اہل علم سے لیا ہے، پس اہل علم کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو علم دین سکھائیں۔ اور بچو تم اس کے چھپانے سے پس بیشک وہ ایک مہلکہ ہے۔

اثر قال سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجھہ ما اخذ اللہ علی اھل الجھل ان یتعلموا حتی اخذ علی اھل العلم ان یعلموا (تفسیر خازن) حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے ناواقفوں پر علم دین سیکھنا لازم نہیں فرمایا یہاں تک کہ علماء پر انہیں علم دین سکھانا بھی لازم فرمایا۔

(۴)

اگلے مسلمانوں کا شوق تحصیل علم دین میں

فضائل علم دین۔ اور اسکی تحصیل کی تاکید میں ایسی ہی اور ان سے زائد اظہار فضیلت و تاکید کرنے والی اور بکثرت آیات واحادیث و آثار ہیں۔ جن کی تعمیل واتباع میں مسلمان علم دین کی ہر طرح سے خدمت اپنے لئے باعث ہزاراں ہزار برکت وسعادت جانتے تھے۔ یادش بخیروہ بھی کیا مبارک زمانہ تھا جب ہم مسلمانوں میں سے ہر شخص اس قدر علم دین رکھتا تھا جو اس کی ضرورت کو کافی ہو۔ جب ہی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا تھا کہ ہمارے بازاروں میں خرید و فروخت وہی لوگ کریں جو دین میں فقیہ ہوں (ترمذی) علم مسلمانوں کی غذائی روح تھا۔ اور وہ اپنا تن من دھن سب

اس پر فدا کئے ہوئے تھے۔ وہ اپنے ہر طرح کے راحت و آرام کو علم دین کی خدمت ہی سے وابستہ سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ انکی اور انکی قوم کی زندگی اسی علم کی بقا سے ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا گیا لوگوں کی ہلاکت کی کیا علامت ہے۔ فرمایا انکے علماء کا ہلاک ہونا (ابن ابی شیبہ) وہ آدمی ہی اسے جانتے تھے جو عالم ہو۔ حضرت عبد اللہ بن المبارک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سوال ہوا "من الناس" آدمی کون ہیں۔ فرمایا علماء (احیاء العلوم) علم دین کی قدردانی کے ایسے ہی پاک مبارک سچے جذبات انکے [illegible]وب میں موجزن تھے جنھوں نے ان کے سامنے تحصیل علم دین کے راستہ میں پیش آنے والی ہر طرح کی مصائب ومشکلات کو آنکھوں سکھ کلیجوں ٹھنڈک بنادیا تھا۔ سلف صالحین کی مبارک سیر کی سیر کیجئے۔ کوئی تو آپ کو اس حال میں دکھائی دے گا کہ چراغ کے تیل تک کے لئے پیسہ پاس نہیں مگر علم دین کے شوق میں کسی محلے کی مسجد کے ہی چراغ کے سامنے بیٹھا کتاب دیکھ رہا ہے۔ کوئی اپنے عزیز اقارب دوست احباب گھربار سب کو چھوڑ چھاڑ دشت غربت کا سیار اس لئے بنا ہے کہ فلاں شہرمیں فلاں عالم دین ہے اس سے ہم بھی کچھ علم سیکھیں گے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مسجد دمشق میں ایک صاحب حاضر ہوتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں میں آپکی خدمت میں مدینہ منورہ سے محض اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور سرکار رسالت علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک حدیث ہے اسے سنوں۔ اس کے سوا اور کوئی حاجت مجھے یہاں نہیں لائی (مشکوۃ شریف) خیال فرمایئے۔ مدینہ منورہ عرب کے ملک میں۔ اور کہاں دمشق شام میں۔ منزلوں کا فاصلہ۔ اور عرب کا سا دشوار گزار کوہستانی ملک جس میں منزلوں آبادی کا نشان ملے نہ پانی کا پتہ چلے۔ اور اب سے سینکڑوں برس پہلے

کا زمانہ۔ اس وقت کے ایسے ملک کے اس قدر طولانی سفر کا تصور بھی کرتے ہوئے اب ہماری سی پست ہمتیں جھجکتی ہیں۔ مگراس زمانہ کے سچے مسلمان تحصیل علم دین کے سچے ذوق وشوق میں صرف ایک حدیث سننے کی خاطران سب صعوبتوں مصیبتوں کو خوشی سے جھیل جاتے تھے۔

(۵) علم دین اور ہم

علم دین کے فضائل میں اب بھی کوئی کمی نہیں آگئی۔ اور اس زمانہ پرفتن کے لحاظ سے اس کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔ مگر آجکل کے مسلمانوں میں علم دین کی تحصیل کا شوق روز بروز ترقی معکوس کرتا چلا جارہا ہے۔ دیہات وقصبات تو بہت دور ہے۔ آج ہمارے بہت سے شہر ایسے ہیں جن میں روز مرہ کے ضروری مسائل واحکام دین بتانے والا بھی ایک عالم دین نہیں۔ معاصی ومنہیات، لغویات وفضولیات کے جلسوں، تھیٹر تماشوں کی خاطر تو لوگ کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں۔ اور گرمی کی دوپہر کی سخت دھوپ اور لوں اور جاڑے کی راتوں کی ٹھڑادینے والی ٹھنڈی ہواؤں اور سردی کی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر علم دین کی طرف سے بہت سے مدعیان دین کی بے شوقی کی یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ گھر کے دروازے پر عالم دین مسائل واحکام دین بیان کر رہا ہے۔ اور انہیں گھر کے اندر سے دروازہ تک قدم رکھنے کی بھی قسم ہے۔

سے شہر ایسے ہیں جن میں روز مرہ کے ضروری مسائل واحکام دین بتانے والا بھی ایک عالم دین نہیں۔ معاصی ومنہیات، لغویات وفضولیات کے جلسوں، تھیٹر تماشوں کی خاطر تو لوگ کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں۔ اور گرمی کی دوپہر کی سخت دھوپ اور لوں اور جاڑے کی راتوں کی ٹھڑادینے والی ٹھنڈی ہواؤں اور

سردی کی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر علم دین کی طرف سے بہت سے مدعیان دین کی بے شوقی کی یہ نوبت پہنچ چکی ہے کہ گھر کے دروازے پر عالم دین مسائل واحکام دین بیان کررہا ہے۔ اور انہیں گھر کے اندر سے دروازہ تک قدم رکھنے کی بھی قسم ہے۔ اگر کبھی مارے باندھے نکل ہی آئے اور ذاتی مروت پاسداری وغیرہ سے جلسہ وعظ میں پہنچ بھی گئے تو مسائل شریعت کے بیان پر کان نہیں دھرتے۔ آج قوم کے لیڈر دنیاوی تعلیم عام وخاص کے لئے ضروری ومفت وجبری کردینے کے واسطے حکومت پر زور دے رہے ہیں۔ مگر دینی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ دنیاوی تعلیم کی بڑی بڑی ڈگریاں پائے ہوئے لوگوں میں بھی وہ کتنے ایسے ہیں جو روز مرہ کے ضروری اسلامی مسائل نماز روزہ وغیرہ سے بھی واقف ہوں۔ قوم کے لکچرار اور اسپیکر اپنا سارا زور تقریر وتحریر یورپ وامریکہ کے جدید دنیاوی علوم وفنون کی تعلیم کے چھوٹے بڑے اسکول وکالج ویونیورسٹی کھولنے کی ضرورت پر خرچ کررہے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں روپیہ کے مصارف سے ایسے اسکول وکالج کھولتے جاتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں صحیح معنوں میں دینی تعلیم دینے والے مدارس کی حالت دیکھئے تو وہ یا تو روز بروز صفحہ ہستی سے معدوم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور جو ہیں وہ زبان حال سے آج کل مسلمانوں کی علوم دین کی ناقدردانی کا دردناک مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی چند روزہ نام ونمود وجاہ وثروت کے لئے بی۔ اے۔ ایم۔ اے وغیرہ کی ڈگریاں لینے کو توابنائے زمانہ ایڑی چوٹی کے زور لگاتے۔ سات سمندر پار لندن وامریکہ کے سفر کرتے ہیں۔ بلکہ شدید جسمانی ودماغی محنتیں کرتے کرتے بہتیرے مدقوق ومسلول ہوکر اس عالم ہی سے سفر کرجاتے ہیں۔ لیکن شہر کے شہر ہی میں تھوڑی دیر کسی دینی مدرسے یا کسی عالم دین کی

خدمت میں حاضر ہوکر روز مرہ کی ضروری مسائل دین سیکھ لینے کے لئے ان کے قدم نہیں اٹھتے۔ حالانکہ مسلمانوں کی دنیا اس کے دین سے جدا نہیں۔ بلکہ بمفحواء "الدنیا مزرعة الاخرة" مسلمان کی دنیا اس کی آخرت کی کھیتی ہے۔ اور مسلمانوں کا علم دین ان کے دین ودنیا دونوں کے فلاح وفائدہ کے ذرائع واسباب انہیں بتاتا ہے۔ اور علم وعلماء دین کی حاجت ایک سچے مسلمان کو اپنی دنیا وآخرت دونوں میں ہے حدیث شریف میں فرمایا "ان اهل الجنة ليحتاجون الى العلماء فى الجنة وذلك انهم يزورون الله تعالى فى كل جمعة فيقول لهم تمنوا على ماشئتم فيلتفتون الى العلماء فيقولون ماذا نتمنى فيقولون تمنوا كذا وكذا فهم يحتاجون اليهم فى الجنة كما يحتاجون اليهم فى الدنيا (ابن عساكر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک اہل جنت البتہ محتاج ہوں گے علماء کی طرف جنت میں۔ اور وہ یوں ہے کہ وہ دیدار الٰہی کی زیارت سے ہر جمعہ میں مشرف ہونگے۔ پس اللہ عزوجل ان سے فرمائیگا کہ تم تمنا کرو جو چاہو۔ پس وہ علماء کی طرف متوجہ ہوکر ان سے دریافت کریں گے کہ ہم اپنے رب عزوجل سے کیا مانگیں۔ علماء فرمائیں گے تم فلاں فلاں بات کی تمنا کرو۔ پس اہل جنت علماء کے حاجت مند ہونگے جنت میں بھی جیسا کہ حاجت مند ہیں ان کے دنیا میں۔ اسلام کے مقدس دین نے دنیاوی علوم جدیدہ بھی جہاں تک خلاف شرع نہ ہوں پڑھنا۔ اور جائز دنیاوی ترقی کرنا ہرگز منع نہیں فرمایا۔ کیا اچھا ہوتا اگر مسلمانوں میں دنیاوی ترقی کے ساتھ دین بھی مضبوطی سے ہوتا اور ہم اپنے مبارک اسلاف کے سچے اور پورے اخلاف ہوتے۔ اور اگر دین سے منہ موڑ کر دنیاوی ترقی کی بھی تو انصاف یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی کچھ بھی ترقی

نہ ہوئی۔

علم دین کے فضائل اور اس کی ضرورت اور اگلے مسلمانوں میں اس کے تحصیل کا شوق اور ہماری بے شوقی کی حالت یہ سب مختصر طور پر آپ کے سامنے ہیں۔ اب بھی وقت ہے۔ اور تلافی مافات آپکے اختیار میں ہے۔ جس کے دل میں بھی اسلام کا درد ہے۔ جو شخص بھی اسلام رکھتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اپنے دین سے ضروری واقفیت پیدا کرے۔ اور اسلام کے نام ہی کو نہیں بلکہ اسلام کی حقیقت وماہیت کو بھی جانے۔ اور نام ہی کا نہیں بلکہ کام کا مسلمان بنے۔ سیکھنے والے سیکھیں اور سکھانے والے سکھائیں۔ دونوں فریق اپنے اپنے فرض منصبی ومذہبی کی بجاآوری پر دل وجان سے سچے طور پر مستعد ہوجائیں۔ اور پھر اس علم کو عمل کے ساتھ ملاکر (کہ یہی علم حقیقی ہے) دیکھیں کہ روئے زمین کی تمام اقوام میں دین ودنیا کی سچی حقیقی پائدار عزت ہمارے لئے اور صرف ہمارے لئے ہے۔ ان العزة لله ولرسوله وللمومنين۔ بیشک عزت اللہ اور اس کے رسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کے ہی لئے ہے۔

والموفق للخير هو الله تعالى۔

تاج العلماء
سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ العزیز

مبسملا وحامدا ومصليا

سید الشہداء امام حسین علی
علیہ الصلاۃ والسلام وعلی جدہ الکریم

آنجناب (سلسلۂ ائمہ اہل بیت میں) تیسرے امام ہیں۔ ابو الائمہ سبط اصغر، سید وشہید لقب مبارک اور کنیت ابو عبداللہ ہے (شجرہ واکمال واصابہ) حضرت کے القاب اور بھی ہیں اور سب میں اعلیٰ سید وسبط، جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے (نور)

بیعت طریقت، وخلافت حضرت کو اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی (النور والبہاء)

ولادت مبارکہ

اپنے برادر بزرگ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت شریف کے پچاس راتوں کے بعد حمل میں آئے اور شعبان ۴ ھ کی پانچویں تاریخ منگل کے دن مدینہ منورہ میں ولادت باسعادت ہوئی بعض نے ۳ شعبان بھی

روایت کی (شواہد، نور، شجرہ، استیعاب وغیرہ)

حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے کان میں اذان دی اور ان کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ساتویں دن ایک مینڈھا ذبح کر کے عقیقہ کیا اور "حسین" نام رکھا اور سیدنا تبول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ان کے سر کے بال منڈوا کر ان کے برابر چاندی صدقہ کردو (نور الابصار وغیرہ) حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں جب حضرت امام حسن پیدا ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرے بیٹے کو دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا میں نے عرض کیا "حرب" فرمایا بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر جب امام حسین پیدا ہوئے پھر فرمایا میرے بیٹے کو مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، میں نے عرض کیا "حرب" فرمایا بلکہ اس کا نام حسین ہے اسی طرح جب تیسرے صاحبزادے پیدا ہوئے تو حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا مجھے میرے بیٹے کو دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا، میں نے پھر عرض کیا "حرب" فرمایا بلکہ وہ محسن ہے یہ بھی مروی ہے کہ پھر فرمایا میں نے ان کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر شبر، شبیر و مشبر رکھے ہیں (استیعاب) اور ہمارے جد امجد حضور سید شاہ حمزہ فص الکلمات میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے حضرت جبریل امین نے سیدنا ہارون کے نام پر ان کا نام شبیر رکھا اور شبیر کے معنی عبرانی میں حسین ہیں لہٰذا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہی نام مقرر فرمایا اور عمران بن سلیمان نے کہا، حسن و حسین دونوں اہل جنت کے ناموں سے ہیں، اہل عرب نے زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی کے نہ رکھے۔ مفضل کہتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ نے ان ناموں کو مخفی رکھا، یہاں تک کہ یہ دونوں صاحبزادے پیدا ہوئے اور ان کے نام رکھے گئے (تاریخ و صواعق)

فضائل مبارکہ

حضرت امام کی ذات اقدس مجمع البرکات اور مخزن شرائف کمالات تھی، محاسن صوری و معنوی، ظاہری و باطنی کی جامع۔ مرتضیٰ علی فرماتے ہیں۔ حسن حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے سینہ تک مشابہ تھے اور حسین سینہ سے پاؤں تک سب سے زائد اشبہ تھے (استیعاب) چہرہ مبارک ایسا چمکتا تھا کہ لوگ اس کی روشنی میں راہ چلتے تھے (شواہد و سنوات) متعدد اجلہ صحابہ مثل امیر المومنین سیدنا عمر و امیر المومنین سیدنا عمر و امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی و حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا حسن و حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا "حسن کے لئے میری ہیبت اور سیادت ہے اور حسین کے لئے میری جرأت و بخشش" نیز ارشاد فرمایا، حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں نیز ارشاد فرمایا "اللہ دوست رکھے حسین کو" حسن و حسین سبط ہیں اسباط میں سے نیز ارشاد فرمایا "جس نے حسن و حسین کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔" حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام حسین کو حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا لعاب دہن اقدس ایسے چوستے دیکھا جیسے آدمی کھجور چوستا ہے۔ ایک بار دونوں صاحبزادے حضرات حسنین اپنے جد کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے سامنے کشتی گیری کر رہے تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن سے فرمایا، حسین کو پکڑو۔ حضرت سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، حضور بڑے کو فرماتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑے۔ حضور نے

ارشاد فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑو۔ ایک بار حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ مبارک سے جاتے ہوئے حضرت بتول زہرا کے دولت خانہ مبارک پر سے گزرے کہ امام حسین کے رونے کی آواز سنی تو حضرت بی بی فاطمہ سے ارشاد فرمایا تم نہیں جانتیں کہ ان کا رونا مجھے اذیت دیتا ہے۔ (شواہد، ونور، صواعق واسعاف وغیرہ)

سیرت شریفہ

حضرت حسین کی سیرت شریفہ اپنے جد کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سیرت مبارکہ کی پرتو اور مظہر اتم تھی۔ علم وعمل زہد وتقوی، جود وسخا، شجاعت وفتوت اخلاق ومروت، صبرو شکر، حلم وحیا وغیرہا صفات مرضیہ وکمالات پسندیدہ میں بہ وجہ کمال طاق اور مہمان نوازی، غربا پروری، اعانت مظلومان، ایصال رحم اور انعام فقراء ومساکین میں شہرہ آفاق، بہت بڑے فاضل دین دار، کثرت سے نماز روزہ، حج ادا کرنے والے تھے۔ پچیس حج پاپیادہ ادا فرمائے۔ حالانکہ حضور کی عمدہ عمدہ سواریاں لے جائی جارہی تھیں۔، یعنی کوئی اسبابی مجبوری نہیں تھی (استیعاب، طبقات)

ایک شخص سیدنا امام حسن کی خدمت میں اپنی کسی حاجت میں مدد چاہنے کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت خلوت میں معتکف تھے عذر کرادیا۔ وہ شخص امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس کی حاجت پوری فرمادی، اور فرمایا، خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ کسی کی حاجت پوری کردینا مجھے مہینہ بھر کے اعتکاف سے زیادہ پسند ہے (استیعاب) ایک بار ایک سفر میں ایک بڑھیا

نے اپنی بکری کا پہلے تو دودھ پلایا، پھر اس کو ذبح کرکے اس کا گوشت کھلایا، کچھ عرصے کے بعد جب وہ بڑھیا قحط سے پریشان ہوکر مدینہ منورہ میں حاضر خدمت ہوئی تو حضرت نے اسے ہزار بکریاں اور ہزار دینار عطا فرمائے (نور الابصار) اور معرکہ کربلا یعنی واقعہ شہادت میں جس صبروضبط، استقامت، رضابالقضا، اعتماد علی اللہ تعالیٰ، اتباع شریعت غراء، اقامہ امربالمعروف ونہی عن المنکر، نیز ظالموں کے ہر قسم کے ظلم برداشت کرنے کے باوجود کامل، اعلان حق کے ساتھ اظہار حق اور فاسق وفاجر کے اتباع وتعظیم سے مکمل بیزاری وغیرہ، فضائل حمیدہ، وصفات پسندیدہ کا روشن ثبوت اور اپنے جد کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی امت کو زریں سبق اور دین ودنیا کو سنوارنے والی درخشاں تعلیم امام عالی مقام نے عطا فرمائی وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے جس کی شرح و بسط کے لئے دفاتر بھی ناکافی ہیں۔

روایت حدیث

حضرت امام خورد سال تقریباً سات برس کے تھے جو حضور سید الانام علیہ وآلہ اصحابہ الصلوۃ والسلام نے وصال فرمایا پھر بھی آپ کو چند ارشادات کریمہ بلاواسطہ سنے ہوئے یاد تھے اور آپ نے روایت بھی فرمایا۔ (اصحاب سنن وغیرہا) محدثین نے اپنی کتابوں میں آپ کی کچھ حدیثیں تخریج کی ہیں اور آپ اپنے والدین کریمین علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے خال محترم ہند ابن ابی ہالہ اور امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے سے بھی روایت فرماتے ہیں۔ آپ سے حدیث کے راوی آپ کے اخ معظم سیدنا حسن، سیدنا ابو ہریرہ، آپ کے صاحبزادے

امام زین العابدین، آپ کی صاحبزادیاں، فاطمہ صغریٰ اور سکینہ، آپ کے پوتے امام محمد باقر، نیز شعبی وعکرمہ، شیبان الدولی وکرزا لتیمی وغیرہم ہیں (اصابہ واکمال)

امام ابن حجر مکی قدس سرہ صواعق محرقہ میں آپ کے پوتے امام علی موسیٰ رضا کے واسطے سے ایک حدیث روایت فرماتے ہیں جس کی سند کے متعلق امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اگر میں اس کو پڑھ کر مجنوں پر دم کردوں اس کو شفا ہوجائے وہ سند یہ ہے۔ قال الامام علی الرضا حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیه جعفر الصادق عن ابیه محمد الباقر عن ابیه زین العابدین عن ابیه الحسین عن ابیه علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنهم قال حدثنی حبیبی وقرة عینی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال حدثنی جبریل قال سمعت رب العزت تبارک وتعالیٰ اور وہ حدیث یہ ہے:

لا اله الا اللہ حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی

لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس نے یہ کہا وہ میرے قلعے میں داخل ہوگیا۔ جو میرے قلعے میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے امن میں ہوگیا۔ یا وہ حدیث یہ تھی الایمان معرفه بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان ایمان اتم واکمل دل سے تصدیق ومعرفت، زبان سے اس کا اقرار اور ارکان دین پر عمل کرنا ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں ممکن ہے یہ دو واقعے ہوں اور امام علی رضا نے دونوں حدیثیں روایت کی ہوں۔

حضرت امام نے اپنے خلف ارشد آدم آل عبا، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی التماس پر ایک کتاب "مراۃ العارفین" نام کی

تالیف فرمائی جس میں عالم صغیر یعنی حضرت انسان اور عالم کبیر کی باہمی مطابقت دکھائی ہے، ہمارے جد امجد حضرت اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ عینی قدس سرہ، فص الکلمات میں ذکر فرمایا ہے اور بطور نمونہ اس کی یہ عبارت نقل فرمائی جو ہم برائے تبرک خود اصل عربی زبان میں یہاں نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام فرماتے ہیں کل ما فی القائم مجمل فهو فی روحه مجمل وکل ما فی اللوح مفصل فهو فی قلبه مفصل وکل ما فی العرش مفصل فهو فی جسمه مفصل وکل ما فی الکرسی مفصل فهو فی نفسه مفصل فمن عرف نفسه فقد عرف ربه وعرف جمیع الاشیاء ففکرک یا ولدی فیک یکفیک فلیس شئی خارجا عنک اما تسمع کیف یقول الحق سبحانه اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا فمن قرأ هذا الکتاب فقد علم ما هو کان وما هو یکون فان لم یقرا تمامه فاقروأ ما تیسر منه الا تری فکیف یقول تعالیٰ سنریهم آیاتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق وکیف وفی انفسکم افلا تبصرون

بعض کلمات شریفہ

ایک بار حضرت امام حسن سے کسی معاملے میں گفتگو آکر کچھ رکاوٹ آگئی، عرض کیا گیا امام حسن آپ کے بڑے بھائی ہیں آپ تشریف لے جاکر انہیں منالیں، فرمایا، میں نے سنا اپنے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ جن دو شخصوں میں کچھ شکر رنجی ہوجائے پس ایک ان میں کا

دوسرے کو منالے تو جو اس میں سبقت کریگا وہی جنت میں آگے جائے گا۔ اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ اپنے بڑے بھائی پر دخول جنت میں سبقت کروں۔ حضرت کا یہ فرمانا امام حسن کو پہنچا تشریف لائے اور حضرت کو راضی کرلیا۔

حضرت امام مدینہ پاکیزہ میں تشریف فرمارہے پھر اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کے ساتھ کوفے گئے اور ان کے ساتھ مشاہد میں شریک رہے اور اپنے والد ماجد کی شہادت تک کوفے میں ہی رہے پھر اپنے بھائی امام حسن کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے خلافت سے جدائی فرمائی اور اس کے بعد حضرت مدینہ شریف واپس آگئے۔ اور امیر معاویہ کی وفات تک وہیں تشریف فرمارہے یہاں تک کہ یزید مردود نے تخت نشین ہوکر آپ سے اپنی بیعت چاہی اور آپ نے بیعت نہ فرمائی اور حرم الٰہی مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ ظالموں نے وہاں بھی نہ رہنے دیا۔ اور آخر کار معرکہ کربلا پیش آیا۔ (اسعاف، ونور الابصار)

اولاد امجاد

صاحب ارشاد کہتے ہیں کہ حضرت کی چھ اولادیں تھیں

(۱) حضرت علی بن الحسین الاصغر[۱] امام زین العابدین

(۲) حضرت علی اکبر ان کی والدہ ماجدہ لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں یہ معرکہ کربلا میں شہید ہوگئے۔

(۳) حضرت جعفر (ان کی والدہ قضاعیہ تھیں) یہ اپنے والد ماجد کے سامنے وفات پاچکے تھے۔

۱۔ آپ اپنے جد امجد مولیٰ مرتضیٰ علی کے سامنے دو برس کے تھے، اسی لئے آپ کو کاامتیاز کے لئے اصغر کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

(۴) حضرت عبد اللہ یہ وہ صاحبزادے ہیں جو عوام میں علی اصغر مشہور ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ رباب بنت امراء القیس بن عدی کلبیہ تھیں۔

(۵) حضرت فاطمہ صغریٰ ان کی والدہ ماجدہ ام اسحٰق بنت حضرت سیدنا طلحہ (از عشرہ مبشرہ)

(۶) حضرت سکینہ (یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں)

اولا امجاد کی یہی تفصیل حافظ عبد العزیز جنابذی وشیخ مفید عالمان انساب نے کی، اگرچہ بعض دیگر مورخین نے کچھ اختلاف بھی کیا ہے۔

شہادت

حضور سرور عالم ﷺ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے، ایک فرشتہ کہ پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ سے حاضری کی اجازت لیکر آستاں بوس ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین سے ارشاد فرمایا دروازے کی نگہبانی رکھو کوئی آنے نہ پائے اتنے میں سیدنا امام حسین دروازہ کھول کر حاضر خدمت ہوئے اور اپنے جد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں جابیٹھے حضور پیار فرمانے لگے، فرشتے نے عرض کیا حضور انہیں چاہتے ہیں حالانکہ وہ وقت قریب آتا ہے کہ حضور کی امت انہیں شہید کروگی اور حضور چاہیں تو میں وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ شہید کئے جائیں گے، پھر سرخ مٹی اور ایک روایت میں ہے ریت، ایک میں ہے کنکریاں حاضر کیں حضور نے سونگھ کر فرمایا ریح کرب وبلا بے چینی اور بلا کی بو آتی ہے پھر ام المومنین کو وہ مٹی عطا ہوئی اور ارشاد فرمایا جب یہ خون ہوجائے تو جاننا کہ حسین شہید ہوگئے، انہوں نے اسے

ایک شیشی میں محفوظ کرلیا ام المومنین فرمایا کرتیں، جس دن یہ مٹی خون ہوجائیگی کیسی سختی کا دن ہوگا چنانچہ ایک روایت میں ان سے مروی ہے کہ حضرت امام کی شہادت کے دن وہ مٹی خون ہوگئی' دوسری میں ہے کہ ان کنکریوں سے خون جاری ہوگیا' امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صفین کو جاتے ہوئے کربلا پر گزرے نام پوچھا' لوگوں نے کہا کربلا' اتنا روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی' پھر فرمایا میں خدمت اقدس میں حاضر تھا' حضور کو روتے ہوئے پایا میں نے سبب پوچھا' فرمایا ابھی جبریل کہہ گئے ہیں کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے کربلا میں قتل کیا جائیگا' پھر جبریل نے مجھے وہاں کی مٹی سونگھائی' مجھ سے ضبط نہ ہوسکا آنکھیں بہ نکلیں' ایک روایت میں ہے مولیٰ علی اس مقام سے گذرے جہاں امام مظلوم کی قبر مبارک ہے۔ فرمایا یہاں ان کی سواریاں بیٹھائی جائیں گی یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے اور یہاں ان کے خون گریں گے آل محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ نوجوان اس میدان میں قتل ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔ آخر وہ عظیم سختی اور مصیبت والا دن' زمین و آسماں کو خوں رُلا دینے والا دن یزید پلید کے عہد سلطنت سراپا ظلم وبدعت' خباثت و شرارت میں آپہنچا اور یزید پلید کے صوبہ دار ابن زیاد بدنہاد کے سپہ سالار ابن سعد کے ٹڈی دل لشکر ابتر نے میدان میں نہایت ظلم وشقاوت سنگدلی و بے حیائی کے ساتھ تین دن کے بھوکے پیاسے فاطمہ کے لعل' علی کی آنکھوں کے تارے' محمد (ﷺ) کے چہیتے پیارے پر چاروں طرف سے نرغہ کرکے ان ہزاروں روباہ منش بلکہ اس سے بدتر بزدلوں' نامرد ظالموں' شقیوں نے شیر خدا کے اکیلے شیر دلیر پر تیروں کی بارش اور نیزہ و تلوار کی اندھا دھند یورش کرکے اس امام عالی مقام کو شہید کر ڈالا' اللہ اکبر! ظالموں کے چاروں

طرف کے حملے دفع کرتے کرتے تھک گئے ہیں' زخموں سے چور' ۳۳ زخم نیزے کے ۴۴ گھاؤ تلواروں کے لگے ہیں' تیر کا شمار نہیں' اٹھنا چاہتے ہیں' اور گر پڑتے ہیں اسی حالت میں سنان بن انس نخعی شقی ناری جہنمی نے نیزہ مارا کہ وہ عرش کا تارا زمین پر ٹوٹ کر گرا' سنان مردود نے خولی بن یزید سے کہا سر کاٹ لائے' اس کا ہاتھ کانپا' سنان ولد الشیطان بولا' تیرا ہاتھ ٹوٹے' اور خود گھوڑے سے اتر کر محمد رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے تین دن کے پیاسے کو ذبح کیا اور سر مبارک جدا کرلیا' حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت عاشوراء محرم الحرام ۶۱ھ بعد نصف النہار ہوئی' (مراۃ اصابہ استیعاب وآئینہ) عمر شریف وقت وفات وشہادت بقول صحیح چھپن برس ۵ مہینہ ۵ دن کی تھی۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا' روتے ہیں اور گیسوے مبارک وریش اقدس خاک آلودہ ہے۔ فرمایا' ابھی حسین قتل کئے گئے۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' میں نے ایک دن دوپہر کے وقت حضور اقدسؐ کو خواب میں دیکھا' موئے مبارک بکھرے ہوئے گرد آلودہ' دست مبارک میں ایک شیشہ جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا یہ کیا ہے' فرمایا حسین اور ان کے اصحاب کا خون ہے جسے آج میں صبح سے اٹھا رہا ہوں' لوگوں نے اس دن کا خیال رکھا پھر معلوم ہوا کہ حضرت امام اسی روز شہید ہوئے تھے۔ (صواعق واصابہ) ترمذی وبخاری وغیرہما حضرت ابن عمر سے راوی ان سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ مچھر کا خون پاک ہے یا نہیں۔ دوسری روایت میں ہے۔ سائل نے کہا جس نے حج کا احرام باندھا وہ اگر مکھی مار ڈالے تو اس پر کیا بدلہ آئے گا۔ حضرت ابن عمر نے دریافت فرمایا' تو

کہاں کا رہنے والا ہے۔ بولا عراق کا' فرمانے لگے' دیکھو تو یہ مجھ سے مچھر اور مکھی جیسی حقیر چیز کے خون کے بارے میں سوال کرتے ہیں حلانکہ یہ لوگ حد سے گزر گئے اور اپنے نبی ﷺ کے بیٹے کو ان کی اس جلالہ شان کے باوجود شہید کرڈالا (یعنی اتنے بڑے جرم کے ارتکاب کے وقت فتوی نہیں لیا) حالانکہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ حسنین میرے دو پھول ہیں دنیا میں۔ (اسعاف) حضرت امام اور ان کے ساتھیوں نے ایک فاسق وفاجر یزید پلید کی بیعت واطاعت نہ فرماکر انتہائی سختیاں اور تکالیف اور نظر ظاہر میں مال واولاد' جان وناموس' سب کی وہ ہولناک ترین تباہیاں وبربادیاں برداشت کرکے ہمارے سامنے جس صبرواستقلال جواں مردی اور حق کے مطابق مادی دنیاوی طاقتوں سے بے خوفی اور تعمیل حکم الٰہی پر جس ثبات واستقلال واستقامت کا عملی جامہ بے نظیر نمونہ پیش فرمایا آج ہم اس کو دلیل راہ بنائیں اور حضرت امام کی بنائی ہوئی اسی شاہ راہ پر چلیں تو دارین کی فلاح وصلاح تک ہماری رسائی بعونہ تعالیٰ یقینی ہے۔

مدفن شریف

بعد شہادت حضرت امام' بعض خبثاء لئام نے تن مبارک پر گھوڑے دوڑا کر لاش مبارک کو روند کر سینہ وپشت نازنیں کی تمام ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں' لباس تن مبارک سے اتار لیا۔ خیمہ مبارک اور اہل بیت کرام کا تمام سامان لوٹ لیا۔ پھر سر مبارک امام مظلوم وشہداء مرحوم کوفے میں ابن زیاد اور وہاں سے دمشق یزید پلید مایہ فساد کے پاس بھیجے گئے۔ اور لاشہائے بے سروہیں میدان کربلا میں پڑی رہنے دیں دوسرے یا تیسرے روز قریہ

عامریہ کے لوگوں نے اسی میدان میں حضرت امام اور سارے شہداء عظام کو دفن کیا (نور و آئینہ) سر مبارک کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ بقیع شریف میں قبہ اہل بیت میں دفن ہے' اس قبہ مبارک کو پچھلے دور میں نجدی خبثاء نے کھود ڈالا۔

بعض اصحاب کشف وشہود سے یہی منقول ہوا کہ سر مبارک قاہرہ مصر کے مشہد حسینی میں دفن ہے۔

امام عالی مقام کے شاعر یحیٰ بن حکم وغیرہ ہیں اور دروازہ مبارک کے نگہبان اسعد ہجری' مہر کی انگشتری پر لکل اجل کتابٌ لکھا ہوا تھا فصلی اللہ تعالٰی وسلمہ وبارک علی جدہ الکریم ثم علیہ وعلی جمیع اتباعہ واصحابہ واحبابہ اجمعین۔

سید العلماء
سید شاہ آل مصطفےٰ قادری برکاتی
قدس سرہ

سلام بہ حضور امام عالی مقام

علی جلہ الکریم وعلیہ السلام

تمہارے سجدے کو کعبہ سلام کہتا ہے
جلال قبہ خضرا سلام کہتا ہے
چمن کا ہر گل و غنچہ سلام کہتا ہے
حسین تم کو زمانہ سلام کہتا ہے
چراغ و مسجد و منبر سلام کہتے ہیں
نبی رسول پیمبر سلام کہتے ہیں
علی و فاطمہ شبر سلام کہتے ہیں
خدا گواہ کہ نانا سلام کہتا ہے
خدا کی راہ میں سر کو کٹا دیا تم نے
نبی کے دین پہ گھر کو لٹا دیا تم نے
نشان کفر کو یکسر مٹا دیا تم نے
تمہیں خدا بھی تمہارا سلام کہتا ہے

تمہیں فلک کے ستارے سلام کہتے ہیں
تمہیں قرآن کے پارے سلام کہتے ہیں
تمہیں حرم کے منارے سلام کہتے ہیں
امام تم کو مدینہ سلام کہتا ہے
ثنا تمہاری وظیفہ ہے میرا آبائی
تمہاری مدح تو شیوہ ہے میرا مولائی
بس اک نظر ہو جو مجھ پر تو میری بن آئی
تمہارا سید شیدا سلام کہتا ہے

سید جمال الدین محمد اسلم

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حیات کا معاشرتی نصب العین

کردار سازی

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام رکھ　　بے غضب راضی و کاظم اور رضا کے واسطے

اعلیٰ کردار کا نمونہ بن کر دکھانا اور اس رتبہ پر پہنچ جانا جہاں سے دوسروں پر توجہ کی جاسکے اور ان کے کردار کو بھی بلندی دی جاسکے اگر اس دوہرے عمل کا مطالعہ کرنا ہے تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حیات پاک پر نظر ڈال کر دیکھئے آپ ایک نمونہ شخصیت بھی ہیں اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ضو سے شخصیات کو ڈھالنے والے بھی۔ آپ کو اموی اور عباسی دور ملا۔ اموی دور حکومت میں خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوچکی تھی اور ملوکیت کے ساتھ جبر و ظلم، استبداد ناانصافی، بے انصافی، شقاوت، عدم مساوات کی متعدد حکایت جڑی ہوئی تھیں۔ سیاسی زندگی میں انتشار آیا، سماجی زندگی میں عدم مساوات اور استحصال کی وجہ سے کشمکش پیدا ہوئی تو ایک انقلاب آیا، سیاسی انقلاب، حضرت امام کی حمایت تو انقلاب کو حاصل ہوئی لیکن آپ کی نگاہ بصیرت نے دیکھ لیا تھا کہ یہ انقلاب بھی دراصل حصول اقتدار کے بعد ملوکیت کی خوبیوں سے متصل ہوگا، ظلم واستبداد کا ایک نیا باب شروع

ہوگا۔ اس لئے سفاح کے انقلاب کی بجز خاموش حمایت کے اور کسی قسم کی معاونت نہ خود کی اور نہ اپنے خاندان کے کسی فرد کو کرنے دی۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے آخری دور سے عباسی خلیفہ منصور کے عہد کے وسط تک آپ نے ملوکیت کے بہت سے مظاہر دیکھے۔ عمر بن عبدالعزیز کے عہد کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اموی اور عباسی خلفاء مسلم معاشرہ کی اخلاقی رہنمائی کرنے سے قاصر رہے۔ البتہ اخلاقی اور روحانی رہنمائی کے فرائض حضرت امام نے خوب نبھائے۔

آپ کا مدرسہ نہ صرف ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ تھا بلکہ یہ عالم انسان کا اخلاقی دارالخلافہ تھا جہاں سے درس وتدریس کے علاوہ اعلیٰ ترین اخلاقی قدروں کے حامل مومن ڈھالے جاتے تھے۔ اطاعت و پرہیزگاری کے پیکر حضرت امام نے اپنا ایک معاشرتی نصب العین طے کرلیا تھا۔ انہیں مسلمانوں کی کردار سازی کرنی تھی۔ کردار سازی کے لئے انہوں نے جن اخلاقی قدروں کو منتخب کیا تھا ان کی اساس قرآن وحدیث میں تھیں۔ یہ وہ اخلاقی قدریں تھیں جن کا سلسلہ ان کے اجداد کرام کے توسط اور وسیلہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے جاملتا تھا اور ان کا سلسلہ کلمات ربانی ہے۔

حضرت امام نے اپنے لئے نصیحت کرنے والے کا رول منتخب کیا تھا۔ یہ ان کا حق بھی تھا اور منصب بھی۔ کسی مقام پر ابو سلمہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنے سماجی رول کی وضاحت اس طرح فرمائی تھی کہ "پروردگار عالم نے مرد مسلم پر نصیحت واجب کی ہے۔" حضرت امام نے ظلم واستبداد کے دور میں اپنے لئے تبلیغ کا راستہ معین کیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ جب تک معاشرہ میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کی حکمرانی نہیں ہوگی ظلم کا

مقابلہ نہیں کیا جاسکے گا۔ آپ نے ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کی طرف توجہ کی جس کی بنیاد اخوت اور مساوات کے اصولوں پر ہو کیونکہ یہ آفاقی قدریں ہیں، ہر دور کے لئے ہر انسانی گروہ کے لئے۔

حضرت امام کا کام انسانی نفوس میں فضیلت کی تخم ریزی اور خیر و برکت کی آبیاری تھا۔ نفوس کی تطہیر کے بغیر اصلاح معاشرہ ناممکن تھا۔ تطہیر کے عمل کے دو حصے تھے۔ ایک طرف آپ امت کے دل میں خوف خدا پیدا کرتے اور مسلمانوں کے قلوب کو احکام الٰہی کی پابندی کی طرف مائل کرتے اور دوسرے دعوت عمل دیتے۔

دعوت عمل کا طریقہ یہ تھا کہ آپ انسانوں کی مشغولیات دریافت فرماتے اور پھر انہیں باعمل ہونے کی نصیحت فرماتے۔ تجارت کے پیشہ کو آپ نے باعزت قرار دیا تھا اور جو اس طرف غفلت برتنے لگتے انہیں آپ اپنی عزت یعنی تجارت کی طرف لوٹنے کی دعوت دیتے۔ معاذ نے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت امام سے عرض کی "حضور میں بازار چھوڑنا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں تمہاری رائے کا وزن کم ہو جائے گا اور تم سے کسی بات میں مدد نہ لی جائے گی۔

حضرت امام نے کبھی اپنے نصائح سے عمل کی ترغیب دلائی اور کبھی خود محنت کر کے اس کی خوبیوں کی طرف توجہ دلائی۔ انہیں پھاوڑا لئے ہوئے کام کرتے دیکھا گیا۔ انہوں نے اپنے اس عمل کو باعث عزت و شرف تصور کیا اور فرمایا کہ "مجھے طلب معیشت کے لئے دھوپ کی گرمی برداشت کرنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔" آل محمد سے ایسے ہی جواب کی توقع کی جاسکتی تھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "سب سے بہتر روزی وہ ہے جس کو

آدمی نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو۔" حصول رزق کے لئے جدوجہد کو حضرت امام نے بہت مستحسن قرار دیا۔ وہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہوئے۔ ایک بار آپ ایک قمیص پہنے ہوئے پھاوڑا چلارہے تھے۔ آپ سے اس صورت حال کے بارے میں جب سوال کیا گیا تو آپ کا جواب تھا: "میں یہ کام دوسروں سے بھی کراسکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے بھی رزق حلال کی طلب میں جدوجہد کرتا ہوا دیکھے۔" اس طرح کے محنت و مشقت کو قادر مطلق کو نگاہ میں مقبول عمل بتاکر انسان کو تساہل، کاہلی، بے کارپن سے اپنے کو مبرا اور سرگرم رہنے کی دعوت عمل دی۔

فرد کی زندگی کے ساتھ ساتھ حضرت امام نے اجتماعی زندگی کی تشکیل کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ اس سمت میں آپ کی کوشش اسلامی برادری کو مستحکم کرنے اور برادری کے حقوق کے احترام کو منوانے کی طرف مائل تھیں۔ اسلامی برادری کے استحکام کے لئے آپ نے امت کے ہر فرد کے دل میں ایک دوسرے کے لئے محبت والفت کے جذبات پیدا کرنے پر زور دیا۔ ان کا اجتماعی زندگی کے سلسلہ میں یہ فلسفہ تھا کہ محبت تنظیم عالم و آدم کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ نے باہمی اخوت کے اصول کو اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ سرور کائنات ﷺ کی اس حدیث کی پیروی میں کہ "نیکی کی رہنمائی کرنے نیکی کرنے والے کے مثل ہے اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی دستگیری کو پسند کرتا ہے۔" حضرت امام نے بھی اپنی دینی اور خاندانی وراثت کا اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک مومن کی حاجت کو پورا کردینا ہفتہ بھر کے طواف سے بہتر ہے۔" آپ نے تو دستگیری کا ایک انوکھا طریقہ نکالا تھا کہ اپنے مال خاص سے بڑی رقم بطور امانت سپرد کردیتے تھے اور اس امانت کے سلسلے میں یہ نصیحت فرماتے تھے کہ اس مال سے اختلاف کو رفع کرا کے صلح

کرادی جائے۔

مضبوط کردار کے لوگ ظلم سے نہیں ڈرتے، وہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لئے ہروقت تیار رہتے ہیں۔ ہمارے دور کے ایک شاعر نے کہا ہے:

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

پیغمبر اسلام ﷺ نے بارہا اپنے خطبات میں فرمایا کہ "ظلم سے پرہیز کرو اس میں ذرا شک نہیں کہ ظلم برباد کردیتا ہے۔" ارشاد نبوی کی حیثیت قانون کی ہے اسلئے قانون مصطفوی کے شارح صادق حضرت امام نے ظلم کی ممانعت، ظالمین کی اعانت سے انکار اور ان سے دور رہنے کی تلقین کی۔ کیونکہ اگر انسان ظلم سے رشتہ توڑلے، ظالم سے منہ پھیرلے تو ظلم کا دور اور ظالم کی دنیا اوندھے منہ آپڑتی ہے۔ ظلم کی نفی ظلم سے نہیں عدل سے ہوتی ہے لہٰذا جو ظلم سے منہ موڑیں گے، وہ عدل سے رشتہ قائم کریں گے اور جو عدل سے رشتہ باندھیں گے وہ امام صادق کے حلقہ ارادت میں داخل ہوں گے آپ نے تاریخ اسلام کے دو اہم دور دیکھے اموی اور عباسی۔ آپ چاہتے تو اپنے دور کے خلفاء سے ربط پیدا کرکے دنیاوی شان پیدا کرسکتے تھے لیکن دنیا کی جھوٹی شان، ظلم وبربریت کی بنیاد پر کھڑی تصنع کی عمارت، استحصال پر بظاہر زندہ لیکن حقیقتاً مردہ ملوکیت سے نہ آپ نے کوئی امید باندھی اور نہ دست طلب دراز کیا۔ آپ کے مورث اعلیٰ سید الشہداء نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ سب سے بڑا جہاد یہ بھی ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی بات کہی جائے۔ حضرت امام تو ظلم کے خلاف صف آرا سید الشہداء کی آل میں تھے اور عدل کی علامت تھے۔ آپ کی زندگی کا تو یہ مقصد تھا کہ

انسانی حقوق کو پامال کرنے والی حکومت کے ساتھ کسی طرح کا تعلق نہ رکھا جائے۔ یہ حکومت سے عدم تعاون تھا۔ بعض لوگوں نے اسے منفی سیاست کہا ہے۔ میری نظر میں یہ منفی سیاست نہیں بلکہ ظلم پر مبنی منفی سیاست کی نفی تھی اور اس کی نوعیت مثبت تھی کیونکہ اس احتجاج کی بنیاد عدل واحسان پر تھی جو قرآن وحدیث کا سماجی نصب العین ہے۔

ظلم سیاسی زندگی تک ہی محدود نہیں تھا۔ سماج میں بھی مختلف سطحوں پر ظلم کا دور دورہ تھا اور حضرت امام اس سے بھی نبرد آزما تھے آپ کا فرمانا تھا کہ ظلم کرنے والا کوئی خیر نہیں کرسکتا، ظالم مظلوم سے اتنا مال نہیں لیتا جتنا مظلوم ظالم کے دین میں سے لیتا ہے۔" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "جس نے برادر مومن کا مال کھایا اس نے جہنم کے شعلے کھائے۔"

مضبوط کردار کا ایک جوہر یا علامت عزت نفس ہے۔ حضرت امام نے اس وصف کو پیدا کرنے پر شدت سے زور دیا۔ آپ نے فرمایا "مومن کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ نفس کو ذلیل کرنے سے کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا کہ انسان کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے بعد میں معذرت کرنا پڑے۔ جس نے اپنے نفس کی عزت کی وہ ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے۔ اپنے نفس کی عزت کرنے والا دست طلب دراز نہیں کرتا، وہ ہاتھ سکیڑ لیتا ہے تو اسے رب کی طرف سے عزت ملتی ہے اور وہ جب ہاتھ بڑھاتا ہے تو اسے رب کی طرف سے ذلت ملتی ہے۔ قرآن حکیم کی اسی تفہیم کے پیش نظر حضرت امام نے عزت نفس پیدا کرنے پر زور دیا ہوگا۔

حضرت امام کے نصائح جو ان کے مراسلات کی شکل میں اسلامی ادب

میں محفوظ ہیں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ کا نصب العین ایک اخلاقی دنیا کی تشکیل کرنا تھا جس میں بسنے والا ہر انسان ایک اعلیٰ کردار کا حامل ہو۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا "اور اللہ نیکو کاروں سے محبت رکھتا ہے" "بیشک اللہ حدود سے نکل جانے والوں سے محبت نہیں کرتا" "بیشک اللہ اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا" اور اللہ ظالموں (ناانصافوں) سے محبت نہیں کرتا" "بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے" "بیشک اللہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا" ایسے ہی قرآنی فرمودات کی روشنی میں حضرت نے نصیحت فرمائی کہ اپنے پروردگار سے عافیت مانگو' سکون سے رہو' نیک کردار لوگوں کی طرح پاک وپاکیزہ رہو۔ جھوٹ نہ بولنے' حسد نہ کرنے' مسلمان کی توہین نہ کرنے' بدخلقی سے پیش نہ آنے' بے معنی بات نہ کرنے کی آپ نے بارہا تعلیم دی تاکہ زندگی کی طرف' اپنی اور دوسروں دونوں کی زندگیوں کی طرف مثبت رویہ کا ہی مظاہرہ ہو۔ جو اپنے کو برائی سے دوسروں کے ساتھ برائی کرنے کو روکے گا لازمی طور پر وہ نیکی کی علامت بنے گا۔ معاشرہ نیک لوگوں سے ہے' بدوں سے نہیں شخصیت سازی کے یہ وہ کام ہیں جو حضرت امام کو نہ صرف ماضی' بلکہ دور حاضر اور مستقبل کی تاریخ کے بھی نمایاں ترین شخصیت ساز' کردار ساز اخلاقی وروحانی قائدین کی اولین صفوں میں اعلیٰ مقام پر فائز کرتے ہیں۔

اجتماعی زندگی کے لئے سیدھے سادے اصول آپ نے تلقین فرمائے۔ فرمایا "اللہ سے ڈرو' آپس میں نیک کردار بھائی بنو' اللہ کے لئے محبّت کرو' تعلقات رکھو' ایک دوسرے پر رحم کرو ملاقات کرو۔ آمدورفت جاری رکھو۔"

اجتماعی زندگی کے لئے ایک دوسرے کی خیر خبر رکھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت امام نے اس امر کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا: "جسے مسلمانوں

کے امور کی فکر نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہیں" رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی صبح کو اٹھ کر امور مسلمین کا اہتمام نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے جو کسی کو مسلمانوں کے نام سے فریاد کرتے سنے اور لبیک نہ کہے وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

اللہ کے ڈر اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ کردار سازی اور شخصیت سازی حضرت امام کا سماجی نصب العین تھا' اس کا سبق انہیں قرآن سے ملا تھا' اپنے ہی خاندان یعنی خاندان نبوی سے ملا تھا' عبادت اور اطاعت الٰہی کے بعد اخلاق ہی کا مقام ہے۔ اس لئے حضرت امام نے فرمایا: "مومن کے لئے فرائض کے بعد اللہ کی نظر میں محبوب ترین شئی وسعت اخلاق ہے۔"

اور اس پر آپ کا یہ ارشاد مہر بن کر ثبت ہوا۔ "اچھا سلوک اور خوش جوئی محبت کی موجد اور جنت میں داخلہ کی باعث ہے۔"

اس طرح حضرت امام نے سیدھے سادے' دلوں پر اثر ڈالنے والے اصولوں کے ذریعہ کردار و شخصیت کی تطہیر کے کام کو سہل بنادیا۔ ان کے نصائح آفاقی پہلو لئے ہوئے ہیں۔ کسی بھی آفاقی قدر سے وہ متضاد نہیں۔ مثبت سماج کی تشکیل کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے وضع کئے ہوئے اصول آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہمیں کردار سازی کی دعوت دے رہے ہیں۔ عمل کی دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ کی عبادت کرنے والا اور خوش اخلاق انسان بننے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

امین ملت
سید شاہ محمد امین قادری برکاتی
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ

حیات صاحب البرکات

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت میں صوفیائے کرام کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ صوفیائے کرام نے انسان دوستی کا سبق دیکر تصوف کا سلسلہ دراز کیا۔ اور مخلوق خدا کو نیکی کی طرف بلایا۔

ہندوستان میں طریقت کے چار سلسلے بہت مشہور ہوئے۔ (الف) چشتیہ (ب) قادریہ (ج) نقشبندیہ (د) سہروردیہ۔

ان چاروں سلاسل کے بزرگوں کا واحد مقصد یہ تھا کہ بندہ کو خالق تک پہونچایا جائے۔ گوکہ ان چاروں سلاسل میں راستے الگ الگ ہیں مگر مقصود صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔

ذیل میں ہم آپ کے سامنے قادریہ سلسلے کے مشہور بزرگ اور امام سلسلہ برکاتیہ سلطان العاشقین قطب عالم سید شاہ برکت اللہ واسطی بلگرامی مارہروی قدس سرہ کی حیات اور علمی کارنامے پیش کررہے ہیں۔

شاہ برکت اللہ :

آپ سید شاہ اویس کے بڑے صاجزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۲۶

جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ سلسلہ نسب یہ ہے، شاہ برکت اللہ بن سید شاہ اویس بن سید شاہ عبدالجلیل بن سید عبد الواحد بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید مارہروی بن سید بڈھا بن سید کمال بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری جد قبائل سادات بلگرام ابن سید علی بن سید حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوفراس بن سید ابو الفرح واسطی بن سید داوٗد بن سید حسین بن سید یحی بن حضرت زید سوم بن سید عمر بن سید زید دوم، بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسی المعروف بہ موتم الاشبال بن سید زید شہید بن امام زین العابدین الملقب بہ سجاد بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین مولیٰ مرتضیٰ علی زوج سیدة النساء فاطمہ زہراء بنت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم۔

بچپن کا زمانہ اپنے والد ماجد میر سید اویس اور دیگر بزرگان خاندان کے آغوش تربیت میں گزارا۔ سید شاہ برکت اللہ کے والد ماجد نے اپنے وصال (۲۰ رجب ۱۰۹۷ھ) سے پہلے شاہ صاحب کو سجادہ نشینی اور سلاسل آبائی قدیم چشتیہ وسہروردیہ وقادریہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی مگر چونکہ ظرف عالی تھا لہٰذا شاہ صاحب نے سید مربی بن سید عبدالنبی بن سید طیب، سید غلام مصطفے بن سید فیروز، سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی سے بھی اجازت وخلافت واکتساب فیض وبرکت فرمایا۔

شاہ لطف اللہ :

سید لطف اللہ سے شاہ صاحب کو بے حد عقیدت تھی۔ سید صاحب

بلگرام کے رہنے والے تھے اور اپنے دور کے مشہور عالم تھے۔ آپ کالپی تشریف لے گئے۔ اور میر سید احمد کالپوی سے خلافت حاصل کرنے کے بعد بلگرام واپس آئے۔ میر سید احمد سے شاہ لطف اللہ کو بے پناہ محبت تھی۔ مندرجہ ذیل شعر شاہ لطف اللہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

کالپی مکہ بلگرام یمن

اے تو احمد منم اویس قرن

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۱۴۳ھ کو شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوا۔

شاہ برکت اللہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے عشق تھا۔ اس دور میں کالپی ضلع جالون میں مشہور زمانہ بزرگ سید شاہ فضل اللہ مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز تھے۔ شاہ برکت اللہ اپنے والد کے وصال کے بعد مارہرہ تشریف لا چکے تھے۔ کالپی کے مشائخ سے غائبانہ عقیدت روز افزوں تھی۔ لہٰذا انہوں نے کالپی کا سفر کیا اور شاہ فضل اللہ کالپوی سے اجازت وخلافت سلاسل عالیہ قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ ابوالعلائیہ ومداریہ بدیعیہ حاصل کی اور صاحب البرکات کا خطاب پایا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ برکت اللہ پیران سلسلہ اور سلاسل طریقت کا مختصر ذکر کیا جائے۔

شاہ فضل اللہ

شاہ برکت اللہ کے مرشد شاہ فضل اللہ اپنے والد میر سید احمد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار کالپی میں ہے۔ شاہ فضل اللہ کے دو بھائی تھے سید سلطان مقصود، اور سید سلطان مسعود۔

میر سید احمد:

شاہ فضل اللہ کے والد ماجد میر سید احمد کالپوی کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت والد ماجد نے فرمائی۔ اور بیعت کرنے کے بعد جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضرت کے خلفاء میں سید شاہ لطف اللہ بلگرامی مشہور ہیں۔ میر سید احمد کا وصال ۱۹ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ کو ہوا۔ مزار کالپی میں ہے۔

میر سید محمد:

میر سید احمد کے والد ماجد کا اسم گرامی میر سید محمد تھا۔ آپ کا آبائی وطن ترمذ تھا۔ آباؤ واجداد "ترمذ" سے ہجرت کرکے جالندھر آگئے۔ میر سید محمد کے والد میر ابو سعید نے کالپی کو اپنا وطن بنایا۔ میر سید محمد نے شیخ محمد یونس، مولانا عمر جاجمئوی اور شیخ جمال اولیاء سے تعلیم حاصل کی۔ میر صاحب کو شیخ جمال اولیاء سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہوا۔ میر صاحب نے دہلی کا سفر کیا اور سید ابوالعلاء قدس سرہ سے نقشبندیہ سلسلہ کی اجازت حاصل کی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے اجمیر حاضر ہوئے۔

قطب الاقطاب میر سید محمد کی تصانیف میں تفسیر سورہ فاتحہ، رسالہ تحقیق روح، رسالہ اسرار التوحید، ارشاد السالکین، رسالہ الفنا، عقاید صوفیہ، رسالہ عمل معمول، رسالہ واروات وغیرہ مشہور ہیں۔ حضرت کے خلفاء میں شاہ محمد افضل الہ آبادیؒ اور شیخ محب اللہ الہ آبادی کا شہرہ عام ہوا۔

میر سید محمد رحمہ اللہ علیہ کا وصال ۲۶ شعبان ۱۷۰۱ھ کو کالپی میں ہوا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ وصال لکھی ہے۔

غوث عالم یگانہ آفاق
میر سید محمد ذیشان
گفت تاریخ رحلتش آزاد
رفت قطب زماں بسوئے جناں

ویسے تو سید شاہ برکت اللہ ابا عن جدا چشتی تھے مگر چشتیہ سلسلہ کے ساتھ ساتھ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ اور امدادیہ سلاسل کی اجازت وخلافت بھی تھی۔ قارئین کی معلومات کے لئے یہاں ان سلاسل طریقت کو درج کیا جاتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ، شاہ اویس، شاہ عبد الجلیل، میر عبدالواحد شاہ حسین شاہ صفی شیخ سعد شاہ مینا شیخ سارنگ، سید راجو مخدوم جہانیاں، خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی، حضرت نظام الدین اولیاء بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار خواجہ معین الدین خواجہ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی، حضرت مودود چشتی، حضرت ناصر الدین ابو یوسف خواجہ محمد بن احمد خواجہ ابو احمد ابدال خواجہ ابو اسحاق شامی خواجہ ممشاد علو دینوری خواجہ ہیرہ بصری خواجہ حذیفہ مرعشی، حضرت ابراہیم ادہم خواجہ فضیل عیاض خواجہ عبدالواحد زید خواجہ حسن بصری حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ قادریہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ شاہ اویس شاہ عبدالجلیل، میر عبدالواحد، شاہ حسین شاہ صفی شیخ سعد بڈھن شیخ محمد المعروف بہ شاہ مینا شیخ سارنگ سید راجو مخدوم جہانیاں شیخ نورالدین علی شیخ مجذوب صالح شیخ کمال الدین کوفی شیخ سعد الدین ابو الفتوح بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ احمد اسود دینوری شیخ ممشاد دینوری شیخ ابوالعباس نہاوندی شیخ عبد اللہ خفیف شیخ جنید بغدادی شیخ سری سقطی شیخ معروف کرخی شیخ داؤد طائی۔ شیخ حبیب عجمی خواجہ حسن بصری حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

سلسلہ سہروردیہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ میر سید اویس سید عبد الجلیل میر عبدالواحد شاہ حسین شاہ صفی شیخ سعد شاہ مینا شیخ سارنگ سید راجو مخدوم جہانیاں شیخ رکن الدین شیخ صدرالدین شیخ بہاء الدین زکریا شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ ضیا الدین ابو النجیب خواجہ وجیہ الدین بو حفص خواجہ محمد خواجہ ابو احمد اسود دینوری خواجہ ممشاد علی دینوری، خواجہ جنید بغدادی خواجہ سری سقطی خواجہ معروف کرخی، شیخ داؤد طائی شیخ حبیب عجمی خواجہ حسن بصری مولا علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ۔

سلسلہ قادریہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد حضرت جمال اولیاء

شیخ قاضی جیا شیخ بھکاری سید ابراہیم ایرچی شیخ بہاء الدین سید احمد جیلانی، سید حسن، سید موسی سید علی سید محی الدین ابی نصر، سید ابو صالح سید عبد الرزاق، سیدنا عبدالقادر غوث اعظم شیخ ابوسعید مخزومی، سید ابوالحسن علی محمد یوسف القرشی شیخ ابو الفرح طرطوسی۔ شیخ عبدالواحد شیخ ابوبکر شبلی شیخ جنید بغدادی شیخ سری سقطی شیخ معروف کرخی امام علی موسی رضا امام موسی کاظم امام جعفر صادق امام محمد باقر امام زین العابدین امام حسین شہید کربلا حضرت مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد مصطفے ﷺ۔

سلسلہ چشتیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ جمال اولیاء مخدوم جہانیاں شیخ بہاء الدین شیخ سالار بڈہ شیخ بہاء الدین جونپوری شیخ محمد عیسی شیخ فتح اللہ بدایونی شیخ صدرالدین حکیم شیخ نصیرالدین چراغ دہلی۔ شیخ نظام الدین اولیاء شیخ فرید الدین گنج شکر خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین خواجہ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی۔ خواجہ مودود چشتی خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد خواجہ محمد بن ابو احمد خواجہ ابو محمد احمد ابدال خواجہ ابو اسحاق شامی خواجہ ممشاد علو دینوری خواجہ ہبیرہ بصری خواجہ حذیفہ خواجہ ابراہیم ادہم خواجہ فضیل عیاض خواجہ عبدالواحد زید خواجہ حسن بصری حضرت مولی علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت محمد مصطفے ﷺ۔

سلسلہ سہروردیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ جمال اولیاء شیخ قیام

الدین شیخ قطب الدین شیخ ادہن جونپوری شیخ بہاء الدین شیخ علاء الدین سید راجو قتال سید جلال بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیاں شیخ رکن الدین شیخ صدرالدین شیخ بہاء الدین زکریا شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ ضیاء الدین شیخ وجیہہ الدین ابو حفص عمر شیخ محمد شیخ احمد اسود دینوری شیخ ممشاد علو دینوری حضرت جنید بغدادی خواجہ سری سقطی خواجہ معروف کرخی خواجہ داؤد طائی خواجہ حبیب عجمی خواجہ حسن بصری مولی علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت محمد مصطفے ﷺ۔

سلسلہ نقشبندیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ ابوالعلا سید عبداللہ، خواجہ یحی خواجہ عبدالحق خواجہ عبید اللہ احرار خواجہ یعقوب چرخی حضرت بہاء الدین نقشبندی امیر کلاں بابا سماسی خواجہ علی رامتنی خواجہ عبدالخالق غجدوانی خواجہ ابو یوسف ہمدانی شیخ ابو علی فارمدی طوسی شیخ ابوالقاسم گرگانی، خواجہ ابوالحسن خرقانی خواجہ بایزید بسطامی امام جعفر صادق امام محمد باقر امام زین العابدین امام حسین مولی علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت محمد مصطفے ﷺ۔

کاشف الاستار کے مصنف شاہ حمزہ فرماتے ہیں۔ "یار دیگر این نسبت شریفہ از جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق حضرت سلمان فارسی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر امام جعفر صادق ابو یزید بسطامی باقی بدستور۔

سلسلہ مداریہ

شاہ برکت اللہ شاہ فضل اللہ سید احمد سید محمد شیخ جمال اولیاء شیخ

قیام الدین شیخ قطب الدین سید جلال عبد القادر سید مبارک سید اجمل شاہ بدیع الدین مدار شیخ عبداللہ شامی شیخ عبدالاول شیخ امین الدین امیر المومنین حضرت مولی مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم۔

عقد

سید شاہ برکت اللہ کا عقد سید مودود بلگرامی بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی صاحبزادی وافیہ بی بی سے ہوا۔ ان سے دو صاحب زادے سید آل محمد اور شاہ نجات اللہ اور تین صاحب زادیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی صاحبزادی بی بی بدھن کا عقد سید شاہ لطف اللہ کے صاحبزادے سید نور الحق سے ہوا۔ دوسری صاحبزادی ننھی بی بی کا عقد سید عزیز اللہ بن سید غلام محمد بن سید حامد سے ہوا۔ اور تیسری صاحب زادی کا عقد سید امان بن سید جان محمد سے۔

شاہ آل محمد

شاہ برکت اللہ کے بڑے صاحبزادے کا اسم گرامی سید آل محمد تھا۔ ان کی ولادت ۱۸ رمضان ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ علوم ظاہری وباطنی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد سے تھی۔ اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ شاہ آل محمد کا عقد ان کی چچیری بہن غنیمت فاطمہ بنت سید عظمت اللہ سے ہوا۔ حضرت کے دو صاحبزادے

سید شاہ حمزہ اور سید شاہ حقانی اور ایک صاحبزادی تھیں۔ سید آل محمد کا وصال ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ کو مارہرہ میں ہوا۔

شاہ نجات اللہ

شاہ برکت اللہ کے چھوٹے صاحبزادے کا نام سید نجات اللہ تھا۔ ان کی ولادت ۲۵ جمادی الآخر ۱۱۱۷ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ تعلیم وتربیت اپنے والد سے پائی۔ شاہ نجات اللہ کا عقد سید لطف ابن سید کافی کی صاحبزادی سے ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے سید امام عرف شاہ گدا اور سید مقبول عالم عرف شاہ سوندھا اور ایک صاحبزادی بوبو صاحب ہوئیں۔ شاہ نجات اللہ کا وصال ۲۹ شوال ۱۱۹۰ھ کو مارہرہ میں ہوا۔

ہمیں شاہ برکت اللہ کے بلگرام سے مارہرہ ہجرت کرنے کی صحیح تاریخ کا علم نہیں ہے البتہ یہ طے ہے کہ آپ نے ۱۰۹۷ھ کے بعد بلگرام کی سکونت ترک فرمادی اور مارہرہ کو مسکن بنایا۔ شاہ برکت اللہ کے دادا میر سید عبدالجلیل (م ۱۰۵۷ھ) مارہرہ کو اپنا وطن بنا چکے تھے۔ شاہ صاحب نے مارہرہ میں اپنے دادا کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ مگر ایک شریر قوم گوندل کی ہمسائیگی پسند نہ فرماکر ۱۱۱۸ھ میں قصبہ سے باہر جدید آبادی کی بنیاد ڈالی اور مسجد وخانقاہ تعمیر فرمائی۔ اس جدید آبادی کا نام "پیم نگر برکات نگری" رکھا۔ جو اب "میاں کی بستی" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت شاہ برکت اللہ اور ان کے خلفاء کا شہرہ کمال چاروں طرف پہونچا شاہان دہلی اورنگ زیب عالمگیر سے لیکر محمد شاہ تک حضرت کی خدمت میں نیازنامے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت کے بعض خلفاء مندرجہ ذیل ہیں۔

شاہ برکت اللہ کے خلفاء

(الف) شاہ عبداللہ

یہ مارہرہ کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔ ہندی میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص پیمی تھا۔ ۱۱۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

(ب) شاہ میم

یہ دکن کے باشندے تھے۔ دکن سے دلی آئے۔ فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

(ج) شاہ مشتاق البرکات

یہ شاہ برکت اللہ کے نہایت باکمال خلیفہ تھے۔ ۱۱ صفر ۱۱۶۷ھ کو انتقال ہوا۔

(د) شاہ من اللہ

ان کا نام علی شیرخاں تھا۔ یہ شاہجہانپور کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۷۶ھ میں انتقال ہوا۔

(ہ) شاہ راجو

یہ بلگرام کے رہنے والے تھے۔ اور سید ابوالفرح کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا انتقال ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔

(و) شاہ ہدایت اللہ

یہ قصبہ کراولی ضلع ایٹہ کے باشندے تھے ۱۱۴۹ھ میں وصال ہوا۔

(ز) شاہ روح اللہ

ان کا نام محمد مسعود تھا۔ نواب کے خاندان سے تھے۔ فارسی اور ہندی میں شاعری کرتے تھے۔ فارسی میں "دیوانہ" اور ہندی "اجان" تخلص تھا۔ ۱۱۷۳ھ میں انتقال ہوا۔

(ح) شاہ عاجز

یہ مارہرہ کے باشندے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔ اصل نام محمد معظم تھا۔

(ط) شاہ نظر

ان کا ۱۱۴۳ھ میں انتقال ہوا۔

(ی) شاہ صابر

ان کا نام غلام علی تھا۔ یہ مارہرہ کے رہنے والے تھے ان کا انتقال ۱۱۶۷ھ میں ہوا۔

(ک) شاہ جمعیت

مارہرہ کے رہنے والے کنبوہ تھے۔

(۱) حسین بیراگی یہ قوم کے سنار تھے اور ہندی میں شاعری کرتے تھے۔

(۲) شاہ صادق

حضرت شاہ برکت اللہ کے چہیتے خلیفہ تھے قصبہ بھرگین ضلع ایٹہ میں انتقال ہوا اور وہیں مزار ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے خلفاء تھے۔

سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات' باکرامت بزرگ تھے۔ حضرت کے ہمعصر تذکرہ نگاروں نے انؒ کی بے شمار کرامات کا تذکرہ کیا ہے مگر صرف کرامت ولایت کی دلیل نہیں ہوتی۔ ولایت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کا مقدر ہوتی ہے لہٰذا اگلے صفحات میں ہم کرامات کے ذکر سے احتراز کرتے ہوئے شاہ برکت اللہ کی ان تعلیمات کا تذکرہ کریں گے جو ان کی تصانیف میں ملتی ہیں۔

انتقال

شاہ برکت اللہ کا وصال شب عاشورہ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ (مطابق ۱۷۲۹ء) کو مارہرہ میں ہوا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے "مآثر الکرام" میں تاریخ وصال لکھی ہے۔

تاریخ وصال او خرد کرد رقم
صاحب برکات واصل منزل قدس

ایک اور تاریخ وصال علامہ آزاد بلگرامی نے اس مصرع سے نکالی۔

؎ فکانی اللہ شد تن پیر محرم

نواب محمد خاں بنگش مظفر جنگ نے شجاعت خاں ناظم کے زیر اہتمام شاہ برکت اللہ کا روضہ تعمیر کرایا جو اب "درگاہ شاہ برکت اللہ" کے نام سے موسوم ہے۔

علمی کارنامے

شاہ برکت اللہ کا دور علوم وفنون کی ترقی کے لئے بے حد سازگار تھا۔ شہنشاہ وقت اورنگ زیب کو اسلامی علوم سے بے حد دلچسپی تھی۔ اس کے حکم سے فقہ اسلامی کی مشہور کتاب "فتاوی قاضی خاں" مرتب کیا گیا۔ شاہ صاحب کا بلگرام کے اس خطہ پاک سے تعلق تھا جہاں علماء ظاہر اور علماء باطن، کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اس دور میں اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ شاہ صاحب نے اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے قرآن حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ عربی، فارسی، سنسکرت کے کلاسیکی ادب کا بھی مطالعہ کیا۔ شاہ صاحب نے گیتا وید، اپ شد اور ہندو فلسفے کو بہت اچھی طرح سمجھا۔ اور یہ ضروری بھی تھا کیونکہ تبلیغ کیلئے دوسرے مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کی تصانیف سے ان کی علمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

تصانیف

"خاندان برکات" کے مصنف حضرت شاہ اولاد رسول محمد میاں رحمہ اللہ علیہ نے شاہ صاحب کی مندرجہ ذیل تصانیف بتائی ہیں۔ "رسالہ چہار انواع، رسالہ سوال وجواب، عوارف ہندی، دیوان عشقی، پیم پرکاش ترجیع بند، مثنوی ریاض العاشقین، وصیت نامہ، بیاض باطن، بیاض ظاہر، رسالہ تکسیر۔"

ان میں سے چند کی میں نے بھی زیارت کی ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ اگلے صفحات میں ان تصانیف کا اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے۔

میں آپ کے سامنے شاہ برکت اللہ کے ہندی دیوان "پیم پرکاش" کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کر رہا ہوں۔

مثنوی ریاض عشق

یہ مثنوی فارسی میں لکھی گئی ہے۔ صفحات کی تعداد تیس ہے اور کل پانچ سو ایک اشعار ہیں تمثیلی پیرائے میں شاہ صاحب تصوف کی تعلیم دے رہے ہیں۔ داخلی شہادت سے علم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ۱۱۰۹ھ سے پہلے لکھی گئی ہے۔ اس مثنوی کے شاعر نے صوفی فکر کا ایک خاکہ بنایا ہے۔ اور معاملات تصوف کو پیش کیا ہے۔ راہ سلوک کے مسافر کو منزل تک پہونچنے کیلئے جو ریاض کرنا پڑتا ہے وہی اس مثنوی میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلے حمد باری تعالیٰ ہے پھر نعت رسول مقبول ﷺ ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی منقبت بیان کی ہے۔ اس کے بعد شاعر مثنوی لکھنے کے وجوہ بیان کرنے کے بعد داستان شروع کردیتا ہے۔ قارئین کی خدمت میں بطور نمونہ چند اشعار پیش ہیں۔

بنام آنکہ از ہر مذہب وکیش
لباس تازہ دارد در برخویش

ریاض عشق از عشقی بکن نام
برائے عندلیباں واکن ایں دام

بہ لیلیٰ حسن ہا امداد کردی
ز مجنوں کوہ بجد آباد کردی

بہ مہ رویاں تو ناز آموز باشی
بہ عشاقاں نیاز آموز باشی

شرار عشق دراشعار ناید
بیانش بہ لب گفتار ناید

چو رمز عشق در گفتار بودی
خرد در محفل او یار بودی

عروض وقافیہ جز در خرد نیست
چو عشق آنجا تمیز نیک وبد نیست

خدایا تازہ کن ہردم بہارش
بحق مصطفےٰ و چار یارش

دیوان عشقی

شاہ برکت اللہ فارسی میں عشقی تخلص کرتے تھے۔ ان کا یہ دیوان فارسی میں ہے۔ دیوان عشقی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر "ریاض عشق" میں جن صوفیانہ افکار کا خاکہ بنارہا تھا' وہ اب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

نمونہ :

بسوئے دلبر رعنا نگاہے کردہ ام پیدا۔
زبازوئے گدائے وصل شاہے کردہ ام پیدا
سراغ منزل جاناں نہ دیدم ہر طرف گشتم
بہ چاک سینہ اکنوں طرفہ راہے کردہ ام پیدا
گہے گریم گہے غلطم گہے در کوچہا گردم
بہ سامان محبت دستگاہے کردہ ام پیدا
کجاباد صبا گل می کند دلہائے پرخوں را
نسیم غنچہ اش دل راز آہے کردہ ام پیدا
شدم مستغنی ازکون ومکاں ہرلحظہ اے عشقی
براہش سرنہادم سربراہے کردہ ام پیدا
گزر دارد بہ ملک بیخودی جانے کہ من دارم
زدیر وکعبہ بیرونست ایمانے کہ من دارم
بخود چوں می روم جوش تجلی می شود پیدا
کہ دارد در حریم دل چراغانے کہ من دارم

رسالہ "سوال وجواب"

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں تصوف کے مسائل کی تشریح کی گئی۔ رسالہ سوال وجواب میں شاہ صاحب کا تخاطب مسلمانوں سے ہے مسلمانوں کے مذہبی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں اور توحید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

نمونہ :- صوفی آں رامی گویند کہ بہ صفا رسیدہ ہیچ کدورد غیر دردل ودیدہ او باقی نماندہ۔

(۲) آں جاکہ حسن حقیقی ومرتبہ جمع اہل تفرقہ ازاں آگاہی ندارد۔

داخلی شہادت کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ ۱۱۰۹ھ کے بعد تحریر کیا گیا۔

ترجیع بند

ترجیع بند کی تصنیف بھی ۱۱۰۹ھ سے پہلے ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے شاعر کے ذہنی اور روحانی ارتقا کا اندازہ ہوتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس حقیقت کی تلاش کی جارہی تھی وہ حاصل ہوگئی ہے۔ ترجیع بند میں شاعر ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کرچکا ہے۔

نمونہ :۔

سالہا بردرِ دل نالہ وافغاں کردم
دیدہ راہبر تمنائے توگریاں کردم
گاہ در مدرسہ ہاحل معما جستم
گاہ از معبدہا جلوہ مولیٰ جستم
گاہ ازبرہمن وگاہ زمومن گفتم
حالت درد زہر پیروز برنا جستم
قصہ کوتاہ زکسے عقدہ من حل نہ شدہ
پائے در دامن ودامن زتہ پا جستم
از طفیل دل دیوانہ کہ بیتابی داشت
عشقیا تاز سر فکر چو خود را جستم
حالتے رفت کہ پنہاں ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور زہر پردہ ہویدا گشتہ

رسالہ چہار انواع

یہ رسالہ اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے اس کی تاریخ تصنیف ۴ ذی الحجہ ۴ ہجری جلوس بہادر شاہی یعنی ۱۷۱۱ء ہے۔

اس رسالہ میں چار فصلیں ہیں

فصل اول صوفی کے روزہ، نماز، حج اور زکوۃ کے بارے میں ہے۔ فصل دوم صوفی کے کھانے، گفتگو کرنے، سونے اور مخلوق الٰہی سے تعلقات کی نوعیت کے سلسلے میں ہے۔ فصل سوم صوفی کے دیکھنے، سننے، سخاوت اور خاموشی کے بارے میں ہے۔ فصل چہارم میں صوفی کے سفر کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس فصل میں درویش فقیر، عوام، سالک اور کامل کی بطرز صوفیا تشریح بھی کی ہے۔

چوتھی فصل کے بعد شاہ برکت اللہ نے اپنے صاحبزادگان سید آل محمد اور سید نجات اللہ کو نصیحتیں کی ہیں۔ اور ان پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ نصائح ایک صحت مند عوامی زندگی کے لئے بہترین ہدایت نامہ ہیں۔ نصائح مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) خدا کی یاد میں مشغول رہو۔

(ب) اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کیلئے کسی حاکم سے رجوع نہ کریں۔

(ج) ان لوگوں کے گھر ہرگز ہرگز نہ جائیں جو دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں۔

(د) ان لوگوں سے ضرور ضرور ملیں جن کا ظاہر دین و دیانت سے آراستہ ہو۔

(ہ) زیارت قبور کے لئے حاضری ضروری ہے۔

(و) جہاد اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ ہمیشہ لڑتے رہیں۔

(ز) مخلوق کے محتاج نہ ہوں۔ دست طلب ہمیشہ خالق کائنات کی بارگاہ میں دراز کریں۔

(ح) علم و عمل کو اولیت دیں اور ان پر کبھی غرور نہ کریں۔

(ط) مخلوق الٰہی کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔

(ی) ہمیشہ یہ تمنا کریں کہ علم خالص اللہ کی مدد اور رسول اللہ ﷺ کے فیض سے ملے گا۔

عوارف ہندی

اس کے سن تصنیف کے بارے میں صحیح طور سے بتانا ممکن نہیں مگر داخلی شہادت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عوارف ہندی شاہ برکت اللہ کی آخری تصنیف ہے یہ چونتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ مدت دراز سے مارہرہ میں مقیم ہیں اور انہوں نے ہندی کی بہت سی ضرب الامثال عوام کی زبان سے سنی ہیں اور ان کے مطالب سمجھنے کی کوشش کی۔ جب شاہ صاحب کو ان ضرب الامثال میں معارف کے رموز اور حقیقت کے اشارے دکھائی دیئے تو انہوں نے صاحبان حال کے وجدان کے مطابق ضرب الامثال کی تشریح لکھ دی تاکہ سننے والے غلط راستے پر نہ نکل جائیں۔ بلکہ اس کتاب کے مطالعہ سے ''حقیقت'' کی طرف جائیں۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ صاحبان دل اور اہل معرفت کیلئے ان باتوں کا بیان تحصیل حاصل ہے لیکن ان لوگوں کے لئے جن کی نظروں میں ہستی موہوم واضح نہیں ہے، تشریح کرنا فائدہ مند ہوگا۔

نمونہ :۔

''قرباں آں کسم کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی دار در کنارش نمودار است ''بھینسا بھینسوں میں یا کسائی کے کھونٹے'' قول عاشق است میروم ایںک بحریفاں غیب و مختصر آنکہ ۔''یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید'' ناچ نہ جانوں آنگن ٹیڑھا۔'' دریں مثل حال مبتدی است صحن امکاں کہ وصف اوچہ جسم چہ جاں جملہ جہاں صورت است کج پنداشتہ یعنی غیر انگاشتہ وایں

نمی داند کہ درما قابلیت رقاص نیست وگر نہ می گفت "جوئی ناچ نچاوے سوئی ناچوں ناچ۔"

گل شوی بلبلم وسروشوی فاختہ ام

تشریح

(شاہ صاحب فرماتے ہیں) :۔

قرباں ہوں اس کا کہ مریم صفت ابدی زندگی رکھنے والا عیسی اس کی گود میں ہے۔ ظاہر ہے کہ بھینسا یا تو بھینسوں میں رہتا ہے یا قصائی کے کھونٹے پر عاشق کا کہنا ہے کہ میں تو اپنے غیب کے ساتھیوں میں چلا۔ مختصرا یہ کہ یا تو جان محبوب تک پہنچ جائے یا جسم سے نکل آئے۔ ناچ سے نابلد ہوں (مگر بہانہ یہ کہ) آنگن ٹیڑھا ہے۔ یہ ناواقف کی کیفیت ہے۔ امکان کا صحن جو اس کی صفت ہے' کیا جسم اور کیا جان پوری دنیا اسی کا وجود ہے۔ (صحن کو) ٹیڑھا خیال کیا یعنی غلط خیال کیا۔ اور یہ نہیں جانتا کہ ہم میں رقص کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ ورنہ یوں کہتا کہ وہ جیسا نچائے گا میں ویسا ہی ناچوں گا۔ اگر تو پھول ہوجائے تو میں بلبل ہوں۔ اور اگر تو سرو ہوجائے تو میں فاختہ ہوں۔

عوارف ہندی میں جن امثال کی تشریح کی گئی ہے ان میں سے کچھ پیش خدمت ہیں۔

(۱) کھچڑی کھائے دن بہلائے۔
(۲) دمڑی کی چنی نرالے ٹھاٹھ۔
(۳) ماری بھٹیاری رووے کوتوال۔

(۴) من چنگا تو کٹھوتی گنگا۔
(۵) اندھا ملا پھوٹی مسیت
(۶) دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔
(۷) ناحق چوٹ جلاہا کھائے کرگھا چھوڑ تماسیں جائے۔
(۸) ننگی نہائے تو کیا نچوڑے۔
(۹) پاؤ سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ
(۱۰) بلی کے بختوں چھینکا ٹوٹا۔
(۱۱) اپنا دام کھوٹا تو پرکھیا کا کیا دوش۔
(۱۲) مرے پوت کی بڑی بڑی آنکھیں۔
(۱۳) شرکت کی ہانڈی بزار موں پھوڑی۔
(۱۴) ملا کی دوڑ مسجد تائیں۔
(۱۵) پھٹ پڑا وہ سونا جاسوں ٹوٹے کان۔
(۱۶) سانپ مرے' نہ لاٹھی ٹوٹے۔
(۱۷) ٹاٹ کا جامہ مونج کی بخیہ۔
(۱۸) مانگ کھانا مسیت موں سونا۔

پیم پرکاش

پیش نظر مقالے کے آخر میں ہم بالخصوص حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے ہندی کلام کی تشریح نذر قارئین کررہے ہیں۔ یہ تشریح عشق حقیقی کی روشنی میں کی گئی ہے۔

دوہے (اشعار)

(۱)

گت تہاری ادھک ہے مومت سکے نہ گائے
جیوں کتان سم چند کے ٹوک ٹوک ہوئے جائے

(ت) یہ شعر توحید کے بارے میں ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا بندے کے لئے ناممکن ہے جس طرح کتان (کپڑے کی ایک قسم) چاند کی روشنی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے بندے کی زبان بند ہوجاتی ہے۔

(۲)

الکھ لکھے جب آپ کوں لکھے نہ راکھے موہ
لکھیں پڑھیں کچھو ہوت نہ کہے تو لکھ دیوں توہ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نور خداوندی کا جلوہ اسی وقت ممکن ہے جب بندہ اپنی انا ترک کردے اور حرص سے اپنا دامن چھڑا لے۔ صرف کتابیں پڑھنے سے خدا نہیں ملتا۔ علم ظاہر کے ساتھ علم باطن بھی ضروری ہے۔

(۳)

لکھیں سبئی لیکھیں نہیں موہن پران سہائے
لکھ لکھے کوؤ لاکھ موں لکھا لکھا تو کائے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی عظمت کا مکمل بیان ناممکن ہے۔ لاکھوں لوگوں میں سے ایک آدھ شخص ہی معرفت خداوندی حاصل کرپاتا ہے۔

(۴)

بے حد کی حد میم سوں بھئی پیم مد موئے
بلا میم احمد کہے او کا کی حد ہوئے

(ت) :- یہ شعر نعتیہ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ احد اور احمد میں میم کا فرق ہے۔ اور اسی میم میں سارا عالم غرق ہوگیا ہے۔

(۵)

پا نچو پانچو باچیو بئی چار ہو نانہ
باچو گے دکھ پاپ تین نانچو بیکسہ مانہ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے لوگو تمہارے لئے اہل بیت کی محبت لازمی ہے۔ (اہل بیت میں سرکار دو عالم ﷺ، حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ، بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں۔) سرکار دو عالم ﷺ ان چاروں کے سردار ہیں۔ اگر اہل بیت سے محبت رکھوگے تو تمہاری تکالیف اور گناہ دور ہوجائیں گے۔ اور جنت میں ٹھکانا ہوگا۔

(۶)

ابی بکر اور عمر پن عثمان علی بکھان
ست نیت اور لاج ات بدیا بوجھ سجان

(ت) :- شاہ صاحب نے اس شعر میں حضرات چار یار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امتیازی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی بالترتیب سچ عدل، حیا اور علم کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ لہٰذا ان چاروں کی عزت کرنا ضروری ہے۔

(۷)

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم کی چھین
اک تو چاہیں ادھک کے اک تو دیکھیں ہین

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کو باقی تین خلفاء سے افضل بتانا دانائی نہیں ہے۔

(۸)

ست جو جائے تو رہے کیا نیت گئیں سب جائے
لجیا بنا نلج ہے بن بد یا نہ اگھائے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ انسان ہیں سچ، عدل، حیا اور علم چاروں کا ہونا ضروری ہے۔ سچ کے نہ رہنے سے کچھ نہیں رہتا۔ عدل کے ختم ہوجانے سے سب کچھ غارت ہوجاتا ہے۔ شرم وحیا کے خاتمے سے آدمی بے شرم ہوجاتا ہے اور علم حاصل نہ کرنے سے انسان جانور بن جاتا ہے۔

(۹)

سادھن کہیو گرنتھ مدھ دھیان گیان اپکار
نین بین ناسا سرون چاروں یار بچار

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے صوفیائے کرام کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ مذہب کی بنیاد عبادت پر ہے۔ اور چار یار (یعنی خلفاء راشدین) کی دین میں وہی اہمیت ہے جو انسان کے بدن میں آنکھ،

زبان، ناک اور کان کی ہے۔ ان چاروں اعضاء میں سے ایک بھی ضائع ہوجائے تو انسان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی طرح چاروں خلفاء کو برحق تسلیم کرنا ضروری ہے۔

(۱۰)

بوجھو لوگو باورے دھرم کرم سب جائے
نین بین ناسا سرون جوان ایک بلائے

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے نادان لوگو اگر تم نے ان چاروں خلفاء میں سے کسی ایک کی بھی عظمت سے انکار کیا تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گے۔

(۱۱)

پیھی جینہہ لوں چت چلے اپما کیئے گمبھیر
تاہو تیں تم ادھک ہو ساہ محی الدین پیر

(ت) :- شاہ صاحب نے یہ شعر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کی شان میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے حضور غوث اعظم میں آپ کی خوبیاں بیان نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ مجھے کوئی آپ جیسا صاحب کمال نظر نہیں آتا آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے اور میرا دماغ تو آپ کے مدارج سوچنے سے بھی عاجز ہے۔

(۱۲)

منسا جہاں نہ جات ہے کاہو نہ ہوت نباہ
کاندھا دیا حبیب کوں تہاں محی الدین ساہ

(ت) :- یہ شعر بھی حضور غوث اعظم کی منقبت میں لکھا گیا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر جیلانی نے سرکار دو عالم ﷺ کے قدم شریف اس جگہ اپنے کاندھو پر رکھے جہاں کسی عام شخص کا گذر بھی ممکن نہیں۔

(۱۳)

ہروٗ پیر من بھیر سب تم پیرن کے پیر
پوتھی کہوں سدھار کے نرمل ہوئے سریر

(ت) :- شاہ صاحب بارگاہ غوثیت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ میری تمام مشکلات دور فرمادیں- اور میرے دل کو اپنے کمالات سے بھر دیں تاکہ میں سکون قلب کے ساتھ اپنی کتاب لکھ سکوں-

(۱۴) اورنگ زیب کے راج موں بھئی گرنتھ کی آس
پیمی نانو بچار کے دھریو پیم پرکاش'

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اورنگ زیب کے دور حکومت میں اس کتاب کی تصنیف کا ارادہ کیا اور کتاب کا نام "پیم پرکاش" عشق ومحبت کی روشنی) رکھا-

(۱۵)

ہم باسی سری نگر کے آئے بسے سب چھور
مارہرے سے نگرموں جہاں ساہ نہیں' چور

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں ہم اصلاً سری نگر (بلگرام ضلع ہردوئی اترپردیش) کے باشندے ہیں- مگر اب ہم نے سب کچھ بلگرام میں چھوڑ کر مارہرہ (ضلع ایٹہ' اترپردیش) کی سکونت اختیار کرلی- مارہرہ میں شرفاء بہت کم ہیں اور چوروں کی کثرت ہے-

(۱۶)

ہم پورب کے پوربیا جات نہ بوجھے کوئے
جات پانت سو بوجھئے جودھر پورب کا ہوئے

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم پورب کے رہنے والے ہیں (اور یہاں آئے ہوئے زیادہ مدت نہیں گذری)- اس لئے ہمارے خاندان سے کوئی

اچھی طرح واقف نہیں- ہمارے بارے میں تفصیلی معلومات وہی شخص دے سکتا ہے جو خود بھی پورب کا رہنے والا ہو-

(۱۷)

سہس روپ یا گرنتھ بدھ ڈارے نورس سان
ست مت سوں تم باچیوں سمت کرے بکھان

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب (پیم پرکاش) بہت محنت سے لکھی ہے اور اس میں طرح طرح کی خوبیاں شامل کی ہیں- وہ پڑھنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی کتاب کو مکمل توجہ سے پڑھا جائے وہ اس کتاب کا سن تصنیف ۱۱۰۹ھ بتاتے ہیں-

(۱۸)

ددھی من دیت ترنگ نت رنگ رنگ بستار
کوؤ ترنگ موتی سہت کاہو سنگ سیوار

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل ایک سمندر کی طرح ہے جس میں طرح طرح کی خواہشات کی لہریں اٹھتی ہیں کسی لہر کے ساتھ موتی آتے ہیں- اور کوئی لہر اپنے ساتھ کائی لاتی ہے- شاعر کا کہنا ہے کہ تمام خواہشات ایک ہی جیسی نہیں ہوتیں-

(۱۹)

تن نرمل کو بوجھئے من کی او میکئی سیکھ
وہو معکم کے بھید سوں پھر پھر آپہی دیکھ

(ت) :- شاہ صاحب قلب کی صفائی کے لئے بدن کی پاکیزگی اور طہارت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں- وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اس مقولے پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے-

(۲۰)

ہیرت ڈورت جنی پھرؤ رہو گپھا میں بیٹھ
فی انفسکم بوجھ کے الٹ آپ میں بیٹھ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں' لوگ خدا کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں' ادھر ادھر بھاگنا بیکار ہے- انہیں اپنے دل میں خدا کا نور تلاش کرنا چاہئے- کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور تو قلب مومن میں جلوہ افروز ہوتا ہے-

(۲۱)

ان اللہ بکل شئی اسیں .ھیو محیط
روئی تارجیوں چیرموں تیوں جگ موں جگ میت

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت کے جلوے ساری دنیا میں دکھائی دیتے ہیں- جس طرح کپڑے میں روئی کے تار ہوتے ہیں اسی طرح کائنات میں اللہ تعالیٰ کے جلوے دکھائی دے رہے ہیں-

(۲۲)

ان اللہ بکل شئی اسیں .ھیو محیط
جیسے سورج کرانت سوں جگمگ ہوت بسیط

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج کی روشنی سے دنیا میں اجالا پھیلا ہوا ہے اسی طرح خدا کی قدرت نے دنیا کو اپنے گھیرے میں سمیٹ لیا ہے-

(۲۳)

لا الہ کو دور کر راکھو الا اللہ
مکت ہوئے گی نیک موں من من گنڈے کھاہ

(ت) :- اس شعر میں شاہ صاحب توحید پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

بندے کو یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ "اللہ نہیں ہے" بلکہ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رکھنا چاہئے- یہی اعتقاد نجات کا ذریعہ ہوگا- اور دل کو خوشی بھی حاصل ہوگی-

(۲۴)

لا الہ اونچے کھو نیچے الا اللہ
آوا گون بچار کے دیکھو کے اتساہ

(ت) :- اس شعر میں شاہ صاحب نے ذکر نفی واثبات' کی تعلیم دی ہے-

(۲۵)

الپ نیند بھوجن الپ ملن ہلن جگ مانہہ
کلپ کرودھ کوں دور کرتب بیٹھیں دے نانہہ

(ت) :- اس شعر میں شاہ صاحب نے "سلوک" کی تعلیم دی ہے- وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کم کھانا اور کم سونا ضروری ہے- راہ سلوک کے مسافر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے (دنیا داروں کی ملاقات سے پرہیز کرے) غصہ کو ترک کرے اور خواہشات نفسانی پر قابو پائے- یہ سب کئے بغیر راہ سلوک کا طے کرنا ناممکن ہے-

(۲۶)

گھٹ موں مدھورے کھانڈ ہے ماکھن کو بستار
لیہ گیان کو بیجنا اکرت دیہ بڈار

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب سالک' سلوک کے مراحل طے کرتا ہوا منزل کے قریب پہونچتا ہے تو نفس کی خواہشات اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں- شاعر نے نفسانی خواہشات کو مکھیوں سے تشبیہ دی ہے- شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ ان مکھیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے علم

کے پنکھے کا استعمال ضروی ہے۔

(۲۷)

تو لابھوں ییناں کروٗ باٹ پیم کے کھول
کر سمجھوتا گیاں سوں درسن نگ نت تول

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ محبوب کا جلوہ اسی وقت ممکن ہوگا جب آنکھوں کی ترازو بنائی جائے عشق کے بانٹ بنائیں اور علم حاصل کرلیا جائے۔ اس اہتمام کے بعد ہی محبوب کا دیدار ہوسکتا ہے۔

(۲۸)

بھوکھ میں اورے بھوکھ ہے پیاس میں اورے پیاس
نیند میں اورے نیند ہے پوچھو گرو کے پاس

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کے مسافر کی بھوک' پیاس اور نیند عام آدمی کی بھوک' پیاس اور نیند سے مختلف ہوتی ہیں۔ سالک کو ہر جگہ اور ہروقت اپنا مقصود دکھائی دیتا ہے۔ مرشد کامل کی توجہ اور رہنمائی کے بغیر منزل مقصود تک پہونچنا ناممکن ہے۔

(۲۹)

جو کایا تم سب لکھوتا میں کایا اور
یہ ابلا ات چھین ہے واکے بل ہیں کور

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کا بدن تو فانی ہے۔ اس جسم کے اندر جو روح موجود ہے وہ امر ہے۔

(۳۰)

پیمی ہندو ترک موں ہررنگ رہو سمائے
دیول اور سیت موں دیپ ایک ہیں بھائے

(ت) :- اس شعرمیں شاہ صاحب ہندو مسلم ایکتا کی تعلیم دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی قدرت کے جلوے دونوں میں ملتے ہیں۔ مندر اور مسجد میں جلائے جانے والے چراغ ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔

(۳۱)

مارگ سند پریم کے جاپو چاہے کوئے
مگر مچھ کے بدن میں پر تھم بسیرو ہوئے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عشق کا راستہ بہت کٹھن ہے اور اس راستہ پر چلنے والے کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یوں سمجھنا چاہئے کہ سمندر میں جانے والے کو مگرمچھ سے مقابلہ کرنا پڑے گا (دنیا کی مثال مگرمچھ سے دی ہے جو ہروقت اپنے جبڑے پھیلائے نگلنے کو تیار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہوس کو ترک کرنے کے بعد خدا تک پہونچنا ممکن ہے۔

(۳۲)

پیمی ہر درسن للت پھول رہی پھلوار
فی السموات والارض موں دیکھو آنکھ پسار

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر تم خدا کے جلوے دیکھنا چاہتے ہو تو آنکھیں کھول کر دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا نور تمام آسمانوں اور زمینوں میں پھیلا ہوا ہے۔

(۳۳)

پیمی یہ جگ پیکھنا بھرم اوٹ دئیں لال
نور محمد دیپ سوں دیکھو ہر کے کھیال

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب

حاصل کرنے کے لئے سرکار دوعالم ﷺ کو سہارا بنانا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہی کو وسیلہ بناکر خدا تک رسائی ممکن ہے۔

(۳۴)

پیمی تن کے نگر موں جومن پہرا دیہہ
سودے سدا انند سوں چور نہ مایا لیہہ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ نفس امارہ پر قابو رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ انسان کو بربادی کے راستے پر لیجانے کی کوشش کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جسم کو دل کا حکم ماننا چاہئے۔ اگر انسان ضبط نفس سے کام لے تو وہ ہمیشہ مطمئن رہے گا اور شیطان اسے گناہ میں مبتلا نہیں کرسکے گا۔

(۳۵)

سدھ آوے جب منت کی ہوت سرت میں این
موتی مالا آنسو کی نو چھاور کریں نین

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مجھے اپنے مرشد کا خیال آتا ہے تو ان کی صورت میری آنکھوں میں آجاتی ہے اور میری آنکھیں آنسوؤں کے موتیوں سے بناہوا ہار مرشد پر نچھاور کرنے لگتی ہیں۔

(۳۶)

جب درسن پر سن کروں جان مان سکھ لیہوں
دیہہ ناور من مانتے کیسے گن گن دیہوں

(ت) :- شاہ صاحب کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مرشد کی زیارت نصیب ہوتی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جان بھی نثار کردوں۔

(۳۷)

برہادرجی چیرمن ٹوک ٹوک کیوپھار
پیم پیت کے تارسوں جور دنیک مرار

(ت) :- شاہ صاحب فراق کو درزی اور دل کو کپڑے سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرشد کی دوری نے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ اپنے پیر کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ عشق ومحبت کے دھاگے سے میرے دل کی سلائی کردیں۔

(۳۸)

ہم رباب سربدتم ہم چکئی تم ڈور
جت جت کھینچو تت پھروں جو بولو سوئی کھور

(ت) :- شاہ صاحب اس شعر میں اپنے پیر سے والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری مثال رباب کی طرح ہے اور آپ اس رباب کے راگ ہیں۔' میں لٹو کی طرح ہوں۔ جس کی ڈور آپ ہیں مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے۔ آپ مجھے جس راستے پر چلانا چاہیں گے میں اسی راستے پر چلنے کو تیار ہوں۔ آپ کے احکام پر عمل کرنا میری زندگی کا مقصد ہے۔

(۳۹)

برہ دانو نس دن کرے ٹھور ٹھور کئے گھائے
اب نسرائی جن کرو پیارے لیہہ بچائے

(ت) :- شاہ صاحب اپنے مرشد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میں آپ سے دور رہ کر ہجر کی آگ میں جل رہا ہوں اور مجھے دن رات بیقراری ہے۔

اس کیفیت سے میرا بدن زخمی ہوگیا ہے اب آپ میرے حال پر توجہ فرمایئے۔ اور ہجر زدہ کو اپنا جلوہ زیبا دکھایئے۔

(۴۰)

چا ترک دادر کوکلا سبن کیومیل کوہ
تمری پیاری جان کے ماریں ڈارت موہ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مینڈھک، پپیہا اور کوئل میرے حال سے واقف ہیں اور انہیں اس بات کا بھی علم ہوگیا ہے کہ میرے مرشد مجھ سے دور ہیں۔ (برسات کا موسم آگیا۔) ان سب نے مل کر شور مچانا شروع کردیا ہے جس سے دوری کی آگ اور تیزی سے بھڑکنے لگی ہے۔

(۴۱)

برہ چاہ دوؤ کٹھن کیجے کرپا بر ھب
بھٹ سورانت لرت ہیں تن کینورن کھمب

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ مرشد سے دوری اور قربت دونوں تکلیف دہ ہیں۔ (مرشد کا قرب حاصل ہوتا ہے تو دوسرے مرید رشک کرتے ہیں) وصل وفراق دونوں نے میرے بدن کو میدان جنگ بناکر لڑائی شروع کردی ہے۔

(۴۲)

پاپ پن کوں ناں رکھے پن پاپ کرے ہین
گھورا لرت ہیں ہم موچی کی جین

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کی نیکیاں کم ہونے لگتے ہیں نیکی اور بدی میں لڑائی ہوتی ہے تو فتح نیکی کو حاصل

ہوتی ہے۔

(۴۳)

ہم سیسی تم مدسرا ہم درپن تم روپ
ہوئے نہ ریتی ایک چھن چتو وپیارے بھوپ

(ت) :- شاہ صاحب مرشد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ میں شیشی کی طرح ہوں اور آپ اس شیشی میں بھری شراب معرفت ہیں۔ میری مثال آئینے کی طرح ہے اور اس آئینے میں نظر آنے والا عکس آپکا ہے۔ آپ کا تصور ہروقت میرے دل میں رہتا ہے۔

(۴۴)

من پنچھی تن پنجرا لیوبسرو آئے
چارو پانپ درسن کو جب ہر دیو دکھائے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل پرندے کی طرح ہے جس نے بدن کے پنجرہ کو اپنی رہائش گاہ بنالیا ہے۔ راہ معرفت طے کرکے منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے عبادت کرنا ضروری ہے۔

(۴۵)

سلو بانس پریم کو من نٹوا کوں پیل
جونانٹے تو نٹ نہیں نہ نٹ باجی کھیل

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کا راستہ بہت طویل ہے۔ اور اس راستے کو ہمت والا ہی طے کرتا ہے۔ دل کو اس راستے پر زبردستی چلانا پڑے گا۔ عابد وزاہد وہی ہے جسے عرفان عشق ہوجائے ورنہ یہ سب شعبدہ بازی ہے۔

(۴۶)

تم سورج ہم دیپ نس اجگت کہے سنائے
بن دیکھیں نہیں رہ سکوں دیکھیں رہو نہ جائے

(ت) :- شاہ صاحب مرشد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ سورج کی طرح روشن ہیں- اور میری حیثیت چراغ کی سی ہے جب تک آپکی زیارت مجھے نصیب نہیں ہوتی میں بیقرار رہتا ہوں اور جب آپ کی زیارت ہوجاتی ہے تب بھی بیقراری میں کمی نہیں آتی- (یہ خیال آتا ہے کہ مرشد سے پھر جدائی ہوجائیگی)

(۴۷)

نس دن جھڑلایو چکھن سمیو بھیو انوپ
بوند بوند میں جھلملے پیمی پیہ کو روپ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آنکھوں سے دن رات آنسوؤں کی بارش ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے محبوب سے دور ہوں اب تو جدائی میں یہ حال ہوگیا ہے کہ ہر آنسو میں محبوب کی تصویر نظر آنے لگی ہے-

(۴۸)

تربنی کے پاٹ موں بیٹھو من چت لائے
دھوئے جائیں گے پاپ سب پر سولالن پائے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مراقبہ مکمل اطمینان کے ساتھ کرنا چاہئے- جب مراقبہ میں کامیابی حاصل ہوگی اور مرشد کا تصور دل میں قرار پاجائے گا تو تمام مصیبتیں دور ہوجائیں گی اور سارے گناہوں کا خاتمہ ہوجائے گا-

(۴۹)

لریں سور جیتیں نہیں میاموہ لئیں اوٹ
سورا سوئی سراہئے کرے نسانے چوٹ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ بڑے بڑے سورما حرص وہوس سے جنگ کررہے ہیں- وقتی طور سے حرص وہوس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اصلی بہادر تو وہ ہے جو ہمیشہ خواہشات نفسانِی کو اپنے قابو میں رکھے-

(۵۰)

ہوں چکئ واسندھ کی جہاں نہ سورج چند
رات دوس نہیں ہوت ہے نادکھ ناسُکھ آنند

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سلوک کی تمام منزلیں طے کرنے کے بعد میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں تمام انسانی جذبات ختم ہوجاتے ہیں- سورج کی روشنی، چاند کی ٹھنڈک، سکھ کی خوشی اور دکھ کی تکلیف میرے لئے بے معنی ہوگئی ہیں- اب مجھے عرفان ذات ہوگیا ہے-

(۵۱)

من پاراتن کی کھرئی دھیان گیان رس موئے
برہنہ اگن سوں پھونک دے نرمل کندن ہوئے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل پارے کی طرح بیقرار رہتا ہے لہٰذا اسے بدن کی کوٹھری میں قید کردو پھر اس میں علم وعبادت کا عرق ڈالو اور ہجر کی آگ سے ان سب کو جلادو- اس طرح دل کو پاکیزگی حاصل ہوجائے گی-

(۵۲)

پانچو پانچو بس کرو بانچو من کے بھائے
بانچو کے اگیان سوں نانچو سنے جائے

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اے لوگو اپنے دل کی گہرائی میں جاکر ہی عرفان ذات ہوتا ہے جب خواہشات نفسانی پر قابو پالیا جاتا ہے تبھی گمراہی سے بچنا ممکن ہے۔ روحانی خوشی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب حرص وہوس، لالچ اور غصہ پر قابو پالیا جائے۔

(۵۳)

پانچ بھوت سدار ہے نہ من موں ٹیک
نپٹ سیانے موہناں منتر پھونکو نیک

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی تخلیق آگ، پانی، خاک اور ہوا سے کی گئی ہے۔ انسان کی خواہشات اسے ہمیشہ فکر مند رکھتی ہیں۔ مرشد کامل کی نگاہ عنایت سے ہی نجات کا راستہ ملتا ہے۔

(۵۴)

من بھونرا منات نت تم امیج مکھ کاج
جیوں پتنگ پردیپ سوں جات نہ کبھوں بھاج

(ت) :- شاہ صاحب اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ میرا دل بھونرے کی طرح ہے جو آپ کے کمل جیسے سفید چہرے کے گرد منڈلاتا رہتا ہے۔ میں پروانہ ہوں اور آپ شمع ہیں۔ جس طرح پروانہ شمع سے محبت کرتا ہے اسی طرح میں بھی آپ کا عاشق زار ہوں۔

(۵۵)

لالن کی جہاں سیج ہے درجن تہاں کریر
ملہیں کیسے اے سکھی دیپک ترے اندھیر

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بظاہر مرشد تک پہنچنے کا راستہ کٹھن ہے کیونکہ راستے میں نفسانی خواہشات پریشان کرتی ہیں مگر جن کی طلب سچی ہے

وہ باسانی مرشد کامل تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں جن کی طلب میں کھوٹ ہے ان کی مثال اس چراغ جیسی ہے جس کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے۔

(۵۶)

گاڑھی گاڑھ اساڑھ کی سڈھانہ پوروکین
گرج گرج بدرا اٹھیں کریں کریجا چھین

(ت) :- یہ شعر "بارہ ماسے" کا ہے اور اس میں وہ کیفیت بتائی گئی ہے جو محبوب کے فراق میں عاشق پر طاری ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اساڑھ کا مہینہ آگیا اور کالے بادل چھاگئے اس موسم میں مجھے اپنے مرشد بہت یاد آتے ہیں۔ (موسمی کیفیات کا عاشق پر بہت اثر ہوتا ہے) مرشد نے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ تشریف نہیں لائے اور بادلوں کے گرجنے سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

(۵۷)

ات ساون ات نین ہیں ات گرجن ات آہ
اتہہ کوک ات ہوک ہے سکو تو لیسو نباہ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ساون کا مہینہ آگیا، ایک طرف بادل برستے ہیں دوسری طرف میری آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہورہی ہے ادھر بادل گرج رہے ہیں ادھر میں آہیں بھر رہا ہوں۔ ادھر تو کوئل کوک رہی ہے اور ادھر میں اپنے محبوب کی یاد میں تڑپ رہا ہوں۔ میرے مرشد! مجھے آپ اپنا جلوہ دکھا دیجئے تاکہ مجھے قرار آجائے۔

(۵۸)

چٹکی دھوپ کنوار کی کارے ہوت کرنگ
ایسے سے بدیس کوں چلو نہ چھاؤو سنگ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کنوار کی تیز دھوپ سے ہرن تک کالے

ہوگئے ہیں۔ ایسے سخت موسم میں آپ پردیس جانے کا ارادہ ترک فرمادیں۔ اور میرے قریب ہی رہیں۔ شاہ صاحب کا تخاطب اپنے مرشد سے ہے۔

(۵۹)

آئے راج کنوار نہ آیو ماس کنوار
چٹکی دھوپ نہ سہہ سکوں تیسونی مارت مار

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ کنوار کا مہینہ بھی آگیا مگر مرشد ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ دھوپ کی شدت کو میں برداشت نہیں کرسکتا۔ اور جذبہ عشق نے مجھے بے چین کردیا ہے۔

(۶۰)

آیو پوس بھاؤنوں اوس پرے سب رین
روس رہے من موہنا موس لیوسب چین

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ پوس کا مہینہ آگیا ہے جس میں رات بھراوس پڑتی ہے۔ شاید میرے مرشد مجھ سے ناراض ہیں۔ (اسی لئے تو وہ نہیں آئے) اور میرا صبروسکون ختم ہوگیا ہے۔

(۶۱)

ہم کوں دوئی بیساکھ ہیں لیں کہت ہوں ساکھ
ایک تپن بیساکھ کی برہ تپن ہے لاکھ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ بیساکھ کا مہینہ میرے لئے دگنا تکلیف دہ ہے۔ ایک تکلیف تو موسم کی گرمی سے ہے اور دوسری تکلیف مرشد سے دوری کی ہے۔

(۶۲)

بارہ مانسا کیا کہے موہ نہ آوت سانس
بست برہا کٹھن تیں پل پل بارہ مانس

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سال کے بارہ مہینوں کی کیفیات کہاں تک بیان کروں۔ ہجروفراق کی وجہ سے مجھے تو ایک ایک لمحہ بارہ مہینے جیسا لگتا ہے۔

(۶۳)

جیسوئی برہا کٹھن ہے تیسوئی باڑھت پیت
پیمی دوؤ لڑت ہیں دیکھیں کاکی جیت

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مرشد سے دور رہ کر میری محبت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ عشق اور ہجر میں جنگ ہورہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فتح کس کے مقدر میں ہے۔

(۶۴)

جہاں پیت تہاں برہ ہے جہاں سکھ دکھ کر دیکھ
جہاں پھول تہاں کانٹ ہے جہاں درب تہیں سیکھ

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ محبت میں فراق بھی ضروری ہے۔ سکھ کے ساتھ دکھ بھی ضروری ہے۔ پھولوں کے ساتھ کانٹوں کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ اور خزانے پر سانپ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

(۶۵)

جٹا رکھائی سیس پر الٹی کینی بانہہ
تشنا الٹی ناکری کیسیں بنتیں نانہہ

(ت) :- شاہ صاحب ظاہرداروں کو تنبیہہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ صرف زلفیں بڑھانے سے کوئی صوفی نہیں ہوجاتا۔ درویشی کیلئے ہوس کو ترک کرنا ضروری ہے تبھی اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوگی۔

(٦٦)

سوہ کوہ من موں بھرے پیم پنتھ کوں جائے
چلی بلائی حج کوں نو سے چوہے کھائے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حرص اور غصہ سے نجات حاصل کئے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہے تو اس کی مثال اس بلی کی طرح ہے جو نو سو چوہے کھا کر حج کا ارادہ کرے- خدا تک پہونچنے کے لئے حرص اور غصہ کو ترک کرنا ضروری ہے-

(٦٧)

ٹاریں ٹرت نہ اے سکھی برہ رئیوتن چھائے
رنیاں کے گھر بیوہراسات سیر کو کھائے

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ فراق نے میرے بدن میں ٹھکانا بنالیا ہے- میں فراق سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر وہ تو ایسے اڑگیا ہے جیسے قرض دار کے گھر مہاجن دھرنا دے دیتا ہے- (فراق میرا پیچھا نہیں چھوڑتا)

(٦٨)

برہ اگن تن سنچرئے کرے نہ کبھوں اوت
وہ پرلو تب ہوئے گی ہم کوں اب ہیں ہوت

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہجر کی آگ نے پورا جسم جلا ڈالا اور جلن میں کوئی کمی نہیں ہوتی- اصل قیامت تو اپنے وقت پر آئے گی- ہمارے لئے تو یہی وقت قیامت کی طرح ہے-

(٦٩)

ایسوں برہادہت ہے پرلوں پر لو ہوئے
برلو ملن نہ دیہہ کو' برلو بوجھے کوئے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آتش فراق اتنی تکلیف دہ ہے کہ مجھے ہر لمحہ قیامت لگ رہا ہے- جب تک اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضری نہیں ہوگی' میری یہی حالت رہے گی-

(٧٠)

بیکسھا ہے سسن کو نرک اتے جانہہ
ہم کوں موہن چاہئیں ملے جو بھر بھر بانہہ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنت نیکی کرنے والوں کا مسکن ہے اور دوزخ بدکاروں کا ٹھکانا ہے- ہمیں تو صرف رضائے الٰہی درکار ہے- جو ہمارا رب چاہے گا ہم اسی میں خوش ہیں-

(٧١)

بیکسھا ہم میں بسے نرک بسے ہم سنگ
پن پاپ جوئی چاہئے ڈھونڈھ لیہ سوئی رنگ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنت اور دوزخ دونوں انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں اگر انسان نیک کام کرے تو جنت کا حق دار ہے اور برے کام کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے- اب یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ نیک کام کرے یا بدکاری میں مبتلا رہے-

(٧٢)

ہم کسان ہت کھیت کے بوویں دھیان کے دھان
لونیں گیان کے ہاتھ سوں ہوئے درس کھلیان

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہمای مثال اس کسان کی طرح ہے جس نے دل کے کھیت میں عبادت کے دھان بودیئے ہیں- جب علم کے ہاتھوں سے فصل کاٹی جائے گی تبھی کھلیان (منزل مقصود) تک پہنچ سکیں گے- شاہ صاحب کے

نظریہ کے مطابق علم کے بغیر عبادت اور عبادت کے بغیر علم دونوں فضول ہیں۔ گویا علم اور عبادت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(۷۳)

تجو کٹم کوہیت ہت کرت پیم کی بان
سونالے کیا کیجئے جاسوں ٹوٹے کان

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ درویشی اختیار کرنے کے لئے گھر سے ناتا توڑنا ضروری نہیں ہے کیونکہ درویش تو دلوں کو جوڑتا ہے) گھر بار چھوڑ کر رشتہ داروں سے ناتا توڑ کر جو درویشی اختیار کی جاتی ہے اس کی مثال اس سونے کی طرح ہے جس سے کانوں کو نقصان پہونچتا ہے (زیور پہننے کا مقصد تو خوبصورتی میں اضافہ کرنا ہے۔)

(۷۴)

تو میں میں تو ایک ہیں اور نہ دوجا کوئے
میں تو کہنا جو چھٹے وہی وہی سب ہوئے

(ت) اس شعر میں وحدت الوجود کا بیان کیا گیا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک من وتو' کا فرق رکھا جائے گا' اللہ تعالیٰ تک رسائی مشکل ہے جب اس فرق کو مٹادیا جائے گا تبھی اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

(۷۵)

بیج برچھ نہیں دوئے ہیں روئی تار نہیں دوئے
دودھ ترنگ نہیں، دوئے ہیں بوجھو گیانی لوئے

(ت) :- اس شعر کا تعلق بھی وحدت الوجود سے ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بیج اور درخت' روئی اور کپڑا' دودھ اور دہی بظاہر مختلف چیزیں ہیں۔ مگر حقیقتاً ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور تو مومن کے دل میں

ہوتا ہے۔ مگر یہ بات عالم وکامل ہی جانتے ہیں۔

(۷۶)

نئی ریت یا پیت کی پہلیں سب سکھ دیہہ
پاچھیں دکھ کی بیل موں ڈار کرئے تن کھیہہ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس محبت کا دستور ہی نرالا ہے۔ پہلے تو محبت کرنے والے کو خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن رفتہ رفتہ محبوب کا عشق دل کو تکلیف پہونچاتا ہے۔ محبوب کے جانے کے بعد اس کی یاد میں دل تڑپتا ہے اور عاشق کو مصیبت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

(۷۷)

تم جانی کچھو پیم مگ باتن جائے
پنتھ میت کو کٹھن ہے کھیلو بھاگ بنائے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عشق ہنسی کھیل نہیں ہے اس میں بڑی زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ راہ عشق پر چلنا اور منزل تک پہونچنا بہت مشکل کام ہے۔

(۷۸)

کہا تو کیا جو ہوئے نہ ہوئے تو کہئے کوک
کہیں سنیں نہیں ہوت ہے گھولے ستوے تھوک

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ سے اللہ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے عبادت وریاضت ضروری ہے۔ جو لوگ بغیر عبادت کئے اللہ تک جانا چاہتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو تھوک میں ستو گھولنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناممکن کو ممکن بنانا چاہتے ہیں۔

(۷۹)

من بھٹکو پھون اور تیں آیو سرن تہار
کرونا کرکے ناؤں کی کریئے لاج مرار

(ت) شاہ صاحب اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ میرا دل چاروں طرف بھٹکنے کے بعد تیرے دامان رحمت میں پناہ لینا چاہتا ہے۔ تو رحمان و رحیم ہے اپنی ان صفات کے طفیل میری لاج رکھ لے۔

(۸۰)

"یومنون بالغیب" کوں آنکھ موند من پیل
سیکھو گروسوں یہ جگت آنکھ مچونی کھیل

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں کی پیروی کرنا چاہئے۔ (روحانی معاملات میں مراقبہ کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ راستہ مرشد کامل ہی بتا سکتا ہے۔)

(۸۰)

من یھدی اللہ جانیں کوں فلا مضل لہ کوئے
نہچیں کے من جانیو اور نہ دوجا کوئے

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے انہیں کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے۔

(۸۲)

من یضللہ جو ہر بھیو بھئی پاپ کی موٹ
فلا ہادی لہ ہوے نہیں کرو جتن کن کوٹ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کی لاکھ کوشش کے باوجود کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا صرف

اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

(۸۳)

من عرف نفسہ سے تیں بوجھو من کے بھیکھ
فقد عرف ربہ سنو نیریں ہر کو دیکھ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں جسے عرفان ذات ہوجاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بھی واقف ہوجاتا ہے اپنے آپ کو پہچانے بغیر اللہ تعالیٰ کو صحیح طور سے نہیں پہچان سکتے۔

(۸۴)

من عرف ربہ کوؤ کل لسانہ ہوئے
وہ گت کاسوں کہہ سکے گونگے کو گڑ سوئے

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کا علم ہوجانے کے بعد انسان حیرت زدہ ہوجاتا ہے اور اس کی زبان پر تالے پڑجاتے ہیں۔ اس شخص کی مثال اس گونگے جیسی ہے جو گڑ کھا چکا ہے (گونگا گڑ کے ذائقہ سے خود تو واقف ہوجاتا ہے مگر کسی اور کو نہیں بتا سکتا۔)

(۸۵)

بیری تو میں کٹھن ہے دیجے ناہنہ اگھائے
کتا چوک چڑھائیے چاکی چاٹن جائے

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہوس انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے اس لئے خواہشات پر قابو رکھنا چاہئے۔ ہوس کے مارے ہوئے آدمی کی مثال اس کتے کی طرح ہے جسے آنگن میں بلایا جائے اور وہ آتے ہی چکی چاٹنے لگے۔ (یعنی نقصان پہونچائے۔)

(۸۶)

رہوں اکیلی موہناں گئے چھوڑ سکھ سات
بھلو ہوجیو برہ کو سنگ رہے دن رات

(ت) :- شاہ صاحب ہجر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام عیش و آرام عشق کے راستے میں میرا ساتھ چھوڑ گئے- خدا ہجر کا بھلا کرے جو ہر وقت میرے ساتھ ہے-

(۸۷)

پیم پنتھ جانو کٹھن سرچاہت سے پران
جانوں مہیا کہت ہوں یہی گوئے میدان

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ راہ عشق دشوار گزار ہے اس راستے کے مسافر کو جان ہتھیلی پر رکھنا پڑتی ہے (عشق کھیل کا ایک وسیع میدان ہے) اس میدان میں خواہشات نفسانی کی گیندیں پڑی ہوئی ہیں- اور ہر شخص ان گیندوں کے پیچھے دوڑ رہا ہے-

(۸۸)

چتا ساج ستیاں جریں بیٹھ اگن کے پاٹ
یہ برہا جن جانیو تامیں باتیں گھاٹ

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خواہشات نفسانی کو عشق کی آگ میں جلا کر راکھ کردینا چاہیئے- جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی منزل مقصود تک پہونچنے میں کامیاب ہوتے ہیں-

(۸۹)

الانسان سری کہیو انا سرہ ہیت
بار جو راکھے کھیت کوں بارے راکھے کھیت

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور انسان کے

لئے اللہ تعالیٰ راز ہے- (خالق و مخلوق کے باہمی رشتے کے مضبوط ہونے کا ذکر کیا گیا ہے-) کھیت کی حفاظت کے لئے حدبندی کرنا ضروری ہے کیونکہ حدبندی کئے بغیر کھیت اجڑ جائے گا-

(۹۰)

تن ڈونگا من نوح سم تاروبیگ سجان
پل پل پربل پرواہ جل ییسن کرت طوفان

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بدن کشتی کی طرح ہے اور دل کی مثال حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے (حضرت نوح طوفان سے بچنے کیلئے کشتی میں سوار ہوگئے تھے) دل کی (حرص و ہوس سے) حفاظت کرنا ضروری ہے کیوں کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش تیز ہوتی جارہی ہے- جس کی وجہ سے طوفان آگیا ہے-

(۹۱)

من جوگی تن کی مڑھی سیت گودری دھیان
ینا جل برہ دھوئیں بھچھا درسن جان

(ت) :- شاہ صاحب کہتے ہیں کہ دل ایک جوگی کی طرح ہے- جس کی رہائش گاہ جسم ہے- جوگی نے عبادت کی گدڑی اوڑھ لی ہے اور ہجر کے آنسوؤں سے غسل کررہا ہے عبادت کرنے والا جوگی بھیک میں جلوہ محبوب مانگ رہا ہے-

(۹۲)

من اچھر تن پاٹکا جاہ پیم چٹ سار
گرو سکھاوت دھیان سوں پنڈ ہوئے اپار

(ت) :- شاہ صاحب نے اس شعر میں مرشد کامل کی نگاہ کرم کی اہمیت کا

بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دل حرف کی طرح ہے اور بدن کی مثال تختی جیسی ہے۔ تختی اور حرف موجود ہیں لہٰذا عشق کے مدرسہ میں جانا چاہئے جہاں مرشد تعلیم دیتا ہے جس پر مرشد کی نظر عنایت ہوجائے گی وہی علم حاصل کرکے کامل ہوجائے گا۔

(۹۳)

سکھ نکھ تاکو برنئے جامیں ہرکو رنگ
سوجھب پائی جات ہے احمد محمد سنگ

(ت) :- اس شعر میں شاہ صاحب اپنے مرشد شاہ فضل اللہ قدس سرہ کے والد ماجد میر سید احمد کالپوی کے حسن وجمال کا بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا سراپا بیان کرنا چاہئے۔ جس میں خدا کی قدرت کے جلوے دکھائی دیں اور ایسی شکل وصورت تو میر سید محمد قدس سرہ کے صاحبزادے میر سید احمد کالپوری کی ہے۔ (مرید صادق اپنے مرشد کے چہرے میں خدا کا نور تلاش کرتا ہے۔)

(۹۴)

پورو سورو پیم مگ ناگر کے ہم داس
نگر "کالپی" ٹھانو ہے پجوت من کی آس

(ت) :- شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس مرشد کا مرید ہوں جو سلوک کے تمام مراحل طے کرچکے ہیں۔ اور کالپی (ضلع جالون) میں رونق افروز ہیں۔ میری دلی مرادیں انہیں کے در سے پوری ہوتی ہیں (شاہ صاحب کا اشارہ اپنے پیرو مرشد شاہ فضل اللہ کالپوی کی طرف ہے)

(۹۵)

کیسے جوت بکھانئیں منوں بھان کوپاٹ
سیماھم کے روپ سوں سوبھاویت للاٹ

(ت) :- اس شعر میں شاہ صاحب نے اپنے مرشد کی پیشانی کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کی پیشانی بہت روشن ہے گویا سورج چمک رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے جن نیک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے چہروں میں ان کے سجدوں کی نشانی ہے تو میرے مرشد اس تعریف پر پورے اترتے ہیں۔ (مرشد کی پیشانی کا نور ان کی عبادت وریاضت کی وجہ سے ہے۔ راتوں کی عبادت سے یہ اثر ہوا ہے)

(۹۶)

کبت (نظم)

سندھو سلل بمل سوزا دویت اننت وت
ناراین گھن گگن مگن پرکاس تڑت گت
ناگ لوک سرلوک مدھم کرہ چودس
پانچو من تتہ جگت سادھ راکھے ینکھ کس
جس کبت سوکوی جگ پرگٹ کئے اور سب انترچھ
نہ ہتو جو محمد نام ایک نہ کرت کرتار کچھ

(ت) :- یہ نظم سرکار دو عالم ﷺ کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سمندر میں پانی اور سورج میں روشنی رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں ہے۔ خدا کے نور کا جلوہ ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں ہے۔ سرور کونین کی وجہ سے ہی ساری مخلوق پیدا کی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کو محمد رسول اللہ علیہ السلام کا پیدا فرمانا نہ ہوتا تو کائنات کی تخلیق بھی نہ ہوتی۔ شاہ صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ساری کائنات اللہ کے رسولؐ

کی محتاج ہے۔ کائنات میں جس کسی کو جو کچھ بھی ملا یا ملے گا وہ سب سرکار دو عالم ﷺ کے فیضان کرم سے ملے گا۔

(۹۷)

است نہ کہی جات مت ہو نہ ٹھیرات
نایب منت آئے آپ ہیں کنول ال'
مکان مانجھ احمد احد لامکان دیکھو
ایکے کے بسیکھو جن جانوں رہے جگل پل
تیرد پرتاپ سب ست دشت دیکھت
باس بھیو تور روپ جگ جیوں پہپ دل'
بیاکل میں کل کل کل دیت پیمی
خاتم رسول کو کلمہ اچل کل

(ت) :- یہ نظم بھی سرکار دوعالم ﷺ کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔ شاہ صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مجھ میں وہ صلاحیت نہیں جو آپ کی نعت لکھ سکوں (آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے) آپ کنول کی طرح روشن ہیں۔ اور ساری کائنات میں آپ کا ذکر ہوتا ہے۔ تمام مخلوق خدا آپ کی تعریف کرتی ہے۔ آپ کا مرتبہ ساری کائنات سے افضل ہے۔

عوام کو مخاطب کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے لوگو۔ تمہارے لئے لازم ہے کہ رسول اللہ سے محبت کرو۔ رسول پاک کی شان رسالت کائنات میں اس طرح سمائی ہوئی ہے جس طرح پھول میں خوشبو ہوتی ہے۔ (خوشبو کے بغیر پھول کی کوئی اہمیت نہیں)۔

دوبار رسالت میں شاہ صاحب عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول آپ کی تعریف شمال' جنوب' مغرب' مشرق' آسمانوں اور زمینوں میں کی جاتی ہے۔

شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ بیقرار دلوں کو اگر قرار حاصل کرنا ہے تو صرف ذکر رسول اور حب رسول سے ہی مل سکے گا۔

(۹۸)

تلپھت رہوں نس دن بھولی نہیں ایک چھن
جوں جوں سدھ آوے سکی پیتم کے جات کی'
پاوس رت آئی لاگیو برہا کسائی
موہ نت دکھ دائی ناہیں سدھ گات کی
چاترک پپیہا مور کریں آت مہاسور
جیون نہ بنے پیمی تاکت نہ بات کی
جیون کو پھل یہی دیکھوں مکھ پیتم کو
ایک ایک رات جات لاکھ لاکھ رات کی

(ت) :- اس نظم میں شاہ صاحب نے اس کیفیت کو بیان کیا ہے جو محبوب (مرشد) کی دوری سے عاشق (مرید) پر طاری ہوگئی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں فراق محبوب میں دن رات تڑپتا رہتا ہوں۔ محبوب کا تصور ایک لمحے کے لئے بھی میرے دل سے نہیں جاتا۔ برسات کا موسم بھی آگیا جس سے میرے دل کی بیکلی میں مزید اضافہ ہوگیا' ہجر مجھ پر ظلم ڈھا رہا ہے اور مجھے تن بدن کا ہوش نہیں ہے۔ کوئل' پپیہا اور مور بھی شور مچا رہے ہیں۔ مجھے زندگی گزارنا دوبھر ہوگیا ہے۔ میری زندگی کا مقصد اب یہی ہے کہ محبوب کا رخ روشن دیکھوں۔ مرشد کے دیدار کے بغیر مجھے ایک ایک رات لاکھ راتوں جتنی طویل لگتی ہے (یہ عشق کا آخری درجہ ہے جب مرید صادق فنا فی الشیخ ہوجاتا ہے۔)

(۹۹)

چھنا کے کاٹبے کوں' جتن کے راکھبے کوں' غوث صمدانی ہے

آسامن آئیے کوں' آلس مٹائیے کوں' آنند بڑھائیے کوں' قادر جیلانی ہے ولدت بڈاربے کوں' پاپن جاربے کوں دکھ نواربے کوں' قطب ربانی ہے گن گائیے کوں' ہت چیت لائیے کوں' انچھامن پائیے کوں' محبوب سبحانی ہے۔

(ت) :- یہ نظم امام سلسلہ قادریہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھی گئی ہے۔ شاہ صاحب کو سیدنا غوث اعظم سے بے پناہ محبت تھی۔ بارگاہ غوثیت میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پیران پیر کا سہارا لے لیا ہے۔ اور میری تمام امیدوں کے مرکز حضور غوث اعظم ہیں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور تکالیف سے بجات حاصل کرنے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے اس میں غوث پاک کا سہارا لینا ضروری ہے۔ سیدنا غوث اعظم اپنے مرید کے دل میں امیدوں کے چراغ روشن کرتے ہیں سستی اور کاہلی کو دور فرماتے ہیں اور دل کو خوشیوں میں بھر دیتے ہیں غوث اعظم کی مدد سے غربت دور ہوجاتی ہے۔ گناہ دور بھاگ جاتے ہیں۔ اور مشکلوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ غوث اعظم کی تعریف کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنے مرید کے بے چین دل کو قرار دیتے ہیں۔ اور دل کی مرادیں پوری فرماتے ہیں۔

(۱۰۰)

ریختہ

بچیں سب پیرسوں چھن میں جنھوں کا پیر جیلانی
کروں اس نام کے اوپرسوں تن من جیو قربانی
شریعت زیب تجھ دینی طریقت جیب واکینی
حقیقت عیب سب چینی زہے بے عیب گیلانی

(ت) اس نظم میں بھی غوث پاک کی منقبت بیان کی گئی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو اپنا ہاتھ پیران پیر کے دست حق پرست میں دیتے ہیں ان کی تمام پریشانیاں ایک لمحے میں دور ہوجاتی ہیں۔ مجھے تو شیخ عبدالقادر جیلانی سے اتنی عقیدت ہے کہ ان پر اپنا تن' من اور جان قربان کردینا چاہتا ہوں۔ غوث اعظم کے در سے شریعت اور طریقت کی دولت بانٹی جاتی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے راز ان کے سینے میں ڈال دیئے ہیں۔

(۱۰۱)

گھرتج کے جاجنگل میں پری تب سمجھ پری
تن من میں پیم کی آگ بری تب سمجھ پری
موجوں کے پھیر کو جو دل غیر بوجھتا
جب سندھ کے بھنور میں پری تب سمجھ پری
تکیہ جو مخمل ودگر سیج چھوڑ کے'
جب اینٹ زیرسیس دھری تب سمجھ پری
جت تت پھرے سے من کو تسلی نہ کچھ بھئی
جب دل کی کیل مانجھ اری تب سمجھ پری
کنج خفی میں وصل ہوئی فکرو غم نہ تھا
جب ہجر میں لگائی چھری تب سمجھ پری
بوجھا نہ عشقیا زخرد راہ پیم کا
جب عشق سدھ بدھ ہری تب سمجھ پری

(ت) :- اس ریختے میں شاہ صاحب نے توحید اور معرفت الٰہی کا درس دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا داروں کے ساتھ رہ کر معرفت الٰہی حاصل ہونا مشکل ہے۔ نور الٰہی کا جلوہ اسی وقت نظر آئے گا جب دنیا داروں کا ساتھ چھوڑ کر دل کو مکمل طور سے یاد الٰہی میں لگا دیا جائے۔ عاشق کی حالت دوسرا

نہیں سمجھ سکتا' عرفان ذات ہوجانے کے بعد ہی بندہ کو اپنی حقیقت کا علم ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کے مطابق خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے عشق وعشرت کو ترک کرنا ضروری ہے۔ تمام ظاہری نمود ونمائش کو ترک کرنے کے بعد ہی خدا ملتا ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آوارہ گردی سے خدا تک رسائی نہیں ہوتی۔ خدا تک رسائی تو 'تبھی' ہوگی جب اپنی انا' (غرور) کو مٹادیا جائے گا۔ شاہ صاحب کے مطابق عاشقی میں محبوب کے ملنے سے زیادہ لطف جدائی میں ہوتا ہے۔ جب محبوب سامنے رہتا ہے عاشق کو کسی طرح کی فکر نہیں ہوتی۔

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ راہ عشق مُیں عقل کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے۔ عقل والے تو سوچ بچار کرتے رہتے ہیں۔ اور عاشق سفر عشق پر چل پڑتا ہے۔ عشق کا غلبہ عقل کو شکست دے دیتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

"پیم پرکاش" کا تفصیلی جائزہ

شاہ برکت اللہ کی تصانیف میں "پیم پرکاش" کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ یہ شاہ صاحب کی ہندی شاعری کا مجموعہ ہے۔

شاہ برکت اللہ ہندی میں پیمی تخلص فرماتے تھے۔ جس کے معنی ہیں "عاشق" شاہ صاحب کی تعلیمات میں "عشق" پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اکثر صوفیائے کرام نے عشق کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ یہ عشق عشق حقیقی ہے یعنی خالق ومخلوق کی محبت کو بڑھانا صوفیاء کا طریق رہا۔

ہمارے سامنے "پیم پرکاش" کا مطبوعہ نسخہ مرتبہ پنڈت پچھی دھر شاستری (سن طباعت ۱۹۴۳ء) کے علاوہ "پیم پرکاش" کا قلمی نسخہ بھی ہے۔

"پیم پرکاش" کا قلمی نسخہ ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سائز ۸ ۱/۴ × ۵ ۱/۲ ہے۔ اوراق کرم خوردہ ہیں کاغذ عمدہ ہے جو اس زمانے میں کالپی میں بنایا جاتا تھا یہ نسخہ سرخ اور سیاہ رنگ کی روشنائی میں تحریر ہوا ہے۔ اصل عبارت سیاہ روشنائی سے لکھی ہے سرخیاں اور تخلص سرخ روشنائی سے تحریر ہیں۔ پہلے صفحے سے آخری صفحہ تک خط یکساں ہے۔ لکھائی بہت صاف اور صحیح ہے۔ ہر سطر کے آخر میں "ء" کا نشان بنا ہوا ہے۔ کتاب کے آخری صفحہ پر تحریر ہے:۔ "تمت تمام شد پیم پرکاش پیمی صاحب روز پنج شنبہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ء ہجری و ٦ جلوسے۔" کاتب کا نام ندارد ہے مگر شاہ حمزہ

کی تصانیف فص الکلمات اور اور کاشف الاستار کی لکھاوٹ اور پیم پرکاش کی لکھاوٹ میں بے حد یکسانیت ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ اس قلمی پیم پرکاش کے کاتب شاہ حمزہ ہی ہیں۔ شاہ حمزہ کا وصال ۱۱۹۸ھ میں ہوا۔

قلمی نسخہ کے دوسرے صفحہ پر تحریر ہے "یا صاحب البرکات نجات بخش" اس کے بعد دوہے لکھے ہیں۔ پیم پرکاش کی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ پہلے حصے میں دوہے جن کی تعداد دو سو چھ ہے۔ دوسرے حصے میں کبت جن کی تعداد ایک سو بارہ ہے۔ تیسرے حصے میں پانچ رنجھے اور دس دوہے سوال وجواب کی صورت میں ہیں۔

پیم پرکاش برج بھاشا میں لکھی گئی ہے مگر اس کے لسانی تجزئے سے علم ہوتا ہے کہ اس میں اودھی پانچالی اور بندیلی بولیوں کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اودھی بولی کے علاقے سے تعلق رکھنے والے شاعر برکت پیمی نے برج میں شاعری کیوں کی۔؟ اس کا جواب ہمیں پروفیسر مسعود حسین خاں کی کتاب "مقدمہ تاریخ زبان اردو" سے ملتا ہے۔ پروفیسر مسعود حسین خاں لکھتے ہیں۔ "شاہ سید برکت اللہ پیمی مارہروی کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔۔۔ شاہ موصوف کا شمار انہیں شراروں میں ہوگا جو دو بڑے تمدنوں سے ٹکرانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ شاہ برکت اللہ کو ہندی فارسی اور عربی پر کامل عبور تھا۔ تصوف سے لبریز' انسانیت کے پیغام کو انہوں نے دوہوں اور کتبوں کے ذریعہ پہنچانا چاہا ہے۔ لیکن مارہرہ میں بیٹھ کر وہ بھی ان اٹھتی ہوئی لسانی لہروں کے اثرات سے نہ بچ سکے جو عہد عالمگیری میں ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہونچ رہی تھیں۔۔۔ ۱۷۰۰ء تک ریختہ کی شکل میں کھڑی بولی کے ادبی ارتقاء کا آغاز ہوچکا تھا۔ لیکن برج بھاشا کی ادبی اہمیت ابھی تک مسلم تھی اس لئے شاہ پیمی نے بھی فارسی کے بعد برج بھاشا

ہی کو زیادہ تر اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے اور کبت اور دوہے عام طور پر اسی میں لکھے ہیں۔"

شاہ برکت نے اپنی عمر کا خاصہ حصہ بلگرام ضلع ہردوئی (اودھ) میں گزارا۔ بلگرام سے مارہرہ آکر انھوں نے اندازہ کیا ہوگا کہ تبلیغ کا ذریعہ ایسی زبان کو بنانا چاہئے جس سے عوام مانوس ہوں ان کا بحیثیت صوفی مقصد ہی تبلیغ اور رشد وہدایت تھا۔ اور اس ماحول میں برج تھاشا واحد ایسی زبان تھی جو عوام میں مقبول تھی۔ شاہ صاحب کے ہندی دیوان میں اودھی کے اثرات ملنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آنکھ بلگرام (اودھ) میں کھولی۔ وہیں تعلیم وتربیت حاصل کی لہٰذا اودھی کا اثر ہونا لازمی تھا۔ مارہرہ ضلع ایٹہ پانچال پردیش میں تھا لہٰذا پانچالی کا اثر قبول کرنا ناگزیر تھا اور چونکہ ان کے مرشدان کا تعلق بندیل کھنڈ (کالپی ضلع جالون) سے تھا جن سے ملنے کے لئے وہ اکثر کالپی جاتے تھے اور ان کے مرشد کے بھیجے ہوئے درویش اکثر ان سے ملنے مارہرہ آتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے پیم پرکاش میں کہیں کہیں بندیلی کا اثر دکھائی دیتا ہے۔

پیم پرکاش کا سن تصنیف ۱۱۰۹ھ مطابق ۱۶۹۸ء ہے (دوہا ۱۷) علامہ آزاد بلگرامی اپنی کتاب ماثر الکرام میں لکھتے ہیں کہ شاہ برکت اللہ پیمی نے پیامی شاعر کی حیثیت سے عالمگیر شہرت حاصل کرلی تھی۔

شاہ برکت اللہ کے نظریہ شاعری کو سمجھنے کے لئے ان کی فارسی شاعری کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے شاہ صاحب نے فارسی اور ہندی اشعار میں کئی جگہ تشبیہ اور تنزیہہ کا استعمال کیا ہے۔ "ریاض عشق" میں وہ لکھتے ہیں۔

مئے شبیہہ اول در گرفتند
پس آنکہ درختم تنزیہہ رفتند
یکے شبیہہ اول پایہ باشد
بداں تنزیہہ خود کاں مایہ باشد

اور پیم پرکاش میں فرماتے ہیں۔

شبیہہ بن تنزیہہ کیا' تنزیہہ بن نہیں سوئے
دوؤ گیان سوں راکھیو دونوں جگت گت ہوئے
یہ جگ شبیہہ کہت ہیں وہ جگ تنزیہہ گائے
سمجھ کھیلو راؤرے لاٹھی سانپ بچائے

شاہ صاحب شاعری کو تخلیقی فن مانتے ہیں جو تخئیل کی مدد سے اس اندرونی حقیقت کو پیش کرتا ہے جسے عام انسان نہیں دیکھ سکتا۔ شاعر نگاہ باطن رکھتا ہے۔ صوفیاء کرام کی شاعری کو شاہ صاحب بہت اونچا درجہ دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ شاعری کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ جو زندگی کو اعلیٰ ترین انداز سے بسر کرنے کا پیغام دیتی ہے۔ شاہ صاحب کے مطابق ایک سچا شاعر حقیقتاً صوفی ہوتا ہے۔

شاہ برکت اللہ کے ادبی تنقید کے اصولوں کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے تصوف پر اتنا زور کیوں دیا۔ انہوں نے بار بار شاعر کو حقیقت کی تلاش کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

سچے شاعر کو تلمیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔ شاہ صاحب کی بلندی فکر وسعت خیال' خلوص نیت اور اخلاقی اقدار نے ان کی شاعری کو نیا رنگ روپ عطا کیا ہے۔ انسانیت کے نام انہوں نے رجائیت کا پیغام دیا۔ وہ خوش آئند مستقبل کی یقین دہانی کراتے ہیں۔

شاہ صاحب کو فارسی اور عربی کے ساتھ ساتھ ہندی پر عبور حاصل تھا۔ ہندی ان کے گھر کی زبان تھی۔ اسی لئے ان کی ہندی شاعری' فارسی شاعری سے بہت آگے بڑھ گئی ہے بحیثیت صوفی شاعر شاہ برکت اللہ پیمی اپنی مثال' آپ ہیں۔ دقیق خیالات اور شعری جذبے کو مناسب ترین الفاظ میں ڈھال کر شعر کہنا ان کے لئے بڑی بات نہیں۔ وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خداداد شعری صلاحیت کے مالک تھے اور وہ عظیم تمدن کے نمائندے بھی تھے۔ انہیں ہندی' عربی' فارسی سنسکرت کی کلاسیکل شاعری سے بھی واقفیت تھی اس کا اندازہ ہمیں ان کی تصانیف کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ وہ اپنے دور کے سماجی حالات سے بھی' بخوبی واقف تھے۔ فلسفہ کے مطالعہ سے شاہ صاحب نے شاعرانہ تخئیل کو تصوف سے ہم آہنگ کردیا۔

شاہ برکت اللہ نے شاعری کی افادیت کو بھی مد نظر رکھا۔ ان کی شاعرانہ عظمت نے انہیں شہرت عطا کی مگر انہوں نے غرور کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیا۔ وہ دوسروں پر اپنی تعلیمات تھوپنے کے کوشاں نہیں تھے۔

تصوف اور مذہبی تعلیمات کی مدد لے کر انہوں نے دوسروں کے خیالات کو متاثر کرنے کی کوشش کی اسی وجہ سے ان کی شاعری میں اکتاہٹ پیدا کرنے والی یکسانیت نہیں ہے بلکہ اس میں رنگا رنگی ہے جو زندگی کی ہماہمی کی آئینہ دار ہے۔ ان کی نظریات آفاقی ہیں۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کسی کاریگر کی صناعی نہیں بلکہ فن کا کلام ہے جو تخئیل کی مدد سے لکھا گیا۔ اس طرح پیمی نے روحانیت کی مدد سے ہندو مسلم ایکتا کی بنیاد رکھی۔ اور اپنے آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا پیامبر بنا کر پیش کیا۔ اور اسی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھا۔

ہندوستان میں بہت سے مذاہب ہیں' بے شمار فرقے ہیں لیکن یہ سب ایک دوسرے سے قومی اتحاد سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس ملک میں ہمیشہ یہی کوشش کی گئی کہ سارے ہندوستانی ایک دوسرے میں مل جل کر رہیں۔ اس سلسلے میں صوفیاء کرام کی خدمات نظرانداز نہیں کی جاسکتیں انہوں نے اپنی نثری اور شعری تصانیف میں ایسی تعلیم دی جو ایک مثالی سماج کی تعمیر میں مددگار ثابت ہو جس میں سب مل جل کر رہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی اور تکلیف میں برابر کے شریک ہوں۔

"پیم پرکاش" کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ اس کا بنیادی موضوع عشق ہے۔ مثنوی کے روایتی انداز سے ابتدا کی گئی۔ پیم پرکاش حمد باری تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے (دوہا ۱'۲'۳) اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ لکھی گئی (دوہا ۴) اسکے بعد اہل بیت کی تعریف کی گئی ہے (دوہا ۵) اہل بیت کی تعریف کرنے کے بعد صحابہ کرام کی مدح میں شعر لکھے ہیں (دوہا ٦ تا ۱۰) شاعر کو حضرت عبدالقادر جیلانی سے بے پناہ عقیدت تھی جس کا اظہار ان کے اشعار سے ہوتا ہے (دوہا ۱۱) سے دوہا ۱۳ تک)۔ اس کے بعد شاعر نے شہنشاہ وقت اورنگ زیب عالمگیر کے دور کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی کتاب کا نام بتایا ہے۔ پندرھویں اور سولھویں دوہے میں شاعر نے اپنے سابق وطن اور موجودہ وطن کا تذکرہ کیا ہے سترھویں دوہے سے پیم پرکاش کے' سن تصنیف کا علم ہوتا ہے۔ اپنے اشعار (دوہوں) میں شاعر نے اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کیا ہے اپنی نظموں (کبتوں) میں شاعر نے وہ تجربات بیان کئے ہیں جو تصوف کی راہ میں پیش آئے۔ ان نظموں میں موسیقیت ہے۔ ان نظموں کا بنیادی موضوع عشق حقیقی ہے۔ شاعر کو سرور کونین ﷺ سے روحانی محبت ہے اس کا اندازہ نظم ۹٦' ۹۷ سے ہوتا ہے۔ شاعر کی ریختہ نظمیں فارسی اور

ہندی کا مرکب ہیں۔ ریختے اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں کہ کس طرح دو اجنبی تہذیبیں ایک دوسرے میں سما جاتی ہیں۔

(ریختہ ۱۰۱)

پیم پرکاش کی شاعری کا تعلق تصوف کے اس طرز فکر سے ہے جسے ہندی شاعری میں رہسیہ واد کہا جاتا ہے اس طرز فکر کا شاعر خالق اور مخلوق کے رشتے کو تمثیلی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کی شاعری میں خدا اور بندے کے تعلق کو بڑے خوبصورت انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب کا دور ہندی شاعری میں روایت پرستی (ریت کال) کا عہد تھا۔ اس طرز کی شاعری کا مقصد عوام کی روحانی اصلاح کرنا تھا۔ "پیم پرکاش" نے ہندی میں شاعری کا عمدہ نمونہ پیش کیا ہے خیالات کی تازگی اور توانائی احساسات کی رنگارنگی' پیکر تراشی کا انداز مناسب ترین الفاظ کا انتخاب' طرز ادا کے بہترین نمونے اور جذبہ کی اس گہرائی نے جو تخیل کو حقیقت کے روپ میں پیش کرتا ہے ان سب کے امتزاج نے پیم پرکاش کو لافانی بنادیا۔

شاعر کو ہندی زبان پر مکمل قدرت ہے۔ "پیم پرکاش" میں دقیق فلسفیانہ مسائل بڑے سادہ الفاظ میں خوبصورتی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ شاعر نے اپنے کلام میں حسن لانے کے لئے صنائع اور بدائع کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ شاعر کے الفاظ اس کے خیالات کے ترجمان ہوتے ہیں پیمی کی شاعری کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس میں خیالات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جس سے زبان وبیان کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔ نظموں (کبتوں) کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا خیالات کا ایک دریا موجزن ہے۔ یا کوئی جھرنا اپنی پوری توانائی کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ الفاظ میں شاعر نے

اپنی روح پھونک دی ہے۔ (نظم ۹۶)

قارئین کو "پیم پرکاش" کی نظموں میں آزادی فکر اور اعلیٰ معیار کے حصول کی تمنا متوجہ کرتی ہے۔ یہ سعادت بہت کم شاعروں کو نصیب ہوتی ہے۔ پیمی شاعر ہونے کے علاوہ بلند پایہ صوفی بھی تھے۔ انہوں نے انسانیت کو درپیش مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

"پیم پرکاش" کا مطلب ہے عشق کی روشنی، پیمی اپنی کتاب کے ذریعہ دنیا کو عشق کا پیغام دیتے ہیں۔ صوفیاء نے عشق کو بہت اہمیت دی۔ ان کا عشق بہر حال عشق حقیقی ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف میں ملنے والے عشق مجازی کا آخری سرا عشق حقیقی سے جڑا ہوتا ہے۔ وہ اسی مجاز سے حقیقت تک پہونچتے ہیں۔ ایک سچے صوفی کی طرح پیمی عشق حقیقی، عاشق، معشوق کے باہمی تعلقات کا رازدارانہ طریقے سے بیان کرتے ہیں کیوں کہ وہ عشق کو پاکیزگی کا حامل سمجھتے ہیں۔ اس عشق میں پیدا ہونے والی تڑپ راز ونیاز کے پردوں میں چھپی ہوتی ہے۔ وہ باطن کی گندگی کو دور کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔

صوفیاء کے مسلک میں بندے کی خدا تک معرفت معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ بندہ کو قطرہ اور روح مقید سمجھتے ہیں۔ جب تک بندہ خدا کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان نہ کردے اسے قرب الٰہی نصیب نہیں ہوسکتا۔ قطرہ جب سمندر سے الگ رہتا ہے تب تک صرف قطرہ رہتا ہے مگر اپنے وجود کو فنا کرکے سمندر میں مل جاتا ہے۔ تو وہ سمندر بن جاتا ہے۔ پیمی کی تعلیم بھی یہی ہے کہ عشق حقیقی میں اپنے آپ کو مٹادو۔ وہ عشق حقیقی سے ناتا توڑنے والوں کو ملامت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ٹوٹے ہوئے

رشتہ کو جوڑ لیا جائے تو اس کے مسائل کا حل نکل آئے گا۔ پیمی کے نظریہ کے مطابق انسان کے لئے معرفت ذات ضروری ہے کیونکہ اپنے آپ کو پہچانے بغیر خدا کو پہچاننا ناممکن ہے۔ پیمی آفاقی محبت کے نقیب ہیں۔ ان کے نزدیک انسانوں سے محبت کرنا عبادت ہے اور اس عبادت کی بنیاد خدمت خلق ہے۔

پیمی فنا کو بقا کا ذریعہ کہتے ہیں۔ اپنے آپ کو فنا کرنے کے بعد ہی اعلیٰ ترین روحانی مدارج طے کرنا ممکن ہے۔ پیمی کا خیال ہے کہ عقل میں عشق کی قربانیوں کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے اگر وہ سمجھنے کی کوشش بھی کرتی ہے تو اس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں وہ مراقبہ کو عرفان ذات کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک عرفان ذات حاصل کرنے کے لئے خلق خدا کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

پیمی عشق کو محض جذباتیت نہیں سمجھتے بلکہ ایک آفاقی حقیقت کا درجہ دیتے ہیں (دوہا ۷۷) وہ عشق کو ایک اعلیٰ ترین اخلاقی قدر بتاتے ہیں جس کے بغیر کائنات میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ وہ عشق کو اخلاق کی بلندی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے عشق نہ صرف زندہ رہنے کی طاقت دیتا ہے بلکہ راہ خدا میں مرجانے کا حوصلہ بھی عطا کرتا ہے زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے باوجود انسان کو روحانی قرار نہیں دے سکتی۔ اس کا سہرا تو عشق کے سر ہے جو انسان کو قدم قدم پر قوت دیتا ہے۔

پیمی نے اپنے عالمانہ اور فلسفیانہ خیالات کو شاعری میں سمو دیا ہے۔

اس جائزے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ پیمی ہندی کے رہسیہ واد شاعروں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے مسرت کے ساتھ بصیرت بھی ملتی ہے۔

کتابیات

جن کتابوں سے بالواسطہ یا بلا واسطہ مدد لی گئی ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن عظیم

(۲) آثار احمدی (قلمی) حکیم عنایت حسین صاحب

(۳) آئین احمدی (قلمی) سید آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۴) اصح التواریخ (مطبوعہ) سید اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الکھ بانی (مطبوعہ) مرتبہ پروفیسر اطہر عباس رضوی اور ڈاکٹر جعفر رضا زیدی

(۶) برکات مارہرہ (مطبوعہ) سید مصطفے حیدر حسن قادری

(۷) بیاض احمدی (قلمی) شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۸) بیاض خاتم الاکابر (قلمی) شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ

(۹) پیم پرکاش (قلمی) شاہ برکت اللہ پیمی

(۱۰) پیم پرکاش (مطبوعہ) مرتبہ لچھمی دھر

(۱۱) تذکرہ (قلمی) شیخ مہربان اللہ مارہروی

(۱۲) ترجیع بند (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۳) تصوف اسلام اور اس کی مختصر تاریخ (مطبوعہ) ڈاکٹر شکیل احمد صدیقی

(۱۴) چہار انواع (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۵) خاندان برکات۔ سید اولاد رسول محمد میاں

(۱۶) دیوان عشقی (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۷) رسالہ سوال وجواب (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۸) ریاض عشق (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۹) سبع سنابل (مطبوعہ ۱۳۰۱ھ) میر عبدالواحد بلگرامی

(۲۰) سرو آزاد (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی

(۲۱) شجرہ طیبہ (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی

(۲۲) عوارف ہندی (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۲۳) فص الکلمات (قلمی) سید شاہ حمزہ قدس سرہ

(۲۴) کاشف الاستار (قلمی) سید شاہ حمزہ قدس سرہ

(۲۵) گلشن راز (مطبوعہ ۱۳۰۰ھ) شیخ سعد الدین محمود شبستری

(۲۶) ماثر الکرام (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی

(۲۷) مقدمہ تاریخ زبان اردو (مطبوعہ) پروفیسر مسعود حسین خاں وغیرہ۔

تاج العلماء
سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی
قدس سرہ العزیز

حالات سراپا فیوض و برکات

اخی محترم قبلہ معظم استاد مکرم مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم ثابت حسن قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ العزیز کے بعض حالات سراپا فیوض و برکات درج ذیل ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ

نام مبارک آپ کا غلام محی الدین عرف فقیر عالم لقب ثابت حسن تھا۔ اور ایک دوسرا نام غلام حمید الدین بھی تھا یہ سب آپ کے حضرت والد ماجد مرشد برحق سیدنا شاہ ابو القاسم شاہ جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھے تھے۔ ولادت شریف آپ کی چوتھی ربیع الآخر شریف ۱۳۰۲ تیرہ سو دو ہجری میں بوقت شب چہار شنبہ مارہرہ میں آپکے حضرات اب وجد کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعمیر فرمائی ہوئی محلسرائے خانقاہ برکاتی دیوان خانہ حضرت جد اعلیٰ

برکات ثانی سید شاہ حقانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز النورانی میں ہوئی۔ بچپن میں اپنی جدہ ماجدہ اور والد ماجدہ قدست اسرارہما کے آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ اور خانقاہ برکاتی کی خادمہ مسماۃ مخمل ایا مرحومہ نے اور مارہرہ کے شرفاء میں سے بنت الفاطمہ دختر چودھری مومن علی خان کمبوہ نے آپ کو کچھ دنوں دودھ پلایا۔ رسم تسمیہ خوانی حضرت سیدی جد امجد بقیہ الاسلاف حجۃ الاخلاف حضرت شاہ محمد صادق تاجدار مسند قادری برکاتی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے ادا فرمائی قاعدہ بغدادی اور قرآن مجید حفظ ڈیڑھ پارہ تک حافظ عبدالحفیظ صاحب خلف استاذی حافظ عبدالکریم صاحب ملک پوری مرحومین نے پڑھایا۔ باقی تمام قرآن مجید برعایت قواعد تجوید استاذ محترم حافظ شاہ عبدالکریم صاحب قادری برکاتی آل رسولی ملک پوری مرحوم ومغفور نے حفظ کرایا بارہ برس کے سن میں حضرت کل قرآن مجید کے حافظ جید دور وغیرہ سب سے فارغ ہوگئے تھے۔ رسم تسمیہ خوانی جب آپ کے عمر شریف چار برس چار مہینہ چار دن کی ہوئی تو معمول اکابر کرام کے مطابق ادا ہوئی اور اس کے بعد جب ابتدائی قاعدہ پڑھ کر قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ساتھ ہی ساتھ حفظ بھی کرتے گئے۔ آواز آپ کی قدرتی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی اچھی تھی اس پر قواعد تجوید سے پڑھنا سننے والوں پر عجب طرح کی حالت جذب و وجد پیدا کرتا تھا۔ اور آپ بہت ہی خوش الحانی سے پوری رعایت قواعد تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے تھے۔ جیسے آج تک آپ کے دونوں وطن مارہرہ وسیتاپور کے سننے والے ذوق وشوق سے یاد کرتے ہیں۔ اور بعد حفظ کم سنی کے عالم میں ایک بار آپ نے جب لکھنؤ کی مشہور مسجد دھنیا مہری میں قرآن عظیم سنانا شروع کیا تو لکھنؤ کے دور دور محلوں سے سامعین کے ٹھٹھ لگ گئے۔ دوبار آپ نے پورے قواعد تجوید کے ساتھ بہت ترتیل سے پورا قرآن مجید ایک ایک شب میں اپنے حضرت جدامجد قدس سرہ کی تعمیر کردہ مسجد شریف صادقی واقع

محلّہ تامسین گنج سیتاپور میں سنایا۔ اور بعد حفظ اکثر رسالوں میں ماہ مبارک میں دو دو پارے کرکے قرآن کریم سنایا کئے۔ یاد بہت پختہ تھی اور ساتھ ہی نہایت صحت سے پڑھتے تھے۔ اس کی حاجت نہیں تھی کہ پیچھے کوئی حافظ بتانے والا موجود ہو جب ہی پڑھیں۔ اور پنج آیت شریف میں تو قرآن کریم بہت بچپن سے ہی بڑے بڑے مجمعوں میں بے تکان پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ سیتاپور کے سنی اور دیندار تحصیل دار منشی ولایت احمد صاحب کاکوری مغفور کے یہاں سیتاپور میں مجلس میلاد مبارک تھی اور حضرت اپنے والد ماجد مرشد برحق کی ہمراہی میں حاضر مجلس شریف تھے۔ پنج آیت شریف پڑھی جارہی تھی۔ جب سورہ بقرہ مبارکہ کی ابتدائی آیات اور اس کے بعد جو آیات کریمہ پڑھی جاتی ہیں ان کے پڑھنے کی نوبت آئی تو ہرچند حضرت کے والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ نے پڑھنے کے لئے فرمایا مگر حضرت نہایت غور سے جس مکان میں مجلس مبارک ہورہی تھی اس کی دیوار کے اوپر دیکھتے رہے۔ اور کچھ نہ پڑھا۔ جب بعد ختم مجلس شریف حضرت کے مرشد برحق قدس سرہ العزیز نے نہ پڑھنے اور غور سے دیوار کے اوپر دیکھتے رہنے کی وجہ پوچھی تو یہ فرمایا کہ میاں (یہی لفظ حضرت اپنے مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ کے لئے معمولاً خطاب میں استعمال کیا کرتے تھے) دیوار کے اوپر تو بہت انچائی تک بہت اچھے اچھے خوبصورت سبزپوش لوگوں کا ہجوم تھا میں یہ دیکھتا رہا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ درحقیقت وہ ارواح قدس اور ملائکہ کرام علی سیدہم وافضلہم ثم علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے جو اس مجلس مبارک میں میلاد شریف کے ذکر خیر سننے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور حضرت نے اپنے صفائے بصارت وبصیرت سے ان کو دیکھ لیا دوران حفظ قرآن مجید ہی میں درسیات مروجہ فارسی کی تکمیل اور مشق خوشنویسی منشی فرزند حسن صاحب ساکن پالی مہتمم مطبع صبح صادق سیتاپور اور ان کے بڑے بھائی منشی آل حسن

صاحب پالوی سے کی۔ یہ دونوں بالخصوص منشی آل حسن صاحب اپنے وقت کے مشہور خطاط اور خوشنویسوں کے استاذ تھے۔ ہمارے حضرت نے ان کی زیر تعلیم وتربیت فارسی اور خوشنویسی نسخ ونستعلیق میں اور نیز نقش ونگار بنانے میں مہارت کامل بہم پہنچائی۔ منشی آل حسن صاحب اپنے ان شاگرد پر فخر کرتے تھے اسی طرح آپ کے استاذ محترم حافظ شاہ عبدالکریم صاحب مغفور بھی آپ پر فخر رکھتے اور اپنی یادگار بتاتے تھے۔ حضرت کے لکھے ہوئے بہت سے قطعات خوشنویسی اور نقاشی کے بہت اعلیٰ نمونے بفضلہ تعالیٰ فقیر کے پاس محفوظ ہیں خصوصاً بسم اللہ شریف تحریر فرمودہ حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصلی پر جو گل وبوٹے حضرت نے بنائے اور بعض مبارک جملے لکھے ہیں وہ نہایت ہی حسین اور دلکش ہیں۔ ختم قرآن مجید کے بعد حضرت نے حضرت مولانا واستاذنا فخر العلماء افتخار العرفاء مولوی حافظ حاجی مفتی شاہ تاج الفحول محب الرسول مظہر حق عبدالقادر صاحب بدایونی قادری برکاتی مجیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میزان الصرف شروع فرمائی اور پھر صرف ونحو عربی کی تکمیل اپنے حضرت والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ نیز مولوی محب احمد صاحب بدایونی سے کی اور سیتاپور میں مولوی محمد فاضل صاحب کے پاس بھی حضرت کا کچھ پڑھنے کو جایا کرنا فقیر کو یاد ہے۔ اور فقہ اور منطق اور فلسفہ اور معانی وبیان وعقائد کے مختصرات اور متوسطات درسیات مروجہ مولوی حافظ حکیم محمد امیراللہ صاحب بریلوی سے پڑھیں۔ اسی تحصیل علم دین کے دوران میں حضرت اپنے مرشد برحق حضرت شاہ ابو القاسم قدس سرہ کے ہمراہ اپنے استاذ حافظ مولوی امیر اللہ صاحب بریلوی کے ساتھ پٹنہ میں مدرسہ اہلسنّت پٹنہ کے عظیم الشان جلسہ میں جو بسلسلہ امتحان طلبہ مدرسہ رجب ۱۳۱۸ھ میں ہوا تھا اور جس میں بکثرت اکابر علماء کرام وعمائد وعوام اہل سنت نے شرکت کی اور اس میں رد ندوۃ مخذولہ بھی بہت زور شور سے ہوا شامل

ہوئے اور افتتاح مجلس اہلسنّت کے وقت نہایت خوش الحانی سے مصری لہجہ میں کلام مجید کی آیات بھی پڑھیں جن کے استماع سے سامعین کی طبیعتیں بہت ہی مسرور ہوئیں (دیکھو اجلاس مذکور کی روداد بنام دربار حق وہدایت نمبر۱۴ وغیرہ) تعلیم خاندانی اپنے حضرت والد ماجد مرشد برحق بقیۃ اسلاف کرام حضرت سیدنا شاہ ابوالقاسم شاہ جی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجادہ نشین سجادہ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سرکار کلاں سے پائی اور حضرت مرشد برحق قدس سرہ کے ہی دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کالپویہ میں شرف بیعت سے اپنے مرشد برحق کے سجادہ کرام آبائی پر جلوہ افروزی کے وقت حضرت جدامجد سیدنا شاہ محمد صادق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے چہلم شریف کے دن ۴ ذی الحجہ الحرام ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء بروز دوشنبہ بوقت عصر اپنے یہاں کی حویلی سجادگی کی قدیم خاندانی میں مشرف ہوئے۔ اور جملہ سلاسل خاندانی قدیمہ آبائی وجدیدہ میں خلافت سے بھی ممتاز ہوئے اور جملہ اعمال واوراد واذکار واشغال ومصافحات واسناد احادیث کریمہ وقرآن عظیم وغیرہ غرض جملہ برکات حاضرہ سلسلہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں بھی اپنے حضرت مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ سے اجازت عامہ وخاصہ پائی اور آج سے پہلے بھی یہ سب برکات اپنے حضرت مرشد برحق والد ماجد قدس سرہ سے حاصل فرماچکے تھے اور آپ کے حضرت نانا صاحب قبلہ وکعبہ قدوۃ الواصلین سند الکاملین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جملہ سلاسل وجمیع اوراد واشغال واذکار واسناد احادیث وقرآن مجید وغیرہ ومصافحات وغیرہا برکات مذکورہ رسالہ مبارکہ النور والبہاء میں اپنی طرف سے حضرت کو اجازت وخلافت عطا فرماتے ہوئے اسی کتاب کے نسخے پر یہ خلافت نامہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد لمن توحد بجلالہ والصلاۃ والسلام لمن تفرد فی

محامدہ وکمالہ وعلی آلہ وصحبہ واولیاء امتہ المتادبین بادابہ وخصالہ اما بعد فقد اجزت اجازۃ جمیع الاذکار والاشغال والاوراد کما انا مامور علیہا من حضرت جدی سیدنا غیاث الاصفیاء شیخی فی الطریق العالیۃ غوث الاولیاء سیدنا آل رسول الاحمدی نور اللہ مرقدہ ومن جمیع مشائخی قدست اسرارہم قرۃ عینی وروح روحی السید فقیر عالم غلام محی الدین ثابت حسن حفظہ اللہ عن الحوادث والفتن واعطیتہ مسند الخلافۃ واخذ البیعۃ من طلبہ فی جمیع طرق اتصال بسید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم وآلہ وصحبہ ومن تبعہم الی یوم الدین۔ یا ربنا تقبل واعط برکات ہذہ السلاسل لہ بجاہِہٖ یا ارحم الراحمین۔ فقیر ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب بخطہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۱۸ھ تیرہ سو اٹھارہ ہجری میں آپ کا عقد حضرت سید شاہ نور احمد صاحب مغفور سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ کی صاحبزادی سے جو آپ کی حقیقی پھوپھی کی لڑکی ہیں ہوا۔ حضرت نے انگریزی زبان اورر انگریزی اسکول میں پڑھائی جانے والی تاریخ وجغرافیہ وریاضی وجبرومقابلہ وغیرہ علوم وفنون بھی دسویں درجہ تک کی پڑھائی اپنی عمر شریف کی آخری سالوں میں سیتاپور کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں پڑھی تھی۔ اور کافی استعداد ومہارت حاصل فرمائی تھی۔ جس پر اسکول سے بعض کتابیں بھی انعام میں ملیں تھیں جو فقیر کے پاس ہیں آپ کی مبارک کتابوں میں سے اردو میں عقائد نامہ منظوم اور رسالہ مباحث امامت اور ایک رسالہ مختصرہ بنام طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین جو تین بار چھپ چکا ہے یہ تینوں کتابیں مطبوع اور شائع اور انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہیں طرد المبتدعین کو ملاحظہ فرماکر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت حضرت

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقیر کو یہ تحریر فرمایا "مولوی امجد علی صاحب نے رسالہ مبارکہ طرد المبتدعین مجھے دیدیا۔ سبحانہ ماشاء اللہ بارک فبکم وعلیکم ولکم وبکم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۱ ذی الحجہ المبارکہ ۱۳۳۷ھ طرد المبتدعین میں اس امر کا روشن بیان ارشادات قرآن مجید وحدیث حمید وفرامین ائمہ واکابر اہلسنّت کی سندوں سے ہے کہ بدمذہب بیدین مرتدین ومبتدعین مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے اور مسلمانوں کا واعظ بننے کے ہرگز اہل نہیں۔ ان تینوں رسائل کے علاوہ مشہور شعر نعت شریف یا حبیبی سیدی روحی فداک الی آخرہ پر اردو میں ایک مختصر تضمین بھی رسالہ مبارکہ اہلسنّت کی آواز میں مطبوع ہے ان کے علاوہ ایک مکتوب رد قادیانی میں ایک مکتوب بعض نامہربان عزیزوں کے جواب میں اور ایک مختصر تحریر ترک اسلام دھرم پال آریہ کے رد میں۔ اور کئی اور تحریرات حمایت دین متین میں ہیں جو ابھی غیر مطبوع ہیں۔ حضرت سیدی ومرشدی والد ماجد قبلہ قدس سرہ العزیز نے آپ کو سیزدہ درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کی دعوت بطور عاملانہ بھی دلوادی تھی آپ اس قصیدے کے حافظ بھی تھے۔ جس وقت اس کی تلاوت فرماتے سامعین کے قلوب پر جو اثر ہوتا اس کا بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ بعد دعوت یہ اثر بہم پہنچا تھا کہ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک جس سے آپ جو کچھ فرماتے وہ سر آنکھوں سے قبول کرتا۔ جس محفل میں آپ تشریف لے جاتے یا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی توجہ آپ کے سوا کسی دوسری طرف نہ ہوتی۔ کوئی کیسا ہی اجنبی ہو آپ اپنی مزاج شناسی کے ملکہ سے بہت جلد اس سے جان پہچان قائم کر کے اپنا مقصد نکال لیتے مدت العمر جب سے ہوش سنبھالا مداہنت دینی کبھی پاس نہ آئی۔ بڑے بڑے مجمعوں اور محفلوں میں اگر ذرا بھی خلاف دین متین دیکھا سنا فوراً جواب دیا اور قائل کو ساکت کیا اور منکر کو حتی الوسع مٹایا۔ کبھی کسی کو یہ

مجال نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے ذرا بھی حقارت دین متین کی کرے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے حاکمان وقت سے بھی اگر کوئی بات خلاف دین متین سن پاتے تو ان کے بررو اس کا جواب دینے میں ذرا بھی نہ جھجکتے تھے۔ ایک بار سیتاپور میں آریہ نے اسلام کے خلاف بہت کچھ گستاخانہ بکواسیں بکیں۔ حضرت قبلہ وکعبہ جدامجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کا وصال شریف انگریزی تاریخ کے اعتبار سے ۱۸ نومبر ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا تو حضرت نے رد آریہ کے لئے ایک اجلاس علمائے اہلسنّت سیتاپور میں ۱۸، ۱۹، ۲۰ نومبر ۱۹۱۱ء میں مقرر فرمایا۔ اور اس کی اجازت انگریز ڈپٹی کمشنر سیتاپور سے لے کر وہیں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس دونوں سے جو انگریز تھا ملاقات کی وہ اس وقت مقام دورہ قصبہ کمال پور متصل سیتاپور میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں اسے ڈپٹی کمشنر سیتاپور کا حکم منظوری اجلاس دکھایا۔ سپرنٹنڈنٹ نے بات چیت کے دوران میں آریہ کا یہ گستاخانہ مقولہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ احد شریف میں دندان مبارک پر صدمہ گذرنے کے متعلق کہ معاذ اللہ پچھلے کرموں کا نتیجہ تھا نقل کردیا۔ حضرت نے اس پر نہایت شدت سے اس انگریز حاکم پولیس کو یہ کہہ کر روک دیا کہ اس بار تو آپ نے میری اطلاع سابق کے بغیر یہ کلمہ نقل کردیا۔ مگر آئندہ ہرگز میرے سامنے اسے نقل نہ کیجئے گا۔ میں اس کی تاب نہیں لاسکتا۔ اس پر وہ انگریز اپنی غلطی کا معذرت خواہ ہوا۔ ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت اپنے خادم محمد شیر خان سیتاپور کو ہمراہ لئے ان کے کاندھے پر کارتوسی دونالی بندوق رکھی ہوئی سیتاپور میں ایک جنگل میں شکار کیلئے تشریف لئے جارہے تھے اور دھوپ کی شدت سے چھتری لگائے ہوئے تھے پیچھے سے سیتاپور کا انگریز ڈپٹی کمشنر اپنے سامنے کسی ہندوستانی کو چھتری لگائے ہوئے دیکھ کر آگ بگولا ہوجاتا تھا۔ انگریز کمشنر حلقہ سیتاپور کے ساتھ دونوں گھوڑوں پر سوار چلے آرہے تھے جب ڈپٹی کمشنر حضرت کے قریب پہنچا تو اس

نے نہایت غصہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس بندوق کا لائسنس ہے۔ اس کا یہ رنگ دیکھتے ہوئے حضرت نے بندوق خادم سے خود اپنے ہاتھ میں اس طرح لے لی کہ وقت ضرورت کام دے سکے اور فوراً جواب دیا کہ اگر ہمارے پاس لائسنس نہیں ہوتا تو کیا بغیر لائسنس ہی بندوق لئے ہوتے اور اس کے ساتھ ہی ڈپٹی کمشنر جو اپنے گھوڑے کو غصہ اور رعونت سے حضرت کے منھ پر ہی چڑھائے لارہا تھا اس کے گھوڑے کا منھ پکڑ کر قوت سے علیحدہ کرتے ہوئے انگریز سے فرمایا کہ اسے ہٹاؤ۔ اس نے حضرت کے تیور دیکھ کر کہا کہ جانتے ہو میں کون ہوں۔ حضرت نے فرمایا ہاں جانتا ہوں چھاؤنی کے کوئی گورے ہو۔ اس نے کہا اچھا کل صاحب ضلع کے اجلاس پر آنا فرمایا دیکھا جائے گا اور دوسرے دن اپنے یہاں کسی کو خبر کئے بغیر اجلاس پر چلے گئے اس وقت معلوم ہوا کہ وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے اور ڈپٹی کمشنر ہے۔ حضرت اس کی آنکھ سے آنکھ لڑائے اس کے اجلاس برخاست ہونے تک سامنے ہی بیٹھے رہے اور پھر چلے آئے انگریز کو کوئی جرأت بازپرس کی نہ ہوئی۔ ایسے واقعات آج جبکہ انگریز بظاہر ہندوستان چھوڑ کر چلا گیا ہے کچھ اہم نہ معلوم ہوں مگر جس وقت کے ہیں اس وقت تو انگریز ڈپٹی کمشنر تو انگریز ڈپٹی کمشنر پولیس کے معمولی لال پگڑی والے سات روپے کا کانسٹبل کی صورت دیکھے بہتیرے بڑے بڑے سورما بننے والوں کے کلیجے دہلتے تھے۔ غرض شجاعت اور بہادری اور سخاوت اور راست گوئی اور صاف بیانی وغیرہا صفات حسنہ جو سادات کرام میں بالخصوص پائی جاتی ہیں حضرت میں بدرجہ اتم بفضل اللہ تعالیٰ پائی جاتی تھیں ذہانت اور فطانت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ایک بار عرس شریف حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ کے زمانے میں حضرت تاج الفحول قدس سرہ کی حیات شریف میں حضرت اپنے مرشد برحق حضور ابوالقاسم اور استاذ محترم حافظ عبدالکریم صاحب قدس سرہم کے ساتھ بدایوں میں تھے ایک

مصری قاری صاحب سے حضرت تاج الفحول قدس سرہ نے حضرت کا اور حضرت کے استاذ محترم کا قرات اور خوش الحانی سے کلام مجید پڑھنے کا تعارف کرایا اور کچھ آیات کریمہ ان کے سامنے حضرت سے تلاوت بھی کرائیں مصری صاحب نے کسی قدر تنگدلی کے ساتھ یہ کہا کہ ہاں ہندی طریقے سے پڑھتے ہیں۔ اس پر حضرت نے فوراً فرمایا کہ اب آپ کچھ مصری طریقے سے تلاوت کیجئے۔ انہوں نے چند آیات مصری لہجے میں تلاوت کیں اور فوراً ہی وہی آیات حضرت نے اسی مصری لہجے میں ان مصری صاحب سے عمدہ ترتیل و تجوید اور خوش الحانی سے پڑھ کر سنادیں۔ اب تو وہ مصری صاحب بہت ہی خوش ہوئے اور بہت ہی آفرین کی۔ ۱۳۲۹ تیرہ سو انتیس ہجری کے آخر میں صاحب ریاست خیرپور سندھ سے پہلی بار آپ سے ایک سفر کے دوران میں اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو وہ آپ کے کمالات اور خاندانی وجاہت کے گرویدہ ہوگئے انہوں نے اپنے وطن انبٹہ میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ جس میں دینیات کے ساتھ انگریزی کی تعلیم بھی رکھی تھی ۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا کہ میں نے مسلمانوں کی دینی ودنیوی خیر خواہی کی نظر سے ایک مدرسہ قائم کیا ہے مگر اس کا انتظام درست نہیں ہوپاتا۔ آپ اگر توجہ فرمائیں گے تو درست ہوجائیگا۔ اور میں اس کا سارا نظام حل وعقد وتعلیم و تعلم آپ کی سپرد کرتا ہوں غرض ان کے بیحد اصرار سے آپ نے اپنے حضرت والد ماجد مرشد برحق قدس سرہ کی اجازت سے انبٹہ کا سفر فرمایا اسی سفر میں ریل میں آپ عالم واقعہ میں حضور سرورعالم فخر آدم وبنی آدم سید المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دیدار مبارک سے مشرف ہوئے اور بادب تمام قدم بوسی کا شرف حاصل کرکے عرض کیا کہ میں بہت گنہگار ہوں اور نگاہ کرم کا امیدوار، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہ شفقت تمام ارشاد فرمایا کہ لوگ کچھ کہا کریں مگر تم جیسے

ہو وہ ہمیں معلوم ہے اور اب تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہمیں تم سے بہت سے کام لینا ہیں۔ انبہٹہ پہنچ کر آپ چند ماہ مدرسہ کے انتظام وتدریس اور اس سے زائد بقدر قوت تبلیغ دین وسنت میں مصروف رہے۔ وہاں بھی حد سے زیادہ عزت سے دیکھے جانے لگے چنانچہ خود اپنے والا نامے مورخہ ۲۹ محرم ۱۳۳۰ھ شنبہ میں فقیر راقم کو انبہٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "پرسوں جمعرات کو کمیٹی ہوئی تھی اور باتفاق آراء میں مدرسہ کا منتظم اعلیٰ اور ہیڈ ماسٹر قرار دیا گیا ہوں کل ڈپٹی کلکٹر صاحب کا معائنہ بھی ہوا تھا بہت خوش گئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ابھی تک اچھی طرح ہوں کل ایک مسجد میں میلاد شریف ہوا اور میں بھی طلب کیا گیا وہاں گیا۔ مولود خواں حضرت کو قیام (وقت ولادت شریفہ) میں پس وپیش ہوا ایک سنسنی سی جسم میں پیدا ہوئی مجمع خوب کافی تھا فوراً انکو واسطے تعظیم کے کھڑا کردیا۔ اور تادیر برکت قیام تولد شریف سے مخلصین کو مستفیض کیا اللہ تعالیٰ اجر جزیل مرحمت فرمادے بحرمت سید الکونین ﷺ" اسی سفر میں آپکی طبیعت ناساز ہوگئی وہاں سے بغرض علاج اپنے وطن مارہرہ ضلع ایٹہ میں تشریف لائے اور یہاں سے بغرض علاج لکھنؤ تشریف لئے گئے اور پانچ چھ ماہ کے قریب جھوائی ٹولہ کے مشہور حاذق طبیب حکیم عبدالحفیظ صاحب لکھنوی کا علاج ہوتا رہا مگر طلب تو کسی اور ہی خدمت کیلئے ہوچکی تھی۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ انتقال سے پانچ چھ دن پہلے سے ایک چڑوٹا کوئی چیز جو بظاہر چکنی مٹی یا سیل کھری کا سا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اپنی چونچ میں لاکر آپکے سرہانے منہ کے پاس رکھ جاتا اور خود اوپر چھت کے کڑے میں بیٹھ کر خوب چلاتا۔ پانچ چھ بار یہ واقعہ ہوا۔ اور خود فقیر نے اور متعدد حاضرین نے دیکھا مگر کسی کو اس طرف خیال نہ گیا کہ شاید یہ کوئی دوا ہی ہو لاؤ اس کو استعمال تو کرا دیکھیں حالانکہ متعدد قرینے اس کے مجوز تھے۔ قریب وصال بارگاہ الٰہی میں عرض کرائے ان میں سے ایک حضرت

کیلئے طلب شفاء بھی تھی۔ بارگاہ الٰہی سے اور امور کا جواب آیا مگر طلب شفاء کے سوال کو جواب نہ ملا حضرت سیدی ومرشدی قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انہیں ایام میں حضرت قدس سرہ نے لکھنؤ کے ولی صاحب خدمت کو جو مجذوبانہ وضع میں تھے دیکھا انہوں نے فرمایا اب ٹھاٹھ اٹھاؤ۔ آخر ۲۸ ماہ رمضان مبارک ۱۳۳۰ھ تیرہ سو تیس ہجری بدھ کے دن ظہر کے اول وقت لکھنؤ محلّہ کٹرہ وفا بیگ مکان محمد بشیر میں آپ نے انتقال فرمایا اور انشاء اللہ العزیز جنت میں مقام اعلیٰ جوار رحمت الٰہی میں پایا۔ وہاں سے آپکا جنازہ آپ کے وطن مارہرہ ضلع ایٹہ میں لایا گیا اور یہاں درگاہ معلیٰ برکاتی میں دالان پائین گنبد حضرت سید شاہ برکت اللہ قدست اسرارہم العزیزہ میں اپنے نانا صاحب قبلہ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک کے ملحق پس پشت حضرت کے آغوش شفقت میں آرام فرمایا۔ یہ ایک نتیجہ حضرت ممدوح احمد نوری قدس سرہ کی کشش اور اس محبت کا تھا جو حضرت کو برادر صاحب معظم سے انکی بچپن سے تھی کہ اتنی دور سے بلاکر اپنے پاس آرام سے سلایا۔ آپکی تدفین وتکفین وغسل ونماز جنازہ غرہ شوال مکرم تیرہ سو تیس ہجری میں جمعہ کی صبح کو مارہرہ میں ہوئی۔ نماز جنازہ خود حضرت سیدی ومرشدی والد ماجد قدس سرہ نے پڑھائی اور قبر میں بھی اتارا۔ آپ نے کوئی اولاد صلبی نہیں چھوڑی نہ ہوئی۔ اگرچہ حضرت کا وصال کمسنی اور نئی جوانی میں ہوگیا۔ مگر اہل نظر دیکھتے ہیں کہ وہ اس وقت بھی بارگاہ رب عزت تبارک وتعالیٰ میں کیسے بڑے مرتبہ پر سرفراز ہیں اور مخلوق خدا کو کیا کیا فائدے اور کیسے کیسے برکاتی وآل احمدی فیوض بانٹ رہے ہیں۔ لینے والا چاہئے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر جنازہ حضرت کا جب پہنچا تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ نے اپنے یہاں کے بہت سے اعیان

حاضرین آستانہ رضویہ کے ساتھ تشریف لاکر حضور پرنور سیدی ابو القاسم قدس سرہ سے تعزیت مسنونہ ادا فرمائی حضرت سیدی و مرشدی قدس سرہ نے آیت کریمہ فاثابھم اللّٰہ بما قالوا جنت میں الف جنت کا وعدہ لیکر تاریخ وصال شریف پائی۔ نیز دعائے سیدنا حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے جملہ اطمع ان یغفرلی کے لفظ "یغفرلی" میں بھی تاریخ وصال پائی۔ نیز خلد میں ہیں فقیر عالم کے دعائیہ فقرے میں بھی تاریخ وصال فرمائی اور اعلی حضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے آیت کریمہ فی شغل کے لفظ شغل میں تاریخ وصال پائی اور اسے دس اشعار کے ایک عربی قطعہ میں نظم بھی فرمادیا جو عقائد نامہ منظوم کے آخر میں مطبوع ہے۔

فقیر راقم نے یہ مختصر تذکرہ مبارکہ یہاں پر ۱۸ ذی الحجہ الحرام ۱۳۳۰ھ میں دوشنبہ کے دن عصر کے وقت اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کی حویلی سجادہ نشینی میں ختم کیا۔

فلحمد للّٰہ اولا و آخرا والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ واصحابہ وکل من والاۃ آمین اللھم آمین برحمتک یا الرحم الراحمین۔

تاریخ وصال

حضرت مولانا حافظ قاری سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی

آل احمد رحمہ اللہ علیہ

از مجدد دین وملت افصح الفصحاء

سید العلماء شاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی

لفقیر عالم رحمہ
من امیر عالم من یدل
واھا لامر لم یتم
آھا لعمر لم یطل
الصبر یا با القاسم
الصبر مفتاح القفل
الصبر یا ابن الصادق
الصبر ینھل بل یعسل
الصبر شیمہ حدکم
ذا المصطفے ھادی السبیل

اللہ ارحم منک بہ
وجلہ ختم الرسل
فجوارہ خیر الجوار و
نزلہ خیر النزل
ماکنت الا حاضنا
صفت الحضانہ طب وقل
حمدا علی ما قد مضی
حمدا علی مالم یزل
سئل الرضا فی کم مضی
فتلوت ایہ فی شغل
۱۳۳۰ھ

حضرت سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم
قادری برکاتی قدس سرہ العزیز

مناجات بہ حضور سرور کائنات علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوات واکمل السلیمات

اپنے عاشق کی ذرا لیجئے خبر
سینہ ہے صد چاک زخمی ہے جگر
اس پہ رحمت سے ذرا کیجئے نظر
ورد اس کا ہے یہی شام وسحر
یاحبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
آپ کے در پر ہے عرصہ سے پڑا
آتش دوری سے ہے وہ جل رہا
درد کی اس کے یہی ہے بس دوا
شربت دیدار دیجئے اب پلا
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک

آپ کے در پر ہے عرصہ سے پڑا
آتش دوری سے ہے وہ جل رہا
درد کی اس کے یہی ہے بس دوا
شربت دیدار دیجئے اب پلا
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
اشک آنکھوں سے ہوئے اسکی رواں
باقی اس میں اب نہیں تاب وتواں
درد فرقت سے ہوا ہے نیمجاں
کر رہا ہے عرض یہ وہ ناتواں
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
وصل سے میں بھی کبھی تھا شاداں
روح تھی راحت میں خوش تھی میری جان
گردش اعمال ہے اب یوں عیاں
لب پہ ہے فرقت سے اب آہ وفغاں
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
ہو تمہیں اللہ کے پیارے حبیب
قرب خالق میں ہو تم سب کے قریب
یاوری کر جائے گر میرا نصیب
لطف سے سن لو جو یہ عرض غریب

یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
حشر میں جب آئے وقت احتساب
اور امت کا لگے ہونے حساب
اپنا اپنا ہر بشر سوچے جواب
میں کروں یہ عرض اے عالی جناب
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
آج کل افکار میں ہوں مبتلا
واسطے میرے ذرا کیجئے دعا
میری مشکل کو کرے آسان خدا
آپ کا ہے دو جہاں میں آسرا
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
میں کروں کیا عرض اپنا مدعا
میرا سب کچھ حال ہے تم پر کھلا
میں تمہارا ہوں کہوں کس سے بھلا
میں تو تم سے ہی کروں گا التجا
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
جب کہ اس عالم سے ہو میرا سفر
یاوری طالع کی ہو جائے اگر

آپ کا لاشہ پہ ہو میرے گذر
بول اٹھوں اس وقت بے خوف وخطر
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
جب کہ حضرت کی شبیہ دل پذیر
قبر میں دکھلائیں آ منکر نکیر
میں کہوں یہ ہی تو ہیں میرے نصیر
ہیں نبی میرے یہی اور دستگیر
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک
قبر کے مونس ہو، دنیا کے ظہیر
حشر کے شافع ہو، جنت کے بشیر
ہو تمہیں اللہ کے نور میسر
لطف سے سنئے ذرا عرض فقیر
یا حبیبی سیدی روحی فداک
لیس فی الدارین ملجائی سواک

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامام ضامن والموذن موتمن اللھم ارشد الاخیہ وغفر للمومنین

ماز میں امام کے سر بڑی ذمہ داری ہے۔ مقتدیوں کی نماز کی اولویت وجواز کراہیت وفساد سب اسی کے سر ہے۔ اس زمانہ کے اکثر اماموں کی اپنے رائض منصبی سے بے پروائی دیکھ کر ان کی آگاہی وتنبیہ کیلئے یہ مختصر رسالہ اول سے آخر تک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کا ملاحظہ واصلاح فرمودہ۔ بنام تاریخی

رسالہ مباحث امامت

۲۹ ہجری ۱۳

مولفہ حضرت استاذی المکرم گل سر سبد گلزار احمدی وبرکاتی مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری برکاتی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت عظیم البرکت حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب وارث سند غوثیہ برکاتیہ احمدیہ دامت برکاتہم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس رسالہ مبارکہ کی تصدیق اور تحسین میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادری برکاتی آل رسول کا۔

مفاوضہ عالیہ

بنام برادر مصنف مغفور فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی (قدس سرہ العزیز) حضرت والا صاحبزادہ واجب الاعظام دامت برکاتہم۔ تسلیم تین روز ہوئے کہ مبارک رسالہ تشریف لایا۔ بیچ میں ڈیڑھ روز کامل اور ضروری مسائل واشغال میں صرف ہوا۔ ڈیڑھ روز سے کم میں اسے مطالعہ کیا۔ حضرت نے ساڑھے تین آنے کے ۱۴ ٹکٹ رجسٹری کے لئے ارسال فرمائے۔ خاندانی نیازمند سے اس تکلف کی حاجت نہیں۔ ٹکٹ واپس حاضر ہیں۔ رسید رسالہ سے مشرف فرمائیں۔ زیادہ خوشی اس کی ہوئی کہ کفار مرتدین کی اس میں خوب خبرلی گئی۔ مولیٰ تعالیٰ

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ کیا اچھا ہو کہ یہ مبارک رسالہ قلم سے اچھے مضبوط خوشنما کاغذ پر کشادہ حرفوں واسع بین السطور میں پانچ جز پر چھپے کہ بچے عورتیں بوڑھے سب بے تکلف اس سے بہرہ مند ہوں حضرت والا سید ابوالقاسم شاہ جی میاں دامت برکاتہم کی خدمت میں آداب نیاز۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بریلی ۱۱ ربیع الاخر شریف ۱۳۲۱ھ یوم الخمیس۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولانا ونبینا محمد سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین وعلماء ملتہ واولیاء امتہ وعلینا معہم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین آمین

حمد ونعت کے بعد امیدوار رحمت خدائے برتر غلام محی الدین فقیر عالم قادری مسلمانوں کی خدمت میں عارض ہے۔ کہ اسلام میں نماز کی جو کچھ عزت وعظمت ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ خود ہمارے آقا ہمارے مالک حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی راحت اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرماتے اور دین کی عمارت کا ستون بتاتے ہیں بہت سی احادیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔ کلام الٰہی خود اس کے فضائل کا حکم ناطق فرماتا ہے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کا مژدہ سناتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی فرضیت اور اس کی افضلیت بدیہیات اولیہ دینیہ سے ہے۔ اکابر اس کی خوبیاں اپنی اپنی تصنیفات میں بیان فرماتے رہے ہیں۔ میرے فرجد معظم تدوۃ السالکین

زبدۃ العارفین سند الکاملین حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدسنا اللہ بسرہ الامجد فرماتے ہیں کہ لوگ اشغال اوراد وغیرہا ریاضات کے بہت شائق رہتے ہیں حالانکہ نماز سے بڑھ کر کوئی ریاضت نہیں اگر اس کو اپنے طریقہ مستحبہ پر کریں۔ اسی طرح اور اکابر کرام اس کی خوبیاں بیان فرماتے رہے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اس کی خوبیاں بیان کرنے کی ہمیں حاجت ہی نہیں سچے مسلمان کے دل سے پوچھیے کہ اس میں کیا کیا لذتیں کیسی کیسی فرحتیں ہیں اور کیوں نہ ہوں اپنے پیدا کرنے والے کی حمد اس میں قولاً وفعلاً ادا کی جاتی ہے۔ اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں سرنیاز جھکا کر اس کی پاکی بیان ہوتی ہے۔ نماز ٹوٹے ہوئے دل کی مددگار غمزدوں کی غمگسار بیکسوں کا آسرا دل جلوں کا سہارا بارگاہ احدیت میں گنہگاروں کی شفیع ہے۔ غرض اس کے فضائل اس کے مناقب مجھ کج مج زبان سے کیا بیان ہوں احادیث کریمہ اور آیات شریفہ خود اس کے فضائل سے بھرے ہوئے ہیں جو چاہے ان کو دیکھ لے۔ میں اب اپنا مقصد بیان کروں کہ ایسی چیز جس میں ایسی خوبیاں ہوں اس سے آج کل کیسی غفلت ہے۔ بعض حضرات نے تو عمر بھی نماز پڑھی ہی نہیں۔ بعض عیدین اور جمعہ کی نمازیں بغرض نمائش پوشاک ولباس پڑھ لیتے ہیں۔ یہاں تک ہی کیا کم برا کس درجہ سخت اشد کبیرہ گناہ تھا۔ مگر اب یہ کیسی آفت ہے کہ نئی تہذیب سے مہذب۔ مغربی روشنی سے تاریک دل نماز پر طرح طرح سے مضحکہ اڑاتے ہیں۔ نماز کے فلسفے میں اپنی بے عقلی کو خرچ کرکے اس کی نسبت گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں جن سے نہ اسلام کا پتہ رہے نہ ایمان کا۔ اور یہ ایسے مضبوط ایمان والے ہیں کہ ان کا ایماں کسی طرح نہیں

ٹسکتا چوں وضوے محکم بی بی تمیز۔ نعوذ باللہ من شرور الشیاطین۔
اب وہ غفلت بھی سنئے جو بیچارے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو لگ گئی۔ اول تو نماز پڑھتا ہی کون ہے وہ ہی چند بیچارے بڈھے ٹڈھے اولڈفیشن کے لوگ جن کو نئے تراشیدہ اسلام کی ہوا نہیں لگی ہے۔ ان کو بوجہ کم علمی یا لاعلمی کی یہ آفت لگ گئی کہ نماز کی شرائط وضو غسل وغیرہ ٹھیک طرح نہیں کرتے اور اگر کربھی لیتے ہیں تو بے سوچے سمجھے جس کو ذرا مولوی صورت دیکھا اسی کو امامت کو کھڑا کردیا۔ حالانکہ آج کل مولویوں کے ہی بھیس میں اکثر وہ لوگ پھرا کرتے ہیں جو بوجہ اپنے عقائد باطلہ کے بدعتی یا کافر اسلام سے خارج ہوچکے ہیں۔ انہیں بیچارے نمازی مسلمانوں کے لئے فقیر نماز پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اور امامت کے متعلق مسائل ضروری کتب معتبرہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور جوہرہ نیرہ اور غنیۃ المصلی کی شرح صغیر اور کبیر اور عالمگیری اور در مختار اور رد المحتار اور العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ اور انجام الصلاۃ عن سنن الفساد اور سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح اور ردالرفضہ اور حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور تحقیق التراویح اور استفتا متعلقہ تراویح و تخطی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی سے لکھتا ہے۔ (کتب نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ حضرت فاضل بریلوی کی تالیفات سے ہیں حسام الحرمین علماء حرمین کا تکفیر وہابیہ میں فتوے ہے۔ تحقیق التراویح میرے نانا صاحب قبلہ سیدی وسندی بقیۃ السلف حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی تالیفات سے ہے) اور امید کرتا ہے کہ مسلمان بھائی ان مسائل پر عمل کریں گے اور مجھکو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں

پرسش نماز بود- یہ رسالہ چھ فصلوں اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے- فصل اول شروط امامت واقتداء میں ہے- فصل دوم نماز پڑھانے کی ترکیب میں ہے- فصل سوم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کا امام ہونا اولی اور بہتر ہے- فصل چہارم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کی امامت سے نمام صرف بلا کراہت صحیح ہوتی ہے- فصل پنجم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کی امامت سے نماز مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی ہوتی ہے- فصل ششم ان اماموں کے بیان میں ہے جن کے پیچھے نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں فاسد ہوجاتی ہے- خاتمہ مساجد کی تعظیم کے بیان میں ہے-

اللهم اجعل هذه الرسالة خالصة لوجهك الكريم آمين برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله تعالٰى على سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آله وصحبه واولياء امته وعلماء ملته وعلينا معهم اجمعين-

فصل اول شروط امامت واقتداء میں

امامت کی سات شروط ہیں اول اسلام' دوسری بلوغ (مرد احتلام یعنی سوتے یا جاگتے میں منی نکلنے یا کسی عورت کے اس سے حاملہ ہوجانے سے بالغ ہوتا ہے- خواہ ان تین باتوں میں سے کوئی بھی پائی جاے- اور اگر ایک بھی ان میں سے نہ پائی جائے تو جب پندرہ برس کامل کی عمر ہوجائے شرعاً بلوغ کا حکم دیدیا جائے گا- عورت کا بلوغ حیض سے یا انزال منی سے یا احتلام سے حاملہ ہوجانے سے ہوتا ہے خواہ ان میں سے کوئی پائی جائے اور اگر ان

میں سے ایک بھی نہ ہو بعد پندرہ برس کے بلوغ کا حکم ہوگا- تیسرے عقل' چوتھے مرد ہونا' پانچویں کم از کم ایک آیت صحیح پڑھ سکنا- چھٹے ایسے امراض نہ ہونا جن سے معذور کا حکم دیا جاتا ہے- جیسے خون بہتے رہنا- یا اور کوئی وضو توڑ دینے والی چیز ہمیشہ کو لگ جانا- یا بعضے حروف اپنے اصل مخرج پر نہ نکل سکنا یا کسی حرف کا مکرر نکلنا تاء کو تتاء یا فاء کو ففاء کہنا کہ ان میں سے کوئی بات نہ ہو- ساتویں نماز کی سب شرائط موجود ہوں- نماز کی نیت تکبیر تحریمہ سے ملی ہوئی کرچکا ہو ستر چھپائے ہو (ستر مرد کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے- ناف ستر نہیں گھٹنے ستر ہیں) قبلہ کی طرف منہ ہو (بعض لوگ مسجدوں میں جب نماز پڑھتے ہیں تو ٹیڑھے ترچھے کسی طرف کو کھڑے ہوجاتے ہیں یہ سخت برا ہے اور اگر ٹھیک سمت قبلہ سے پینتالیس درجے کسی طرف کو ہٹ جائیں تو نماز ہی نہ ہوگی- پینتالیس درجے کا بیان یہ ہے کہ آدمی ٹھیک سمت قبلہ کو منہ کرکے کھڑا ہو تو ایک خط سیدھا اس کے منہ سے کعبہ معظمہ کی طرف کھینچے دوسرا خط اس پر عمود قائمہ کیجئے جس سے دونوں طرف زاویہ قائمہ پیدا ہو اس زاویہ کے نصف پر پینتالیس درجے ہونگے مثلاً

جب اتنا ہٹے گا تو نماز نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور ہم نے ٹھیک سمت قبلہ اس لئے کہا کہ ہندوستان میں قطب دہنے شانے پر لینے کو سمت قبلہ

جانتے ہیں عام مسجدیں یوہیں ہیں یہ صحت نماز کے لیے کافی ہے مگر ٹھیک سمت قبلہ سے اکثر جگہ کئی کئی درجوں کا فرق ہے تو یہاں کی محرابوں سے ۴۵ درجے کا فرق معتبر نہیں بلکہ ٹھیک سمت قبلہ سے) پیشاب پاخانہ خون پیپ گوبر نطفہ وغیرہ ہر نجاست سے اس کا بدن اور کپڑے اور نماز کی جگہ پاک ہوں۔ باغسل اور باوضو ہو یا انکے بدلے حالت عذر میں تیمم کرچکا ہو۔

فائدہ: ان سات میں تین شرطیں ہر امامت میں اسلام عقل وجود شرائط نماز بلکہ یہ تینوں مطلق نماز کے لئے ضروری ہیں باقی چار غیر معذور مردوں کی امامت کے لئے ہیں۔ ورنہ لڑکا لڑکوں کی امامت کرسکتا ہے۔ عورت عورتوں کی امامت کرے تو نماز ہوجائے گی۔ اگرچہ عورت کو امامت نہ کرنا چاہئے۔ یوہیں وہ شخص جن میں کوئی ایک آیت پر بھی قادر نہیں ایک دوسرے کی امامت کرسکتے ہیں۔ جبکہ کوئی قادر قرات جماعت کیلئے تیار نہ ملے اسی طرح معذور معذور کا امام ہوسکتا ہے اس تفصیل پر کہ فصل چہارم میں آتی ہے۔

مسئلہ ضروریہ: غسل کے بارے میں لوگ دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن سے غسل نہیں ہوتا۔ اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ اولاً غسل بالفتح کے معنی میں نافہمی کہ بعض جگہ پانی مثل تیل کے چپڑ لیتے یا بھیگا ہاتھ پہنچ جانے پر قناعت کرتے ہیں حالانکہ یہ مسح ہے غسل نہیں غسل میں قطرے ٹپکنا اور پانی کا بہنا ضروری ہے جبتک ایک ایک ذرہ پر سے پانی بہتا ہوا نہ گذرے گا غسل ہرگز نہ ہوگا۔

در مختار میں ہے غسل ای اسالة الماء مع التقاطر رد المحتار میں ہے البل بلا تقاطر مسح اسی میں ہے لو لم یسل الماء بان

یستعملہ استعمال الدھن لم یجز ثانیاً پانی ایسی بے احتیاطی سے بہاتے ہیں کہ بعض جگہیں بالکل سوکھی رہ جاتی ہیں یا ان تک کچھ اثر پہنچتا ہے تو وہ ہی بھیگے ہاتھ کی تری۔ حکم یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک برابر بھی پانی بہنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا اور نہ صرف غسل بلکہ وضو میں بھی ایسی ہی بداحتیاطیاں کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پر پانی بہتا کہیں کہنیوں پر کہیں ماتھے کے بالائی حصہ پر کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر اس لئے یہاں وہ جگہیں بالتفصیل ذکر کی جاتی ہیں جن کا خیال رکھنا وضو اور غسل میں ضروری ہے۔

ضروریات وضو جو مرد اور عورت سب کے لئے ہیں

(۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا بہت لوگ لپ یا چلو میں پانی لیکر ناک یا بھوؤں یا آدھے ماتھے پر ڈالتے ہیں کہ پانی تو بہہ کر نیچے آیا وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گئے اس میں سارا ماتھا نہ دھلا بھیگا ہاتھ پھرا وضو نہ ہوا۔

(۲) پٹیاں اگر جھکی ہوں تو انہیں ہٹا کر پانی ڈالے کہ جو حصہ پیشانی کا ان کے نیچے ہے وہ دھلنے سے نہ رہ جائے۔

(۳) بھوؤں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہنا فرض ہے صرف بالوں پر کافی نہیں۔

(۴) آنکھوں کے چاروں کوئے آنکھیں زور سے بند نہ کرے یہاں کوئی سخت چیز جمی ہو تو چھڑا لے۔

(۵) پلک کا ہر بال پورا دھوے بعض وقت کیچڑ وغیرہ جم کر سخت ہوجاتا ہے کہ

انکے نیچے پانی نہیں بہتا اس کا چھڑانا ضروری ہے۔

(۶) کانوں کی کنپٹیوں تک دھوئے ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر جائے اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھرے۔

(۷) ناک کا سوراخ اگر کوئی گہنا یا تنکا ہو تو اسے پھرا پھرا کر ورنہ یوں ہی دھار ڈالے ہاں اگر بالکل بند ہو حاجت نہیں۔ اسی طرح پاؤں کے چھلے کلائی کی گھنی چوڑیاں پھرا پھرا کر دھوئے۔

(۸) آدمی جب چپ بیٹھتا ہے تو دونوں ہونٹ ملکر کچھ حصہ چھپ جاتا ہے کچھ ظاہر رہتا ہے یہ ظاہر رہنے والا حصہ بھی دھلنا فرض ہے۔ اگر کلی نہ کی اور منھ دھونے میں ہونٹ زور سے بند کرلیے تو اس پر پانی نہ بہے گا۔

(۹) ٹھوڑی کی ہڈی اس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔

(۱۰) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہوجاتی ہیں۔

(۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے۔ ہاں میل کا ڈر نہیں۔

(۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو۔ چلو میں پانی لیکر کلائی پر الٹ لینا ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا۔

(۱۴) کلائی کا ہر بال نوک سے جڑ تک۔ ایسا نہ ہو کہ کھڑے بالوں کی جڑ میں پانی گذر جائے نوکیں رہ جائیں۔

(۱۵) آرسی چھلے اور کلائی کے ہر گہنے کے نیچے بدن پر پانی بہائے۔

(۱۶) عورتوں کو پھنسی ہوئی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے انہیں ہٹا ہٹا کر پانی

بہائیں۔

(۱۷) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار کو کافی نہیں ہوتا۔

(۱۸) پاؤں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۹) یہاں انگلیوں کی کروٹیں زیادہ قابل لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوئی ہیں۔

(۲۰) ناخنوں کی اندر پانی کا بہہ جانا۔ وہاں کوئی سخت چیز نہ ہو۔

(۲۱) پاؤں کے چھلے اور جو گہنا گٹوں کے نیچے ہو اس کے نیچے کھال پر پانی بہنا ضروری ہے۔

(۲۲) گٹوں پر پانی بہنا۔

(۲۳) تلووں پر پانی بہنا۔

(۲۴) ایڑیوں پر پانی بہنا۔

(۲۵) کونچوں پر پانی بہنا۔

وہ ضروریات جو وضو میں مردوں سے خاص ہیں

(۲۶) ساری مونچھیں دھونا فرض ہے۔

(۲۷) صحیح مذہب پر ساری ڈاڑھی دھونا فرض ہے یعنی جتنی چہرے کی حد میں ہے نہ لٹکی ہوئی کہ ہاتھ سے گلے کی طرف دباؤ تو ٹھوڑی کے اس حصہ سے نکل جائے جس پر نیچے کے دانت جمے ہیں کہ اس لٹکی ہوئی پر صرف مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے۔

(۲۸ و ۲۹) ڈاڑھی مونچھیں اگر چھدری ہوں کہ کھال نظر آتی ہے تو کھال پر

پانی بہنا ضروری ہے۔

(۳۰) مونچھیں اگر بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو انہیں ہٹاہٹا کر لبوں کی کھال دھوئے اگرچہ کیسی ہی گھنی مونچھیں ہوں یہ وضو کی وہ جگہیں ہیں جن کا مرد عورت اور بعض کا صرف مردوں کو خاص لحاظ چاہئے ورنہ وضو نہ ہوگا۔

وضو میں چار فرض ہیں۔

پہلا منہ دھونا جہاں بال اگنے کی جگہ ختم ہوتی ہے اس پیشانی کے حصہ سے لیکر جہاں دانت نیچے کے جمے ہیں وہاں تک لمبائی میں اور دونوں کانوں کی کنپٹیوں تک چوڑائی میں اس میں آنکھ کے ڈھیلے مستثنیٰ ہیں اسی طرح جس کی ڈاڑھی بڑی گھنی ہو تو گالوں کا وہ حصہ جو ڈاڑھی میں چھپا ہے معاف ہے باقی اور سب منہ پر پانی بہنا چاہئے اگر مکھی مچھر کی بیٹ لگی ہو تو بھی معاف ہے۔ دوسرا۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا یہاں بھی مکھی مچھر کی بیٹ ناخنوں کے میل کی معافی ہے۔ تیسرے چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ چوتھے دونوں پاؤں ناخنوں کے سرے سے ٹخنوں تک دھونا جس میں دونوں گٹے بھی داخل ہیں ان مذکورہ اعضاء پر ایک ایک ذرہ پر پانی بہہ کر گزرے گا جب وضو ہوگا ورنہ نہیں۔

غسل کے تین فرض ہیں۔

اول بطریقہ آئندہ کلی کرنا۔ دوسرے بطریقہ آئندہ ناک میں پانی

چڑھانا۔ تیسرے بطریقہ آئندہ کل بدن پر پانی بہانا۔

اب غسل کی ضروریات

جن کی احتیاط ضروری ہے لکھی جاتی ہیں

وہ ضروریات جو مرد وعورت سب کے لئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو ضروریات وضو میں تھیں وہ یہاں بھی ہیں اور ان کے علاوہ۔

(۳۱) سر کے بال کہ گندھے ہوئے نہ ہوں تو ہر بال کی نوک سے جڑ تک پانی بہنا۔

(۳۲) کانوں میں بالی پتے وغیرہ زیورات کا غسل میں وہی حکم ہے جو ناک میں بلاق وغیرہ کے چھید کا غسل اور وضو دونوں میں تھا۔

(۳۳) بھوؤں اور مونچھوں کے نیچے کی کھال پر پانی بہنا اگرچہ بال کیسے ہی گھنے ہوں (۳۴) کان کا ہر پرزہ اس کے سوراخ کا منہ۔

(۳۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۳۶) ناک میں پانی چڑھانا کہ ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دھل جائے اس حصہ کی کوئی جگہ دھلنے سے باقی نہ رہے اور یہ یوں ہی ہوسکے گا کہ پانی چلو میں لے کر اوپر چڑھائے

لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اوپر ہی اوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چھو کر گر جاتا ہے بانسے کی جس قدر نرم جگہ ہے اس سب کو دھو آنا تو بڑی بات ہے اس طرح سے غسل ہرگز نہیں ہوتا جب تک کہ بانسے کی سب نرم جگہ ایک ایک ذرہ نہ دھل جائے یہاں تک کہ اگر ناک کے اندر کثافت جمی ہے تو پہلے اسے صاف کرلے۔ ورنہ اگر اس کے نیچے پانی نہ پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اس قدر پانی پہنچانے سے روزہ دار کو بھی چارہ نہیں نرم بانسے تک پانی پہنچانا اسے بھی ضروری ہے اس سے اوپر تک اسے نہ چاہئے کہ کہیں اوپر دماغ کو نہ چڑھ جائے۔

(۳۷) کلی کرنا اس طرح کہ منہ مع ہر پرزے گوشے کے حلق کی حد تک دھل جائے صرف منہ میں پانی لیکر اگل دینے سے غسل نہیں اترتا نہ اس غسل سے نماز پڑھنا مسجد میں جانا قرآن مجید پڑھنا یا چھونا جائز ہو بلکہ فرض ہے کہ ڈاڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں دانتوں کی کھڑکیوں میں حلق کے کنارے تک ہر پرزہ پر پانی بہہ کر گزر جائے یہاں تک کہ اگر کوئی سخت چیز کہ پانی کے بہنے کو روک سکے دانتوں کی جڑ یا کھڑکیوں کے درمیان میں ہے تو لازم ہے کہ اسے جدا کرکے کلی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا ہاں اگر اس کے جدا کرنے میں ضرر اور تکلیف ہو جس طرح پانوں کی کثرت سے جڑوں میں چونا جم کر سخت ہوجاتا ہے کہ جب تک زائد ہوکر خود ہی جگہ نہ چھوڑ دے چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا یا عورتوں کے دانتوں میں مسی کی ریخیں جم جاتی ہیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑھوں کی مضرت کا اندیشہ ہے تو جب تک یہ حالت رہیگی اس قدر کی معافی ہوگی بالجملہ غسل میں ان احتیاطوں سے روزہ دار کو

بھی چارہ نہیں۔ ہاں غرغرہ اسے نہ چاہئے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے نہ اتر جائے۔

(۳۸) داڑھوں کے پیچھے پانی بہانا۔

(۳۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز ہو پہلے جدا کرلیں۔

(۴۰) چونا ریخیں وغیرہ جو بے ایذا چھوٹ سکیں چھڑانا۔

(۴۱) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ دھونا کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔

(۴۲) بغلیں دھونا کہ بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

(۴۳) بازو کا ہر پہلو دھونا۔

(۴۴) پیٹھ کا ہر پرزہ دھونا۔

(۴۵) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اٹھاکر دھوئیں۔

(۴۶) ناف میں انگلی ڈالکر دھوئیں۔ جب بے اس کے پانی پہنچنے میں شک ہو۔

(۴۷) جسم کا کوئی رونگٹا پانی بہنے سے باقی نہ رہے۔

(۴۸) ران اور پیڑو کا جوڑ کھول کر دھوئیں۔

(۴۹) دونوں سرین ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہوکر نہائے خاص احتیاط سے دھوئیں۔

(۵۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ خصوصاً جبکہ بیٹھ کر نہائیں خاص احتیاط سے دھوئیں۔

(۵۱) ران کی ساری گولائی۔

(۵۲) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

غسل کی وہ احتیاط کی جگہیں جو مردوں سے خاص ہیں

(۵۴) مونچھوں کے نیچے کی کھال دھونا اگرچہ مونچھیں گھنی ہوں۔

(۵۵) داڑھی کا ہر بال نوک سے جڑ تک اگرچہ گھنی ہو۔

(۵۶) ذکر اور انثیین کی ملنے کی جگہ کہ بے جدا کئے نہ دھلے گی۔

(۵۷) انثیین کے نیچے کا حصہ جوڑ تک۔

(۵۸) انثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک۔

(۵۹) جس کا ختنہ نہ ہوا بہت سے علماء کے نزدیک اس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے (حشفہ کہتے ہیں ذکر یعنی پیشاب کے آلہ کے اس حصہ کو جو کھال کے اندر ہوتا اور ختنہ کے بعد ظاہر ہوجاتا ہے)۔

(۶۰) اس قول پر اس کھال کے اندر بھی پانی پہنچنا فرض ہوگا۔ بے چڑھائے اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہوجائیگی۔

غسل کی وہ ضروریات جو عورتوں سے خاص ہیں

(۶۱) گندھی ہوئی چوٹی میں ہر بال کی جڑ بھگونا ضروری ہے۔ چوٹی کھولنا ضروری نہیں۔ مگر جبکہ بے کھولے جڑیں نہ بھیگ سکیں۔

(۶۲) ڈھلکی ہوئی پستان اٹھاکر دھونا۔

(۶۳) پیٹ اور پستان کے درمیان درمیانی جگہ۔

(۶۴ تا ۶۷) فرج خارج کی چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک۔

(۶۸) اوپر والے پارہ گوشت کا ہر پرت کہ کھولے سے کھل سکے گا۔

(۶۹) اوپر والے پارہ گوشت کے نیچے کی سطح۔

(۷۰) اسی پارہ کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشہ کو خیال کرکے دھوئے بالجملہ تمام ظاہر بدن کے ہر رونگٹے پر ہر ہر ذرہ پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ مگر حرج کی جگہیں معاف ہیں مثلاً :

(۱) آنکھوں کے ڈھیلے۔

(۲) عورت کے گندھے بال۔ کہ ان کا کھولنا ضروری نہیں۔

(۳) ناک کانوں کے زیوروں کے وہ سوراخ جو بند ہوگئے۔

(۴) نامختون جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کا حشفہ جبکہ کھال چڑھانے میں دقت اور تکلیف ہو۔

(۵) اس حالت میں اس کھال کے اندر کی جگہ جہاں بے چڑھائے پانی نہ پہنچے اور کھولنے میں مشقت ہو۔

(۶) مکھی یا مچھر کی بیٹ جو بدن پر ہو اس کے نیچے کی جگہ۔

(۷) عورت کے ہاتھ پاؤں میں اگر کہیں مہندی کا جرم لگا رہیگا۔

(۸) دانتوں کا جما ہوا چونا۔

(۹) مسی کی ریخیں۔

(۱۰) بدن کا میل۔

(۱۱) ناخنوں میں بھری ہوئی مٹی یا بدن پر لگی ہوئی۔

(۱۲) جو بال خود گرہ کھاکر رہ گیا ہو اگرچہ مرد کا ہو۔

(۱۳) پلک یا کوئے میں سرمہ کا جرم۔

(۱۴) لکھنے والے کے انگوٹھے پر روشنائی۔
(۱۵) رنگریز کے ناخن پر رنگ کا جرم۔
(۱۶) نان بائی یا پکانیوالی عورت کے ناخن میں آٹا علی خلاف فیہ۔
(۱۷) کھانے کے ریزے کہ دانت کی جڑ یا درمیان میں رہ گئے۔ یوں ہی پان کے ریزے نہ چھالیا کے دانے کہ سخت ہیں۔
(۱۸) ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے تو معافی ہونا چاہئے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ باربار کھولنا ضرر دیگا نہ اس سے بندش ہوسکے گی۔
(۱۹) یوں ہی اگر اکھڑا ہوا دانت کسی مسالے یا مقناطیس یا لوہے کے برادے سے جمایا ہے جمے ہوئے چونے کے مثل اس کی بھی معافی ہونا چاہئے ہاں اگر کمانی چڑھی ہو اور اتارنے چڑھانے میں ضرر نہیں اور پانی بہنے کو روکے تو اتارنا لازم ہوگا۔
(۲۰) پٹی کہ زخم پر چڑھی ہے اور کھولنے میں ضرر یا حرج ہے۔
(۲۱) ہرجگہ کہ کسی درد یا مرض کے سبب سے اس پر پانی بہنا ضرر دیگا۔ غرض مدار حرج پر ہے اور حرج بنص قرآنی اٹھالیا گیا ہے۔ حرج کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ وہاں تک پانی پہنچانے میں مضرت ہو جیسے آنکھ کے اندر دوسرے یہ کہ مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی تیسرے یہ کہ بعد علم کہ کوئی ضرر اور مشقت تو نہیں ہے مگراس کی دیکھ بھال میں دقت ہے جیسے مکھی مچھر کی بیٹ الجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال پہلی اور دوسری قسم کی معافی تو ظاہر ہے البتہ تیسری قسم میں بعد جاننے کے اس کا دور کرنا ضروری ہے مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں آٹا لگا ہوا ہے یا مہندی سرمہ روشنائی رنگ بیٹ وغیرہ سے

کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ لے تو اس کا چھڑالینا ضروری ہے یہ نہ ہو کہ اب اسے یوں ہی چھوڑ دے۔ اور اوپر ہی پانی بہالے۔ بلکہ چھڑالے کہ آخر چھڑانے میں حرج اور دشواری تو ہے نہیں اگر دشواری تھی تو اس کی دیکھ بھال میں اور وہ جاننے کے بعد جاتی رہی۔

مسئلہ ۴۴

پانی جس سے وضو یا غسل کیا جاتا ہے اس کی نسبت ہمارے شہروں میں بہت ہی بے پرواہی ہے کنوؤں کا حال اظہر من الشمس ہے کہ بعض تو یقیناً نجس ہیں اور خدشہ تو اکثر میں ہے اس کے علاوہ ایک آفت پانی کو مستعمل کرنے کی ایسی لگ گئی ہے کہ عوام تو عوام بعض لکھے پڑھے بھی بے ضرورت پانی مستعمل کرکے اس کا بیکار کرلیتے ہیں جس سے پھر وضو نہیں ہوسکتا نہ غسل ہوسکے لہٰذا یہاں مستعمل پانی کی تعریف اور اس کے متعلق ضروری مسائل لکھے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان پر عمل کریں اور نمازوں کو بے طہارت پڑھنے سے بچائیں مستعمل پانی وہ تھوڑا پانی ہے جس نے یا تو تطہیر نجاست حکمیہ سے کسی واجب کو ساقط کیا یعنی انسان کے کسی ایسے پارہ جسم کو چھوگیا جس کا پاک کرنا اور دھونا وضو یا غسل میں فی الحال اور بالفعل ضروری تھا یا ظاہر بدن پر اس کا استعمال کرنا خود ثواب کا کام تھا اور استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اسی نیت ثواب سے استعمال کیا اور یوں وہ پانی اس پاکی کو جو واجب تھی یا وہ قربت جو مقصود تھی اس کو پورا کرکے عضو سے جدا ہوا اگرچہ ابھی تک کسی جگہ ٹھہرا نہیں بلکہ روانی میں ہے۔ اور بعض کے نزدیک

حرکت جاکر کسی جگہ جب پانی رک جائے اس وقت مستعمل ہوگا اب فوائد قیود سنئے۔

(۱) آب کثیر یعنی دہ دردہ یا جاری پانی میں محدث یعنی اس شخص نے جس کو وضو کی حاجت ہے یا جنب جس کو غسل کی حاجت ہے وضو یا غسل کرے یا کوئی نجاست ہی دھوئی جائے تو پانی نہ نجس ہوگا نہ مستعمل ہوگا لہٰذا قلیل یعنی تھوڑے پانی کی قید لگانا ضروری ہے۔

(۲) محدث نے تمام یا بعض اعضائے وضو دھوئے اگرچہ بے نیت وضو محض ٹھنڈ یا میل دور کرنے کے لئے یا اس نے بالکل کچھ بھی نہ کیا نہ اس کا قصد تھا بلکہ کسی دوسرے نے اس پر پانی ڈال دیا جو اس کے کسی ایسے عضو پر گذرا جس کا وضو یا غسل میں پاک کرنا ابھی تک اس پر فرض تھا مثلاً محدث کے ہاتھ جنب کی پیٹھ پر تو ان سب صورتوں میں شکل اول کے سبب سے پانی مستعمل ہوگیا کہ اس نے محل نجاست سے چھو کر اتنے ٹکڑے کی پاکی کو جو اس کے ذمہ واجب تھی ساقط کردیا اگرچہ پچھلی صورتوں میں ہنوز حکم تطہیر دوسرے اعضاء میں باقی ہے اور پہلی میں تو جبکہ تمام اعضاء پورے دھل گئے فرض پاکی بالکل اس کے اوپر سے اتر گیا۔ پانی گولی یا بڑے مٹکے کے سوا کہیں نہیں وہ برتن جھکانے کے قابل نہیں جھوٹا برتن مثل کٹورا ایک ہی پاس تھا وہ اسی برتن یں گر کر ڈوب گیا کوئی بچہ یا باوضو شخص ایسا نہیں جس سے کہہ کر نکلوائے اب بہ مجبوری خود محدث ہی ہاتھ ڈال کر نکالے گا یا چھوٹا برتن سرے سے ہے ہی نہیں تو ناچار چلو چلو لیکر ہاتھ دھوئے گا ان دونوں صورتوں میں بھی اگرچہ مشکل اول یعنی اسقاط واجب تطہیر پائی گئی مگر یہ ضرورۃ معاف

رکھی گئی ہیں پانی مستعمل نہ ہوگا بے ضرورت اگر ایسا کرے گا تو کل پانی یا بعض بالاتفاق مستعمل ہوجائے گا اگرچہ ایک قول پر قابل وضو رہے بیان اس کا یہ ہے کہ محدث یعنی بے وضو یا حاجت غسل والے کا وہ عضو جس پر سے ابھی تک پاک کرنے کا حکم ساقط نہیں ہوا اگرچہ کتنا ہی کم ہو مثلاً پورا یا ناخن یہ اگر تھوڑے پانی سے چھو جائے تو ہمارے علماء کو اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ سارا پانی مستعمل ہوجاتا ہے قابل غسل اور وضو نہیں رہتا اور بعض کے نزدیک صرف اتنا مستعمل ہوا جس قدر اس پارہ بدن سے ملا باقی آس پاس کا پانی جو اس عضو سے نہیں چھوگیا وہ مستعمل نہیں ہوا یوں ہی وہ تمام پانی کہ اس عضو کے پہنچنے کی جگہ سے نیچے ہے اس پر بھی حکم استعمال نہ آیا۔ اس قول پر مٹکی یا گ ا، میں کہنی تک ہاتھ ڈالنے سے بھی پانی قابل طہارت رہے گا کہ ظاہر ہے کہ جو پانی ہاتھ کے آس پاس اور نیچے ہے وہ اس حصہ سے بہت زائد ہے جس نے ہاتھ سے مس کیا اور جب غیر مستعمل پانی مستعمل سے زائد ہو تو پانی قابل وضو و غسل رہتا ہے مثلاً لگن میں وضو کیا اور وہ پانی ایک گھڑے بھر غیر مستعمل پانی میں ملادیا تو یہ مجموع قابل وضو ہے کہ مستعمل تو اتنا ہی ہوا جتنا ہاتھ کو لگا باقی کہ الگ رہا اس پر غالب ہے اور فریق اول نے فرمایا کہ پانی ایک متصل جسم ہے اس کے بعض سے ملنا کل سے ملنا ہے لہٰذا ناخن کی نوک یا پورے کا کنارہ لگ جانے سے ملنا کل سے ملنا ہے لہٰذا ناخن کی نوک یا پورے کنارہ لگ جانے سے بھی کل مٹکا مستعمل ہوجائے گا یہ دو قول ہیں اور فریق اول ہی کا قول احتیاط ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ناخن کا پورا لگ جانے سے بھی کل مٹکا بھر پانی مستعمل ہوجاتا ہے بہر حال

اس قدر میں فریقین کو اتفاق ہے کہ بے ضرورت چلو لینے یا ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہوجائے گا اگرچہ بعض تو تعریف مذکور ہر طرح جامع ومانع ہے۔

(۳) باوضو آدمی نے بہ نیت ثواب دو بارہ وضو کیا۔

(۴) سمجھ وال نابالغ نے وضو بقصد وضو کیا۔

(۵) حیض اور نفاس والی عورتوں کو جب تک حیض اور نفاس باقی ہے وضو اور غسل کا حکم نہیں مگر انہیں مستحب ہے کہ نماز پنج گانہ کے وقت اور اشراق اور چاشت اور تہجد کی عادت رکھتی ہو تو ان وقتوں میں بھی وضو کرکے کچھ دیر یاد الٰہی کرلیا کرے کہ عادت باقی رہے انہوں نے یہ وضو کیا۔

(٦) پاک آدمی نے ادائے سنت کو جمعے یا عرفے یا عیدین یا احرام یا اور اوقات مسنونہ کا غسل یا میت کو غسل دینے کا وضو یا غسل کیا۔

(۷) وضوئے فرض یا نفل میں جو پانی کلی یا ناک میں پہنچانے میں صرف ہوا۔

(۹) کچھ اعضاء دھوئے تھے خشک ہوگئے سنت موالات کی نیت سے انہیں پھر دھویا ان سب صورتوں میں شکل دوم کے سبب مستعمل ہوجائے گا کہ اگرچہ اسقاط واجب نہ کیا اقامت قربت کی یعنی جو عبادت مقصود تھی وہ ادا ہوئی میت کو نہلا کر غسل کرنا بھی مستحب ہے۔

(۱۰) میت کے بارہ میں علماء مختلف ہیں جمہور کے نزدیک موت نجاست حقیقیہ ہے اس تقدیر پر تو وہ پانی کہ غسل میت میں صرف ہوا مستعمل پانی نہیں بلکہ ناپاک ہے اور بعض کے نزدیک نجاست حکمیہ ہے۔ بحرالرائق وغیرہ میں اسی کو اصح کہا اس تقدیر پر وہ پانی بھی مستعمل ہے اور مذکورہ تعریف کی شق اول میں داخل کہ اس نے بھی اسقاط واجب کیا اسی وجہ سے انسان کا پارہ جسم تعریف

میں کہا نہ مکلف کا کہ میت مکلف نہیں اور اس کا پاک کرنا ضروری تھا کہا نہ یہ کہ اس کے اوپر ضروری تھا کہ یہ تطہیر میت کے اوپر ضروری نہیں زندوں پر ضروری ہے۔

(۱۱) یوہیں غسل میت کا دوسرا اور تیسرا پانی بھی مستعمل ہوگا کہ اگرچہ پہلے پانی سے اسقاط واجب ہوگیا مگر غسل تین بار کرنا قربت ہے اسی وجہ سے شق دوم میں بھی بدن انسان مطلق رکھا مکلف کی قید نہ بڑھائی۔

(۱۲) وضو علی الوضو کی نیت سے دوسرے کو کہا کہ مجھے وضو کرادے اس نے بہ نیت ثواب اس کے اعضاء وضو دھوئے پانی مستعمل ہوگیا کہ جب اس کے امر سے ہے اور اس کی نیت قربت اور عبادت کی ہے تو وہ اسی کا استعمال قرار پائے گا۔

(۱۳) باوضو آدمی نے اعضاء ٹھنڈے کرنے یا میل دھونے کو وضو بے نیت وضو علی الوضو کیا پانی مستعمل نہ ہوگا کہ اب نہ اسقاط واجب ہے نہ اقامت قربت۔

(۱۴) معلوم تھا کہ عضو تین بار دھوچکا ہوں اور ابھی تک پانی سوکھا بھی نہیں تھا بلا وجہ چوتھی بار اور ڈالا یہ بھی عبادت اور قربت نہیں بلکہ خلاف ادب ہے۔

(۱۵) ہاں اگر شک ہو کہ دوبارہ دھویا یا تین بار یوں تین بار پر یقین ہوجانے کے لئے پانی پھر ڈالا تو مستعمل ہوجائے گا اگرچہ واقع میں چوتھی بار ہو۔

(۱٦) جسے حاجت غسل نہیں۔ اس نے اعضاء وضو کے سوا مثلاً پیٹھ یا ران دھوئے تو مستعمل نہ ہوگا۔

(۱۷) باوضو نے کھانا کھانے کو یا کھانے سے بعد یا ویسے ہی منہ ہاتھ صاف کرنے کو بے نیت ادائے سنت ہاتھ منہ دھوئے یا کلی کے مستعمل نہ ہوگا کہ حدث اور قربت نہیں۔

(۱۸) باوضو نے صرف کسی کو وضو سکھانے کی نیت سے وضو کیا مستعمل نہ ہوا کہ تعلیم وضو اگرچہ قربت ہے مگر وضو سکھانے کو وضو کرنا فی نفسہ قربت نہیں سکھانا قربت ہے اور وہ زبان سے بھی ممکن ولہٰذا تعریف مذکور میں قید لگائی کہ وہ استعمال خود کار ثواب تھا اگرچہ واسطے غیر کے مقصود ہو جیسے وضو۔

(۱۹) کوئی پاک کپڑا وغیرہ دھویا مستعمل نہ ہوا۔

(۲۰ و ۲۱) کسی جانور یا نابالغ بچے کو نہلایا اور ان کے بدن پر نجاست نہ تھی اگرچہ وہ جانور غیرماکول اللحم ہو جیسے بلی یا چوہا حتی کہ مذہب راجح پر کتا بھی جبکہ پانی ان کے لعاب سے جدا رہا اگرچہ یہ نہلانا ان کے دفع مرض یا شدت گرمی میں ٹھنڈ پہنچانے کو بہ نیت ثواب ہو مستعمل نہ ہوگا کپڑا برتن جانور اور ان کی امثال تو بدن انسان کے قید سے خارج ہوئے اور نابالغ کو نہلانا مثل وضوے تعلیم خود قربت نہیں کہ بچوں کے نہلانے کا کوئی خاص حکم شرع میں نہ آیا ہاں انہیں بلکہ ہر مسلمان اور جاندار کو نفع و آرام پہنچانے کی ترغیب ہے یہ امور عادیہ اس حکم کی نیت سے کلیہ محمودہ کے نیچے آکر قربت ہوسکتے ہیں مگر موجب استعمال وہ ہی فعل ہے جو بذات خود قربت اور مطلوب شرع ہو۔

(۲۲) حیض اور نفاس والی عورت نے قبل انقطاع حیض یا نفاس بے نیت

قربت غسل کیا پانی مستعمل نہ ہوگا اس لئے کہ ان پر ابھی غسل لازم نہیں اسی وجہ سے بالفعل کی قید لگائی۔

(۲۳) ناسمجھ بچے نے وضو کیا جیسے ماں باپ کو دیکھ کر دو تین سال کے بچے وضو اور نماز ادا کرنے لگتے ہیں تو پانی مستعمل نہ ہوگا کہ نہ حدث نہ قربت۔

(۲۴) وضو کرنے میں پانی کو جب تک اسی عضو پر بہ رہا ہے حکم استعمال نہ دیا جائے گا ورنہ وضو محال ہوجائے گا بلکہ جب اس عضو سے جدا اگرچہ ابھی کہیں ٹھہرا نہ ہو مستعمل ہوگا مثلاً منہ دھونے میں کلائی پر پانی لیا اور وہی پانی کلائی پر بہالیا جمہور کے نزدیک کافی نہ ہوگا کہ منہ سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہوگیا ہاں جن بعض کے نزدیک ایک جگہ ٹھہر جانا استعمال کے لئے شرط ہے ان کے نزدیک کافی ہے کہ ابھی مستعمل نہ ہوا اور غسل میں سارا بدن ایک عضو ہے تو سر کا پانی کہ پاؤں تک بہتا آتا ہے جس جس جگہ گذرا سب کو پاک کرتا جائے گا۔

(۲۵) نجاست میں حکمیہ کی قید کا فائدہ ظاہر ہے کہ جو پانی نجاست حقیقیہ (مثل پیشاب پاخانہ گوبر نطفہ وغیرہ) کے دھونے میں صرف ہو ہمارے نزدیک مطلقا ناپاک ہوجائے گا نہ کہ مستعمل۔

(۲۶) پانی کو مطلق رکھا اور خود رفع نجاست حکمیہ اور اقامت قربت ہائے مذکور سے واضح کہ پانی سے مطلق پانی مراد ہے تو شوربے یا دودھ کی لسی یا نبیذ تمر سے اگر وضو کرے وہ مستعمل نہ ہوں گے کہ ان سے وضو ہی نہ ہوا تو مستعمل کیا ہوں۔

(۲۷) خود نفس جنس یعنی پانی نے دودھ سرکہ گلاب کیوڑہ وغیرہ کو خارج کردیا

کہ ان سے وضو کرے تو مستعمل نہ ہوں گے اگرچہ ۔بے وضو ہو اگرچہ جنب ہو اگرچہ نیت قربت کرے کہ پانی کے سوا کوئی چیز نجاست حکمیہ کو دور نہیں کرسکتی (نجاست حکمیہ وہ معنوی نجاست ہے جو ان چیزوں کے سبب اعضاء وضو یا تمام بدن پر پیدا ہوتی ہے جن سے وضو یا غسل کرنا لازم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ان چیزوں سے اس سارے حصہ بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگ جاتی مگر شرع مطہر نے اس سارے جسم کو پاک کرنے کا حکم دیا اس لئے اسے نجاست حکمیہ کہتے ہیں)۔

فائدہ : اگر کہیے کہ ۲۶ اور ۲۷ کا کیا فائدہ ہے کہ مستعمل ہونے سے ہمارے نزدیک شے نجس نہیں ہوجاتی صرف نجاست حکمیہ دور کرنے کے قابل نہیں رہتی یہ قابلیت ان اشیاء میں پہلے بھی نہ تھی تو ان کو مستعمل نہ ماننے کا کیا فائدہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ہی فائدہ بہت تھا کہ مستعمل نہ ہونے سے ان کی پاکی متفق علیہ رہے گی کہ مستعمل کی پاکی میں ہمارے علماء کا اختلان ہے اگرچہ صحیح یہ ہے کہ مستعمل پاک ہے دوسرے مستعمل اگرچہ پاک ہے مگر قذر ہے مسجد میں اس کا ڈالنا ناجائز ہے ان اشیاء کو مستعمل نہ بنانے سے یہ فائدہ ہوا کہ مثلاً جس گلاب سے کسی نے وضو کیا اسے مسجد میں چھڑک سکتے ہیں کہ وہ مستعمل نہ ہوا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ مستعمل کا پینا مکروہ ہے جب یہ مستعمل نہ ہوئے معلوم ہوا کہ ان کے پینے میں کوئی کراہت نہیں۔

فائدہ : مستعمل میں راجح اور صحیح یہ ہی ہے کہ وہ پاک ہے اگرچہ نجاست حکمیہ کے دور کرنے کی قابلیت اس میں نہیں ہے اسی طرح صحیح یہ ہے کہ

پانی بہ مجرد اس کے کہ عضو سے علیحدہ ہو مستعمل ہوجائے گا اگرچہ ابھی روانی میں ہو۔

مسئلہ : جیسے وضو میں ضروری ہے کہ اعضاء وضو میں سے ایک ذرہ بھی پانی کے بہہ کر گذر جانے سے باقی نہ رہ جائے ان اعضاء سے جن کا دھلنا فرض ہے اسی طرح تیمم میں بھی فرض ہے کہ کوئی پرزہ کوئی ذرہ منہ کا پیشانی کے شروع سے جہاں بال اگنے کی جگہ ختم ہوتی ہے وہاں سے لے کر ٹھوڑی کی اس ہڈی تک جہاں نیچے کے دانت جمتے ہیں لمبائی میں اور کان کی دونوں کنپٹیوں تک چوڑائی میں مسح سے باقی نہ رہے آنکھ کے پپوٹے اور کان اور گالوں کی درمیانی جگہ کا خاص لحاظ ضروری ہے اسی طرح دونوں ہاتھ ناخنوں کی سرے سے لیکر کہنیوں تک مسح سے ایک ذرہ بھر نہ چھوٹنے پائیں اور کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرے اگر کم سے کیا تو جائز نہ ہوگا اگر کوئی انگوٹھی یا چھلہ یا چوڑی وغیرہ ہاتھوں میں پہنے ہو تو ان کو ہٹاکر بدن پر مسح کرنا ضروری ہے یہاں تک جو بیان ہوا شروط امامت کا تھا اور بوجہ اس کے کہ امام کی صحت نماز پر تمام مقتدیوں کی صحت نماز موقوف ہے اس خصوصیت خاصہ کے سبب ان کو شروط امام کہا گیا۔ ان شروط سے صرف جواز ہوگا رہ گئی کرامت سو وہ باوجود ان شروط کے بھی بعض صورتوں میں پائی جاسکتی ہے جن کا بیان آگے آتا ہے۔ اقتداء کی صحت کے لئے دس شرطیں ہیں اول مقتدی کا امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کرنا شرط نیت کی یہ ہے کہ شروع میں جو تکبیر کہی جاتی ہے یعنی تکبیر تحریمہ اس سے ملی ہوئی ہو یا اگر پہلے ہو تو درمیان میں نیت اور تکبیر کے کوئی اجنبی فاصلہ نہ ہوا ہو دوسرے امام اور مقتدی کا

مکان ایک ہونا تیسرے یہ کہ امام اور مقتدی کے فرض نماز ایک ہی ہو دونوں کی آج کی ظہر یا دونوں کی کل کی عصر چوتھی امام کی نماز فی نفسہ بھی صحیح ہو اور اس مقتدی کے نزدیک بھی صحیح ہو پانچویں یہ مقتدی کی ایڑیاں امام کی ایڑیوں سے آگے نہ ہوں۔ چھٹی یہ کہ مقتدی کو امام کے انتقامات رکوع سجدہ وغیرہ میں جانا معلوم ہوں خواہ سننے سے یا دیکھنے سے ساتویں یہ کہ مشارکت امام سے سجدہ رکوع وغیرہ میں ہو یعنی اس کا ہر فعل امام کے ساتھ یا امام کے بعد ہو۔ آٹھویں یہ کہ مقتدی امام سے رکوع سجدہ وغیرہ ادا کرنے میں برابر ہو یا اس سے کم ہو پہلی کی مثال اقتداء راکع اور ساجد کی راکع اور ساجد کے پیچھے اور دوسرے کی مثال اقتداء اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے والے کی اس کے پیچھے جو پورا رکوع سجدہ کرتا ہو اسی طرح اور جملہ شرایط میں مقتدی امام کے برابر ہو یا اس سے کم پہلی کی مثال اقتداء اس شخص کی جس میں جملہ شرائط موجود ہوں اپنے سے دوسرے کے پیچھے اور ننگے کے ننگے پیچھے اور دوسرے کی مثال ننگے کی اقتداء کپڑے پہنے ہوئے کی پیچھے نویں یہ کہ امام کی سفر یا غیر سفر کی حالت نماز پڑھنے سے پہلے یا بعد معلوم ہو یہ جب ہے کہ امام شہر یا گاؤں میں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھے۔ دسویں یہ کہ عورت امام یا مقتدی کے برابر نہ کھڑی ہو کہ عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مرد کی نماز کا مفسد ہے جس کی چند شرطیں ہیں اول یہ کہ عورت برابر کھڑی تو اس وقت اس کا پاؤں اس مرد کے کسی عضو سے مقابل ہو اگرچہ آدھا ہی پاؤں عورت کا ہو اور وہ مرد کے کسی عضو سے برابر ہوجائے اور اگر پاؤں پیچھے ہو مرد کے ہر عضو سے اور رکوع سجدہ کرتے وقت عورت کا سر مرد کی کسی عضو کے مقابل

ہوجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر عورت مرد کے آگے کھڑی ہو تو اس وقت میں محاذات جب نماز فاسد کرے گی جب وہ مرد بالکل اس کے پیچھے کھڑا ہو دہنی طرف یا بائیں طرف بقدر ایک آدمی کے جگہ چھوڑ کر نہ کھڑا ہو اگر ایسا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ دوسرے یہ نو برس خواہ زیادہ عمر رکھتی ہو اگرچہ ابھی بالغہ نہ ہوئی ہو یا بہت بوڑھی ہوگئی ہو تیسرے یہ کہ اس مرد اور اس عورت کے درمیان میں کوئی آڑ نہ ہو مثل کھمبہ وغیرہ کی یا ایک آدمی کے کھڑے ہونے بھر کی جگہ خالی نہ ہو ان دونوں کے درمیان میں یہ اس وقت جبکہ یہ دونوں ایک ہی صف میں ایک دوسرے کے دہنے بائیں کھڑے ہوں اور اگر عورت آگے اور مرد پیچھے ہو تو اس وقت اگرچہ درمیان میں دونوں کے ایک آدمی کے کھڑے ہونے کی جگہ ہو بھی مگر جب بالکل ایک دوسرے کی سیدھ میں کھڑے ہوں گے یا ایک آدھ بالشت سیدھ سے ہٹ کر بھی کھڑے ہوں گے جب بھی نماز فاسد ہوگی۔ چوتھے یہ کہ یہ محاذات کسی رکوع سجدہ والی نماز میں ہو۔ پانچویں یہ کہ وہ نماز ان مرد و عورت دونوں میں مشترک ہو تحریمہ اس طرح سے کہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے امام ہوں یا کوئی تیسرا ان کا مام ہو۔ چھٹے یہ کہ یہ نماز دونوں میں مشترک ہو اداءً اور اس کی بھی یہ ہی صورت ہے کہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے امام ہوں یا ایک تیسرا ان کا امام ہو اور ان دونوں قیدوں کا علیحدہ فائدہ بعض صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے جو بڑی کتابوں میں لکھی ہیں ساتویں یہ کہ یہ دونوں ایک ہی طرف اور ایک ہی جہت میں کھڑے ہوں اگر مثلاً کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھیں اور ایک کا منہ مشرق کو دوسرے کا مغرب کو ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ

دونوں برابر کھڑے ہوں۔ الحاصل جب یہ سات شرطیں پائی جائیں تو اس صورت میں اگر امام نے نماز شروع کرتے وقت عورتوں کی امام کی نیت کی تھی تو صرف اس مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی جس کے محاذات عورت سے ہے اگر یہ مرد عاقل بالغ ہے ورنہ اگر امام نے شروع میں نیت نہیں کی تھی تو اس عورت کی نماز صرف فاسد ہوجائے گی اگر عورت مرد کے نماز شروع کرنے کے بعد آئی اور اس نے پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ عورت کو کیا اور وہ نہیں ہٹی تو عورت کی صرف نماز فاسد ہوگی اور اگر مرد نے اشارہ نہیں کیا تو خود مرد کی نماز جاتی رہے گی۔

فصل دوم نماز پڑھنے اور پڑھانے کی ترکیب میں

ترکیب بتانے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ امام کو چاہئے نماز سے پہلے صفیں درست کراوے اول بالغ مرد ہوں۔ پھر لڑکے اگر ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف میں دہنی بائیں بیچ میں جہاں چاہے کھڑا ہوجائے یہ جو لوگوں میں رائج ہے کہ لڑکے کو خواہ نخواہ صف کے بائیں جانب کھڑا کرتے ہیں غلط فہمی ہے بلکہ بعض تو یہاں تک کرتے ہیں کہ لڑکا بائیں جانب صف میں نماز پڑھ رہا ہے اب یہ آئے تو اسے پکڑ کر ہٹا دیا اور خود اس کی جگہ کھڑے ہوگئے یہ بڑا ظلم ہے۔ پھر لڑکوں کے بعد خنثے (وہ جس کے مرد اور عورت دونوں کی علامت ہوں یا کوئی علامت نہ ہو) اور ہر خنثی دوسرے سے ایک آدمی کی جگہ چھوڑ کر قیام کرے کہ شاید ان میں سے ایک مرد دوسری عورت ہو تو برابر کھڑے ہونے سے مرد کی نماز نہ ہوگی پھر خنثے کے بعد عورتیں اگر حاضر ہوں (ورنہ اب تو عورتوں کا مساجد میں آنا مطلقاً مکروہ ہے) سب آدمی ایک دوسرے کے شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہوں اور پاؤں کے

گٹے ایک کے دوسرے سے محاذی ہوں اگرچہ پاؤں کی انگلیاں ایک کی دوسرے سے آگے ہوں۔ اچھے کپڑے پہن کر امامت کرائے اور مقتدی بھی اس کا لحاظ رکھیں کہ اللہ عزوجل کے دربار میں حاضری ہے۔ عمامہ باندھنا سنت ہے عمامہ کے ساتھ ایک نماز بے عمامہ کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ امام بے عمامہ ہے اور اپنے سرپر عمامہ تو اپنا بھی اتار دیتے ہیں یہ جہالت ہے امام سنت چھوڑے تو تم کیوں چھوڑو۔ پھر امام درمیان میں کھڑا ہو محراب میں اکیلا کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے اور در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ تنزیہی اور مقتدیوں کو بے ضرورت مکروہ تحریمی کہ ایک صف کے تین ٹکڑے ہوجائیں گے اور صف قطع کرنا گناہ ہے ہاں بارش یا شدت کی دھوپ یا مسجد کی تنگی کے باعث دروں میں صف باندھیں تو مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد اقامت (بطریق والفاظ معلومہ) شروع کرائے اقامت موذن کا حق ہے ہاں وہ نہ ہو یا دوسرے کو اجازت دیدے تو مضائقہ نہیں اذان واقامت وہ شخص کہے جو صحیح کہہ سکے۔ نہ کہ بے پروائی سے جو چاہے کہہ لے جب حی علی الفلاح کہی جائے تو اگر امام بیٹھا ہو کھڑا ہوجائے اور سب مقتدی بھی کھڑے ہوجائیں اس سے پہلے کھڑے کھڑے اقامت سننا نامناسب ہے پھر انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا واما انا من المشرکین تکبیر تحریمہ اور نیت نماز دونوں سے پہلے کہہ لے پھر امامت کرانے اور نماز پڑھنے کی دل اور زبان سے نیت کرے اور قد قامت الصلاۃ کہی جائے اس وقت یا ختم اقامت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کان کی لو انگوٹھوں سے چھوئے اور ہتھیلیاں قبلہ رو رکھے اب اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے کو لائے اور اس طرح بائیں ہاتھ کے پہونچے کے دونوں گٹے سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے پکڑے باقی سیدھی

ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پشت پر رہے سیدھے ہاتھ کی تینوں انگلیاں سیدھی رکھے ہاتھ ناف سے نیچے باندھے نیت تکبیر تحریمہ سے ملی ہوئی کرے اور تکبیر تحریمہ کہتے وقت سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے اگر بلا مجبوری اتنا جھکا ہو کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنے تک پہنچے تو یہ قیام میں داخل نہیں بلکہ رکوع کی ہیئت ہے یوں تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز نہ ہوگی ہاں جو کوزہ پشت ہے کہ سیدھا ہوہی نہیں سکتا تو مجبوری ہے اور اس کے پیچھے نماز ہوجاویگی اگرچہ اس کا غیر اولیٰ ہے اور تکبیر تحریمہ اللہ اکبر اس نیت سے کہے کہ نماز شروع کرتا ہوں اور مقتدی کو خبردار کرتا ہوں تکبیر تحریمہ چلا کر کہے۔ مگر زیادہ بلا ضرورت نہ چلائے۔ ہاں امام کو یہ اولی ہے کہ تکبیرات اور قرات سب قدر حاجت سے کچھ زیادہ آواز سے کہے۔ یہی حکم ہر تکبیر انتقال اور سمع اللہ لمن حمدہ اور پہلے سلام کا ہے ہاں دوسرا سلام قدرے پست آواز سے ہو اور مقتدی تکبیر تحریمہ اور کل دوسری تکبیرات انتقالیہ اور ربّنا لک الحمد سب آہستہ کہے۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اگر آستین کے اندر ہو تو نکال لے تکبیر تحریمہ کا شروع ہاتھ اٹھانے کے بعد کان کی لو چھونے سے اور ختم ہاتھ باندھنے کے ساتھ ہو۔ ہاتھ کی انگلیاں تکبیر کہتے وقت درمیانی حالت میں رہیں نہ بہت کھلی نہ بہت بند اور ہتھیلیاں تکبیر کے وقت قبلہ کی طرف رہیں تکبیر کے ختم کے ساتھ فورا ہاتھ باندھ لیں کھلے نہ چھوڑیں بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانے کے بعد بالکل چھوڑ دیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ جہالت ہے۔ حالت قیام میں نظر سجدہ کی جگہ رہے سر کو ایک طرف نہ جھکائے بلکہ سیدھا رکھے۔ جب ہاتھ باندھ چکے تو سبحانک اللھم بالفاظ معلومہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ پڑھیں ایسے کہ خود سن سکیں۔ اور جو چیز آہستہ پڑھنے کی ہو اس کو ایسے ہی پڑھنا چاہئے اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئے کہ

اپنے کان تک آسکے تو وہ پڑھنے میں داخل نہیں۔ تکبیر تحریمہ یا قرات ایسے پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی اور التحیات یا دعائے قنوت ایسے پڑھے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی۔ ہاں زور کا مینہ برس رہا ہے یا اور کوئی غل وشور ہے اس کے سبب اپنے کان تک آواز نہ آئے اور اس قابل ہو کہ یہ غل نہ ہوتا تو آتی تو حرج نہیں۔ جو آواز اپنے کان تک آئیگی اپنے برابر والے کو بھی سنائی دیگی اس کی پرواہ نہ کریں کہ اتنا خود حکم وضروری ہے اس کے بعد امام آہستہ اعوذ باللہ الخ پھر بسم اللہ الخ آہستہ پڑھے۔ مقتدی فقط سبحانک اللھم پڑھ کر خاموش رہیں ان پر اعوذ وغیرہ نہیں بسم اللہ امام اور منفرد یعنی اکیلا نماز پڑھنے والا مطلقاً ہر نماز کی کل رکعتوں میں الحمد سے پہلے پڑھا کریں بعد بسم اللہ پڑھنے کے سورہ فاتحہ اور ان سورتوں سے جو آگے آتی ہیں کوئی سورت پڑھے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت نمازوں میں سے ظہر، عصر اور مغرب اور عشاء کے پہلی دو رکعتوں میں اور فجر اور جمعہ کی سب رکعتوں اور وتر کے تینوں رکعتوں میں اور تراویح کی بیسوں رکعتوں اور عیدین کی دونوں رکعتوں میں پڑھی جائیگی البتہ فجر اور جمعہ کی ہر رکعت اور مغرب اور عشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور رمضان شریف میں وتر کے تینوں رکعتوں میں ور تراویح اور عیدین کی سب رکعتوں میں امام چلا کر پڑھے گا اور ظہر اور عصر میں آہستہ مقتدی کسی نماز میں کچھ قرات نہیں کرے نہ زور سے نہ آہستہ سے اور منفرد اکیلا آدمی زور سے پڑھنے والی رکعتوں میں چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ اور چلا کر پڑھنا یہ ہے کہ بہت سے آدمی سن لیں امام چار رکعتوں والے ہر فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں اور مغرب کے آخری یک رکعت میں صرف سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے اکیلا بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی سرے سے پڑھے ہی نہیں ولا الضالین کے بعد آمین آہستہ کہے

آمین میں الف کا مد اور قصر دونوں جائز ہیں مگر مد افضلؔ ہے میم پر تشدید خلاف سنت ہے اگرچہ نماز فاسد نہ ہوگی اور جن رکعات میں بعد الحمد سورت بھی ہے ان میں اگرچہ شروع سورت سے پڑھے تو بعد آمین بسم اللہ پڑھے اور شروع سورت کے علاوہ کہیں سے کچھ آیتیں پڑھے تو بسم اللہ نہ کہے پھر اگر سفر کی حالت میں ہو چلنے میں جلدی ہو یا دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو اس وقت کوئی سی بھی سورت یا تین آیتیں چھوٹی یا دو یا ایک بڑی آیت پڑھے ہر اس رکعت میں کہ بھری پڑھی جاتی ہے اور اگر سفر میں کوئی جلدی یا خوف وغیرہ نہ ہو تو اس وقت فجر اور ظہر میں سورہ بروج یا اور اس کی برابر پڑھے اور عصر وعشاء میں اس سے کم جیسے والضحی وغیرہ پڑھے اور مغرب میں اس سے بھی کم جیسے والعصر وغیرہ پڑھے اور اگر سفر میں نہ ہو بلکہ مقیم ہو تو ضرورت کی حالت میں بقدر ضرورت پڑھے جیسے وقت جارہا ہو تو فاتحہ کے بعد چھوٹی صورت پڑھے بلکہ فقط تین آیتوں مثلاً یا ایھا المدثر قم فانذ ر وربک فکبر قناعت کرے یوہیں اگر جماعت میں کوئی مریض یا حاجت والا ہے کہ دیر میں اس کا کام خراب ہوگا یا اتنا بوڑھا ہے کہ طول قیام اس پر شاق ہوگا تو اس کی رعایت سے جہاں تک حاجت ہو تخفیف کرے اور اگر مقیم ہو اور کوئی ضرورت بھی نہ ہو تو اس وقت فجر اور ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں طوال مفصل میں سے کوئی سورت پوری پڑھے طوال مفصل سورہ حجرات سے لے کر سورہ بروج تک ہیں اور عصر اور عشاء میں دو پہلی رکعتوں میں ہر رکعت میں ایک ایک پوری سورت اوساط میں سے پڑھے اوساط بروج سے لے کر لم یکن تک ہیں اور مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں ایک ایک سورت قصار میں سے پڑھے قصار لم یکن سے لیکر والناس تک ہیں فجر کی پہلی رکعت میں دوسری سے زائد

پڑھے اس قدر کہ دونوں رکعتوں میں جو سورتیں پڑھیں ہیں ان کی کل مقدار کی دو تہائی پہلی میں اور ایک تہائی دوسری میں ہو اگر آیات برابر ہوں اسی حساب سے اور زاید تفاوت آیات میں پایا جائے تو باعتبار عدد حروف اور کلمات کے لگایا جائے دوسری نمازوں میں پہلی رکعت دوسرے پر نہ بڑھائے دوسری رکعت پہلی رکعت سے کسی نماز میں نہ بڑھائے یہاں تک کہ نفل میں بھی کیونکہ اگر تین آیت یا اس سے زیادہ دوسری پہلی سے بڑھ گئی تو نماز مکروہ ہوگئی اور فرضوں میں مکروہ ہے تنزیہا کہ ایک ہی سورت دونوں رکعتوں میں پڑھے یعنی جسے پہلے پڑھ چکا اسی کو دوسری میں پھر پڑھے لیکن اگر یہ حالت ہو کہ مثلاً پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھ لی تو اس وقت اسی کو لوٹانا مکروہ نہیں اور دو سورتوں کا آخر دونوں رکعتوں میں پڑھنا صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور اگر دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کا تھوڑا تھوڑا حصہ کچھ درمیان میں چھوڑ کر پڑھا تو اگر جو درمیان میں ہے وہ دو آیتیں یا اس سے زائد ہے تو مکروہ نہیں مگر نہ کرنا اولی ہے اور اگر کم ہے تو مکروہ ہے یہاں تک نفل میں بھی اور اگر ایک ہی رکعت میں ایک سورۃ کی دو جگہوں سے درمیان میں کچھ چھوڑ کر پڑھے تو بہر حال مکروہ ہے اگر بھولے سے ایسا ہو بھی جائے تو بھی پھر ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پڑھ لے اور دو سورتوں کے درمیان میں ایک سورت چھوٹی چھوڑ دینا اگرچہ دو رکعتوں میں ہو مکروہ ہے اور پیچھے سے اوپر کی طرف پڑھنا سخت مکروہ ہے اگرچہ نوافل میں مثلاً پہلے ناس پڑھے پھر فلق البتہ اگر پہلی رکعت میں ناس پڑھ کر قرآن شریف ختم کیا تو اب رکوع کرکے دوسری میں فاتحہ اور سورہ بقرہ کا کچھ حصہ پڑھے کہ یہ سنت ہے اکیلا نماز پڑھنے والا کسی نماز کی پہلی رکعت کو دوسری پر نہ بڑھائے تراویح میں تین بار اخلاص پڑھنا جب قرآن شریف ختم کرے تو اچھا ہے البتہ فرض نمازوں

میں ایسا نہ کرے فرض نمازوں میں قرات رک رک کر غنہ مد اظہار اخفا کی ساتھ کرے یہ طوال مفصل وغیرہ سورہ پڑھنا جیسے امام کے لئے مستحب ہیں ویسے ہی اکیلے نمازی کے لئے بھی ہیں اور بے ضرورت شرعی محض آرام نفس کی وجہ سے اگر امام یا منفرد کوئی بھی ان کو چھوڑے گا تو نماز مکروہ وخلاف سنت ہوگی جب پہلی رکعت میں سورت بھی پڑھ چکے تو اب امام زور سے اللہ اکبر اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے تکبیر جھکتے وقت شروع کرے اور جب رکوع میں پشت برابر ہو جب ختم کرے سورۃ کے ختم کے بعد فورا رکوع میں جائے دیر نہ کرے ہاں دم راست کرنے کا مضایقہ نہیں رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں خوب کھول کر ان سے دونوں گھٹنے مضبوط پکڑے اور ان پر زور دے بازو اور پنڈلیاں سیدھی رہیں نظر رکوع میں قدموں پر رہے دونوں پاؤں کے گٹے ملے رہیں پشت کو خوب سیدھا رکھے بالکل مسطح اور سر بھی پشت کی سیدھ میں رہے نہ نیچے کو گرا ہوا نہ اوپر کو اٹھا ہوا رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم آہستہ کہے یہ ادنی مرتبہ ہے اس کو مقتدی کی ناراضی کی وجہ سے نہ چھوڑے البتہ زائد میں مقتدیوں کا خیال رکھ کر پڑھے کہ زاید پڑھنا افضل ہے امام و ہر نمازی کو مگر طاق عدد پڑھے یعنی تین پانچ سات نو وغیرہ محض کسی کے نماز میں شامل ہونے کی نیت سے رکوع ہرگز طویل نہ کرے ہاں اگر کوئی نمازی آتا ہوا معلوم ہوا اور اس نے اسے پہچانا نہیں کہ اس کی مروت کا احتمال ہو تو دو ایک تسبیح بڑھا دینے کا مضایقہ نہیں اور اگر حالت ایسی ہو کہ وہ آکر ملا چاہتا ہے اور اگر یہ سر اٹھالے تو اس کو شبہہ ہوجائے گا کہ رکوع میں شریک ہوا یا نہیں تو ضرور اتنا خفیف وقفہ کرلے کہ وہ باطمینان شامل ہوجائے جب سبحان ربی العظیم پڑھ چکے تو اب امام سمع اللہ لمن حمدہ زور سے کہتا ہوا سر اٹھا کر

خوب سیدھے کھڑا ہوکر ہاتھ چھوڑ دے اور مقتدی ربنا لک الحمد آہستہ کہیں اور منفرد دونوں کہے پھر امام اللہ اکبر زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہتے ہوئے سجدہ میں جاویں تکبیر سجدہ کیلئے جھکتے وقت شروع اور جب سجدہ میں پہنچ جائے اس وقت ختم ہو سجدہ میں جاتے وقت ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے مگر بضرورت ضعف وغیرہ سجدہ کرتے وقت اول گھٹنے زمین پر رکھے بعد کو ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی ہاتھوں کی انگلیاں خوب بند کانوں کی لو کی برابر سیدھ میں ہوں اور بازو زمین سے اونچے رانوں سے الگ سیدھے قبلہ کو رہیں ناک پر اس قدر زور ہو کہ اس کی ہڈی بھی زمین پر ٹکے نہ یہ کہ صرف ناک کا سرا زمین پر ہو ناک ماتھا دونوں ہموار زمین پر ہوں زمین سے سے اٹھے ایک بھی نہ ہوں نظر سجدہ میں ناک کے دونوں طرفوں پر رہے دونوں پنڈلیاں رانوں سے علیحدہ رکھے انکو ملائے نہیں ناک دونوں ہتھیلی کے درمیان رہے تین بار آہستہ سبحان ربی الاعلی کہے امام اور ہر نمازی اور اگر مقتدیوں پر گرانی نہ ہو تو اس سے زائد بھی افضل ہے مگر طاق ہو تین بار کہنا مقتدیوں کی ناراضگی کی وجہ سے نہ چھوڑے جب سبحان ربی الاعلی کہے تو اب امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ناک پھر ہاتھ اٹھا کر گھٹنوں کے قریب رانوں پر رکھے اور اچھی طرح سیدھے بیٹھ جاویں اس میں بہت احتیاط چاہئے لوگ رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان میں نہ پورے سیدھے کھڑے ہوتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں نمازیں خراب کرتے ہیں ایسی نمازیں سو برس ہوں تو سب کا پھیرنا واجب ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے تو اصلا قبول نہیں اور ایک حدیث میں ہے اگر تو اسی حال پر مرا تو اندیشہ ہے کہ دین اسلام پر نہ مرے والعیاذ باللہ سجدہ میں انگلیاں ہاتھ اور پاؤں کی رو بقبلہ ہوں پاؤں کی

انگلیوں کا پیٹ زمین پر بچھنا واجب ہے یہاں تک کہ اگر پاؤں کی دسوں انگلیوں کی نوکیں زمین کو لگی ہیں اور پیٹ ایک کا بھی زمین پر نہ بچھا تو نماز ہی نہ ہوگی لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں سجدہ کے بعد اللہ اکبر امام باواز اور مقتدی آہستہ کہتا ہوا اس طرح بیٹھے کہ سیدھا پاؤں کھڑا رہے اور اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے پھر جب اچھی طرح بیٹھ لے اس کے بعد امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ مثل پہلے سجدہ کے کریں اور جب اٹھیں تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے پنجوں کے بل کھڑے ہوجاویں نہ بیٹھیں نہ ہاتھ زمین پر ٹیکیں مگر بضرورت ضعف وغیرہ پھر دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھیں البتہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ اور ہاتھ کانوں تک لیجانا یہ تین باتیں صرف پہلی رکعت میں ہیں جب دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ ہوچکے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھائیں اور جس طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھے تھے اسی وضع پر بیٹھ کر امام اور مقتدی دونوں آہستہ التحیات للہ الخ پڑھیں اس طرح نیت رکھیں کہ ہم اللہ کی سچی بزرگی بیان کرتے ہیں پھر حضور سرور عالم ﷺ پر سلام عرض کرتے ہیں پھر اللہ کے نیک بندوں اور ملائکہ کو سلام کرتے ہیں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور اقدس ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں بیٹھنے کے وقت نظر گود میں رہے جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں باقی دو انگلیاں بند کرلیں اور کلمے کی انگلی لا کہتے وقت اٹھاویں اور الا اللہ کہتے وقت گرائیں پھر سب انگلیاں فورا سیدھی کرلیں اور بیٹھنے میں بھی انگلیاں ہاتھوں کی نہ بہت بند کریں نہ کھلی رکھیں بلکہ جیسی ہیں اسی طرح رہنے دیں اب اگر دو رکعت

والی نماز ہے تو درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیردے اور اگر چار یا تین رکعت والی نماز ہے تو پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو اور دو رکعت یا ایک رکعت اور پڑھے اور ان باقی رکعتوں میں فرض نمازوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے سورت نہ پڑھے باقی مثل دوسری رکعت کے پڑھے جب سب رکعت پڑھ لے تو پھر آخر میں جو بیٹھے اس میں بعد التحیات مثل طریقہ سابق پڑھنے کے اللھم صلی علی سیدنا محمد الخ بہ الفاظ معلومہ اور اللھم بارک الخ بالفاظ معلومہ پڑھے اور کوئی دعا جو ماثور ہو پڑھے مثلاً اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنہ وفی الاخرۃ حسنہ وقنا عذاب النار اور یہ جو اللھم اغفرلی الخ پڑھتے ہیں اس میں بھی کچھ حرج نہیں پھر امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے السلام علیکم ورحمہ اللہ کہتے ہوئے پہلے سیدھی طرف منہ پھیریں نظر اس وقت داہنے شانے پر ہو پھر بائیں طرف اور اس میں نظر بائیں شانے پر ہو سلام میں امام نیت مقتدیوں اور ملائک کی کرے اور مقتدی امام کے لئے یہی کریں امام دوسرا سلام پہلے سے بہت آہستہ آواز میں کرے پھر اگر امام چاہے تو داہنے یا بائیں طرف پھر کر بیٹھ جائے یا اٹھ کھڑا ہو یا اگر کوئی اس کے مقابل نماز نہ پڑھتا ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھ جائے بہر حال بعد سلام اسی طرح رو بقبلہ نہ بیٹھا رہے کہ یہ امام کو ہر نماز میں مکروہ ہے پھر جس نماز کے بعد سنت نہ ہو دعاء طویل کا مضایقہ نہیں نہ اتنی طویل کہ مقتدیوں پر شاق ہو اور اگر انکے بعد سنت ہو تو دعا طویل نہ کرے خفیف دعا مثلاً اتنی اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام کہہ کر سنت پڑھنے کو کھڑا ہوجائے اللہ اکبر کا الف ہرگز نہ بڑھائے کہ اللہ کو آللہ یا اکبر کو اکبار کرے نہ سبحان ربی العظیم میں عظیم کو عزیم پڑھے بلکہ اگر عظیم نہ نکلے تو کریم کرے ان باتوں

کا بہت سخت خیال رکھے نماز جمعہ میں قرات مسنونہ بعد الحمد پڑھنے کے سورہ اعلیٰ اور غاشیہ یا جمعہ اور منافقون ہے باقی اور نماز جیسے طریقہ لکھا گیا ویسے ہی پڑھے یہ سورتیں جو جمعہ میں لکھی گئی ہیں ہمیشہ پڑھنے کی ان کی بھی عادت نہ ڈالے بلکہ کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لیا کریں تاکہ لوگوں کو ان کے واجب ہونے کا شبہ نہ ہو جو ظہر میں سورتیں پڑھی جاتی ہیں وہ جمعہ میں بھی سنت ہیں یہ طریقہ جو فرائض اور جمعہ کی نماز کا لکھا طریقہ مستحب ہے اور عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر تحریمہ زور سے اور مقتدی آہستہ سے کہیں اور امام اور مقتدی آہستہ سے سبحانک اللھم پڑھیں اس کے بعد دونوں ہاتھ کانوں کی لو سے ملا کر امام زور سے اور مقتدی آہستہ اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر اسی طرح دوسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں پھر اسی طرح تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور امام اعوذ باللہ بسم اللہ آہستہ پڑھ کر الحمد زور سے پڑھے پھر سورہ اعلیٰ دوسری رکعت میں غاشیہ پڑھنا سنت ہے مگر ہمیشہ انہیں کو نہ پڑھا کرے دوسری رکعت میں قرات کرنے کے بعد اسی طرح تین تکبیریں کہے اور تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھے معاً رکوع کے لئے چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے رکوع کی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائے اور یہ جو چھ تکبیرات گذری ہیں ان کی ہر ایک کے درمیان میں تین بار سبحان اللہ کی مقدار چپ رہے اور اگر مجمع کثیر ہو کہ اتنا فاصلہ کفایت نہ کرے گا اور تکبیریں لوگوں پر مختلط ہو جائیں گی تو حسب حاجت زیادہ دیر سکوت کرے باقی ترکیب وہ ہی ہے جو پہلے گذری اور رمضان شریف میں جب وتر باجماعت پڑھے جاویں تو ان میں بعد فاتحہ پہلی رکعت میں اعلی یا انا انزلنا اور دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص مسنون ہے مگر ان کو بھی ہمیشہ نہ پڑھا کرے وتر میں بھی دوسری

رکعت کے بعد التحیات پڑھی جاتی ہے اور تیسری رکعت میں بعد ختم سورۃ کے مقتدی آہستہ اور امام زور سے اللہ اکبر ہاتھ کانوں کی لو سے ملا کر کہیں اور ہاتھ باندھ کر امام اور مقتدی دونوں دعائے قنوت پڑھیں باقی نماز بدستور مذکور پڑھیں تراویح رمضان المبارک میں ہر رات میں بیس رکعت دس سلاموں سے پڑھیں اور ہر چار رکعت کے بعد . بمقدار چار رکعت کے انتظار کریں اسی طرح اخیر والی چار رکعتوں اور وتر کے درمیان میں اگر مقتدیوں پر زیادہ ٹھہرنا گراں ہو تو تھوڑا ٹھہریں اور قرآن مجید کل ایکبار تراویح میں ختم کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے یہ نہ چھوڑے مگر ہر رکعت میں اتنا پڑھے جتنا لوگوں پر گراں نہ ہو بعد ختم سورہ ناس کے رکوع کرکے دوسری میں بعد فاتحہ سورہ بقر کا کچھ حصہ پڑھے کہ سنت ہے اور قل ھو اللہ جو تراویح میں تین بار پڑھی جاتی ہے اس میں بھی مضایقہ نہیں ہے اور بسم اللہ بھی آواز سے ایک بار کہیں پڑھ لے کہ اس کی اصل علماء کے کلام میں موجود وہابیوں کا قول معتبر نہیں مقتدی کسی نماز میں الحمد یا سورت زور سے یا آہستہ کسی طرح سے نہیں پڑھے گا البتہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ الخ اور آمین اور تکبیرات تحریمہ اور انتقالیہ اور ربنا لک الحمد اور تسبیحات رکوع وسجدہ اور التحیات اور درود اور دعائے قنوت اور سلام آخری وغیرہ سب آہستہ پڑھے گا تراویح میں قرآن مجید نہ بہت تیز پڑھے نہ بہت رک رک کر درمیانی طریقہ رکھے مدوشد وغنہ واظہار واخفا وغیرہا قواعد تجوید کا لحاظ رکھے حروف سب صاف صاف اپنے مخرج اصلی پر نکلیں یہ جو لوگ گڑبڑ سڑبڑ پڑھتے چلے جاتے ہیں جس میں حروف صاف نکلنا درکنار سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ کوئی حرف نکلا بھی ایک آواز نکلتے معلوم ہوتی ہے یہ لوگ سخت گنہگار ہوتے ہیں اور اگر حروف غلط ادا ہوئے تو نماز ہی گئی بعض مقتدی جب امام پہلی

رکعت کا رکوع کرنے کو ہوتا ہے جب شامل ہوتے ہیں ایسا نہ چاہئے کہ اس سے ایک قرآن مجید کا پورا تراویح میں سن لینا جو سنت ہے جاتا رہتا ہے اکیلا نماز پڑھنے والا سب باتوں میں مثل امام کے ہے البتہ قرات جن نمازوں میں زور سے ہوتی ہے ان میں امام پر واجب اور اس کے لئے صرف افضل ہے اور جب یہ قرات زور سے کرے تکبیر بھی زور سے ہی کہے گا کسی صورت کو کسی نماز کے لئے معین کرلینا مکروہ ہے۔ یہ جو امام سے پہلے لوگ رکوع سجدہ وغیرہ میں چلے جاتے یا اٹھ کھڑے ہوتے ہیں امام نے اللہ اکبر کہا اور ابھی رکوع یا سجدہ میں نہیں جاپایا کہ مقتدی چلے گئے یا اس نے ابھی سر نہ اٹھایا کہ انہوں نے اٹھالیا ایسا کرنا حرام ہے جب امام اٹھے جب اٹھیں جب امام جائے جب جائیں کھڑے جب ہوں تو زور دونوں پاؤں پر دیں نہ یہ کہ ایک ہی پاؤں پر زور ہو اور دوسرے پر بالکل نہ ہو جیسا کہ بعض لوگ ایک پاؤں ٹیڑھا کرلیتے ہیں ایک سیدھا رکھتے ہیں ایسا نہ کریں۔ ہاں تھوڑی دیر ایک پاؤں پر زور زائد ہو پھر دوسرے پر یہ سنت ہے اور اس سے طول قیام پر مدد ملتی ہے۔

ضمیمہ عورتوں کی نماز پڑھنے کے طریقے کے بیان میں

عورت اور مرد کی نماز کا طریقہ یکساں ہے صرف چند باتوں میں عورت اور مرد کی نماز پڑھنے میں فرق ہے۔ جو یہ ہیں۔ عورت نماز کی نیت باندھتے وقت دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے گی کہ ان کی انگلیوں کے سرے مونڈھوں تک پہنچیں پھر داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھ لے رکوع میں صرف اتنا جھکے کہ انگلیوں کے پورے زانو تک پہنچ جائیں رکوع میں ہاتھ کی انگلیاں پھیلائے نہیں بلکہ بند کرکے یعنی ملا کر ہاتھ گھٹنوں پر رکھ

لے گھٹنے بھی رکوع میں کسی قدر جھکالے۔ اور رکوع اور سجدہ دونوں میں گھٹنے ایک دوسرے سے ملا لے سجدہ جھکی ہوئی پست حالت میں کرے بازو کلائیوں سے ملاکر کلائیاں زمین سے ملی رکھے پیٹ رانوں سے ملا ہوا اور رانوں سے پنڈلیاں اور پنڈلیاں زمین سے ملی رہیں تشہد پڑھنے اور دو سجدوں کے درمیان جب بیٹھے تو اس طرح کہ بائیں سرین پر تو بیٹھے اور بائیں پیر کو داہنی سرین کے نیچے سے داہنی طرف نکال لے اور داہنا پیر بھی اسی طرف نکال لے سجدے میں پیروں کی انگلیاں جیسے مرد رو بقبلہ کھڑی رکھتے ہیں عورت نہ کھڑی رکھے جن نمازوں میں قرات زور سے کی جاتی ہے عورت انہیں بھی آہستہ کرے اور اس کو نماز میں آستین سے ہاتھ بھی نہیں نکالنا چاہئے۔

فصل سوم ان اماموں کے بیان میں جن کا امام ہونا اولیٰ و بہتر ہے

احق بالامامہ وہ شخص ہے جو طہارت ونماز کے مسائل زیادہ جانتا ہو اب اگر ایسے کئی شخص موجود ہوں جو اس علم میں مساوی ہوں تو ان میں وہ شخص زیادہ حقدار امامت کرانے کا ہے جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو تجوید سے واقف ہو قرآن مجید کے الفاظ کے مخارج اور اس کی اوقاف وغیرہ سے زیادہ واقف ہو اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو ان میں اولی وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو ان میں اولی وہ ہے جو اسلام میں زیادہ عمر گزار چکا ہے اب اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو جو ان میں زیادہ حیا دار حلم والا زیادہ اچھا خلق والا ہو اب اگر ایسے بھی کئی شخص ہوں تو ان میں اولی زیادہ تہجد گزار ہے اور مطلب اس قول کا یہ ہے کہ زیادہ خوبصورت چہرے والا اولی ہے اور چونکہ تہجد گزاری سے خوبصورتی چہرے کی بڑھتی ہے

اسی وجہ سے خوبصورت چہرے والے کو بعض علماء نے زیادہ تہجد پڑھنے والے سے تفسیر کیا یہاں سے فضیلت تہجد پڑھنے کی معلوم کرنا چاہئے۔ اور اگر ایسے بھی کئی ہوں تو زیادہ شریف النفس اولیٰ ہے اور اگر ایسے بھی کئی ہوں تو زیادہ خوش آواز اولیٰ ہے پھر اچھی بیوی والا اولی ہے یہاں سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہر کسی سے اپنی زوجہ کے اوصاف بیان کئے جاویں۔ بلکہ یہ عزیزوں وغیرہ ایسے شخصوں کے لئے ہے جو بے بتائے واقف ہوتے ہیں اور یہ اس لئے کہ زوجہ کا حسینہ ہونا مرد کے لئے عفت وپارسائی میں زیادہ کا باعث ہے اس کی نظر پریشان نہیں ہوتی اب اگر ایسے بھی کئی لوگ ہوں تو ان میں اولی زیادہ مالدار ہے۔ پھر ایسے بھی کئی ہوں تو زیادہ صاف کپڑوں والا ہے پھر وہ اولی ہے جو بڑے سروالا ہے مگر یہ جب کہ اور اعضا بھی سر کے مناسب ہی ہوں پھر مقیم مسافر سے اولیٰ ہے اور اصلی آزاد اس سے جو پہلے غلام تھا اب آزاد ہوا اولیٰ ہے اور حدث سے تیمم کرنے والا جنابت سے تیمم کرنے والے سے اولیٰ ہے اور بعض کے نزدیک جنابت سے تیمم والا حدث سے تیمم والے سے اولی ہے اور اگر صفات اولویت کئی میں برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے گا یا قوم کو اختیار ہوگا جس کو چاہئے امام بنالیں اگر قوم میں بھی اختلاف پڑے تو جس کی طرف زائد اشخاص ہوں اس کا اعتبار ہوگا غیر اولی کو امام بنالینا اگرچہ اچھا نہیں مگر گناہ نہیں گھر کا مالک جب اس کے گھر نماز ہو اور سلطان اور قاضی بھی وہاں موجود نہ ہوں اور اس میں کوئی سبب کراہت کا بھی نہ ہو تو وہی اولی بالامامت ہے اگرچہ اور دوسرے لوگ اعلم اور اقراء ہوں اسی طرح ہمیشہ کا امام جو نماز پڑھاتا ہو وہ بھی اوروں سے اولی ہے اور جس نے مکان عاریتاً لیا یا کرایہ جب مکان پر امامت ہو مالک مکان سے وہ ہی امام ہونے کے لئے اولیٰ ہے مالک مکان اس سے اولی نہیں اگر ایک شخص اقراء ہو زیادہ

اچھا قرآن مجید پڑھے اور دوسرا شخص پرہیز گار زیادہ ہو اور علم میں دونوں برابر ہوں یا ایک پرہیزگار ہو اور دوسرا اسلام میں زیادہ عمر گذار چکا ہو تو پہلی صورت میں اقراء اولیٰ اور دوسرے میں اورع اولی ہے اور متوضی اور غاسل متیمم سے اولی ہے اگر کئی صفات مختلفہ ایک دوسرے میں ہوں تو وہ اولی ہے جس کی صفات کا مرتبہ ترتیب مذکورہ بالا میں اولی ہے۔

فصل چہارم ان اماموں کے بیان میں جنکی امامت سے نماز صرف بلا کراہت صحیح ہے

صاحب عذر دایم دوسرے صاحب عذر کا امام ہوسکتا ہے جبکہ دونوں کے عذر ایک ہوں اور مقتدی سے زائد امام میں کوئی اور عذر نہ ہو ہاں مقتدی میں امام سے زائد اور عذر بھی ہو تو حرج نہیں مثلاً وہ شخص جس کو پیشاب کا قطرہ ہروقت آتا رہتا ہے وہ ایسے ہی دوسرے شخص کا امام ہوسکتا ہے اور اس کا نہیں ہوسکتا جس کے زخم سے خون یا پھوڑے سے پیپ بہتا رہتا ہے یوہیں جسے ریح خارج ہوتے رہنے کا عارضہ ہے پیشاب یا خون وغیرہ بہنے والے کا امام نہیں ہوسکتا کہ ان کے عذر مختلف ہیں اور یہ لوگ بدرجہ اولیٰ ریح والے کی امامت نہیں کرسکتے کہ اختلاف عذر کے سوا ان کے ساتھ حدث ونجاست دونوں میں اور ریح والے کے ساتھ فقط حدث ہی اسی طرح جس کو پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے وہ اس شخص کا امام ہوسکتا ہے جس کو پیشاب کا قطرہ ہروقت آنے اور خون ہروقت نکلنے دونوں کا مرض ہے اور یہ اس کی امامت نہیں کرسکتا کہ اس کے ساتھ ایک عذر اس سے زیادہ ہے موزوں پر مسح کرنے والا اس شخص کا امام ہوسکتا ہے جس نے پاؤں دھوئے

ہیں-اسی طرح پٹی زخم پر باندھے ہے اور اس پر مسح کرتا ہے زخم کھول کر نہیں دھو سکتا وہ اس شخص کی امامت کرسکتا ہے جس کو مرض نہیں- یا جو مسح نہیں کرتا- فصد کھلی اور خون بند ہوگیا تو دوسرے لوگوں کی امامت کرسکتا ہے- ایک ہی جانور پر دو شخص سوار ہیں ہر ایک کا دوسرے کو امامت کرنا جائز ہے اگر مقتدی اور امام کے درمیان میں فقط دیوار یا اور کوئی دیوار کی سی چیز ہے تو نماز صحیح ہوگی دو شرط سے ایک یہ کہ امام کے رکوع سجدے وغیرہ کا حال مقتدی اچھی طرح جان سکے خواہ دیکھنے سے مثلاً دیوار میں کوئی چھوٹی کھڑکی یا جالی ہو یا دیوار ملحق ہو خواہ سننے سے کہ امام کی تکبیرات انتقال کی آواز بے تکلف آتی ہو جس سے اشتباہ نہ واقع ہو دوسرے یہ کہ مکان دونوں کا ایک ہو جیسے مثلاً مسجد میں دونوں ہوں اور وہاں یہ دیوار ہو یا کسی کمرہ یا مکان کے حجرہ میں دونوں ہوں اور وہاں یہ دیوار ہو اگر مکان ایک نہ ہو مثلاً جنگل میں ہوں اور بیچ میں دو صفوں یا زیادہ کا فاصلہ چھوٹا ہوا ہے یا بیچ میں راستہ ہے جس میں گاڑی چل سکے یا نہر ہے جس میں کوئی چھوٹی سی کشتی رواں ہوسکے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی مگر یہ کہ صفیں آس پاس ملتی چلی آئی ہوں یوہیں اگر امام کا حال مقتدی کو اچھی طرح نہ معلوم ہوسکے جب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی اگرچہ دونوں ایک مکان میں ہوں اشارہ سے نماز پڑھنے والا دوسرے اشارے سے ہی نماز پڑھنے والے کا امام ہوسکتا ہے وہ بھی جبکہ امام کی حالت مقتدی سے بدتر نہ ہو تو جو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے وہ اس کا امام نہیں ہوسکتا جو بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر اشارہ سے پڑھتا ہے ہاں یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے امام ہوسکتے ہیں کہ اشارہ سے پڑھنے والے کا قیام وقعود یکساں ہے اسے قصداً بیٹھ کر پڑھنا بھی روا ہے اگرچہ قیام کرسکتا ہو بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والوں کا امام ہوسکتا ہے جبکہ اگر

مقتدی رکوع و سجود کرتا ہو تو امام بھی رکوع و سجدہ اشارے سے نہ کرے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا اولی بالامامہ ہے- لنگڑا بھی صحیح آدمیوں کا امام ہوسکتا ہے مگر اولی بالامامہ صحیح ہی ہے- فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کا امام ہوسکتا ہے- مقیم اور مسافر دونوں ادا نماز میں ایک دوسرے کے امام ہوسکتے ہیں- مرد کو عورت کا امام ہونا جائز ہے جب کہ خلوت نہ ہو- یعنی مسجد ہو یا کوئی مرد اور بھی ہو یا جماعت میں امام کے محرم عورت موجود ہو عورت کی اقتداء اسی وقت صحیح ہوگی کہ مرد نے اس کی امامت کی نیت کرلی ہو- البتہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں عورتوں کی نماز مرد کے پیچھے صحیح ہوگی خواہ امام نے نیت کی یا نہیں سمجھ وال لڑکا کہ نماز وامامت جانتا ہو اور لڑکوں کا امام ہوسکتا ہے- امی یعنی وہ شخص جو ایک آیت بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو وہ دوسرے ایسے ہی لوگوں کی امامت کرسکتا ہے جب کہ کوئی قاری (یعنی وہ شخص جو کم از کم ایک آیت صحیح پڑھ سکتا ہو) وہاں ایسا نہ موجود ہو جس کی خواہش اسی امی والی نماز کو باجماعت پڑھنے کی ظاہر ہوچکی ہو اگر موجود ہو تو امی کی امامت سے نماز نہ ہوگی امام کے بدن یا کپڑے پر ڈھکی ہوئی تصویریں ہیں یا ایسی انگوٹھی پہنے ہے جس پر چھوٹی سی تصویر بنی ہے کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہوکر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو- یا اس کے پاس سکے ہیں جن پر تصویریں بنی ہیں- ایسے امام کی امامت بھی جائز ہے- دیہاتی لوگ اور غلام اور ولدالزنا اگر عالم ہوں تو ان کی امامت بھی صحیح بلا کراہت ہے بلکہ اگر اعلم قوم ہوں تو وہ ہی اولی بالامامت ہیں- شافعی، مالکی، حنبلی کا امام ہونا بلا کراہت جائز ہے جبکہ وہ مقتدی کے مذہب کے فرائض نماز اور مفسدات وضو کی رعایت رکھیں مثلاً فصد سے خون نکلے تو وضو کرلیں- تیمم کیا ہوا وضو کرنے والے شخص کا امام ہوسکتا ہے- اسی طرح جنابت سے تیمم کرنے والا

غسل کرنے والے کا امام ہوسکتا ہے۔ مگر پانی سے طہارت کرنے والا اولی ہے۔ کبڑے آدمی کی امامت سے نماز صحیح ہوگی۔ اگرچہ اس کی کمر اتنی جھکی ہو جتنی رکوع میں جھکائی جاتی ہے۔ مگر اولی یہ ہی ہے کہ اچھا سیدھا آدمی امام ہو۔ جس سے حروف دیر میں نکلیں۔ مگر ہوں صحیح اور کوئی حرف مکرر بھی نہ نکلے ایسے شخص کی امامت بے کراہت جائز ہے اور اس کا غیر اولی ہے۔ الثغ کی امامت دوسرے الثغ ہی کے لئے جائز ہے جبکہ وہاں کوئی قاری صحیح پڑھنے والا ایسا نہ ہو جس کی خواہش اسی الثغ والی نماز کو باجماعت پڑھنے کی ظاہر ہوچکی ہو۔ اور یہ الثغ اپنی سی کوشش صحیح لفظ نکالنے میں ہر وقت کرتا رہتا ہو۔ اور کچھ قرآن مجید اگر صحیح پڑھ سکتا ہو یعنی ان آیات میں وہ حرف نہ ہو جو اس سے ادا نہیں ہوسکتا تو اس پر فرض ہے کہ اسی کو پڑھے۔ اور اس وقت وہ الثغ کے حکم میں نہ ہوگا۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی حرف کو مکرر کہتا ہو۔ الثغ یہ ہے کہ بعض حروف مثلاً راء مہملہ کو غین کہے۔ یا سین کو ثاء یا زاء کو ذال پڑھے یعنی بعض حروف کے صحیح اپنے اصلی مخرج پر نکالنے کی قدرت نہ رکھے۔ پھر ظاہر یہ ہے کہ ایک الثغ دوسرے کا امام اسی حالت میں ہوسکتا ہے کہ ان کی غلطی متحد ہو یعنی جن حروف پر امام قادر نہیں ان پر مقتدی بھی قادر نہیں ورنہ ظاہرا امامت صحیح نہ ہونی چاہئے مثلاً جو صاد کو سین پڑھے وہ اس کی امامت نہیں کرسکتا جو ذال کو زے پڑھے وبالعکس اور محشیان درمختار علامہ حلبی وشامی کے خیال میں ظاہر یہ ہے کہ ایک حرف میں بھی ان کی غلطی ایک سی ہونی چاہئے مثلاً وہ الثغ کہ راء مہملہ کو غین منقطع پڑھتا ھے۔ ایسے ہی دوسرے الثغ کا امام ہوسکتا ہے نہ اس کا جو راء مہملہ کو لام پڑھتا ہے۔ اور جو راء مہملہ کو لام پڑھتا ہے۔ وہ راء مہملہ کو عین مہملہ پڑھنے والے کا امام نہیں ہوسکتا اور اس میں بہت تامل ہے۔ واللہ

تعالی اعلم وبیانہ فی جد الممتار تعلیقات رد المختار للعلامہ البریلوی۔ حرف نکلے صحیح مگر صاف طور سے نہ نکلے تو اس کا امام ہونا ہر کسی کے لئے صحیح ہے اور اس کا غیر اولی ہے۔

فصل پنجم ان اماموں کے بیان میں جنکی امامت سے نماز مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہوتی ہے

ہرفاسق معلن (یعنی جو کھلم کھلا گناہ کبیرہ کرتا ہو جیسے نماز نہ پڑھے یا سود کھائے یا داڑھی منڈائے۔ یا اور کوئی گناہ کبیرہ کرے یا صغیرہ کو بار بار کرے اس کی عادت کرے) کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اس کا لوٹانا واجب ہے یہ ہی حکم ہے ہر اس نماز کا جو مع کراہت تحریمیہ پڑھی جائے اور اس فاسق کے پیچھے جو چھپے چرے گناہ کرتا ہو نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح وہ بدعقیدہ جس کے عقائد کفروشرک کو نہ پہونچے ہوں نہ وہ کسی ایسی بات کا منکر ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہوچکی ہے کہ یہ ان کا رفقہاء کے نزدیک کفر منکر کافر ہے۔ اور نہ کسی ضروریات دین کا منکر ہو کہ یہ انکار متکلمین کے نزدیک بھی کفر منکر کافر ہے جب اس بدمذہب میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں جیسے تفضیلہ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ جن صورتوں میں کراہت تنزیہی کا حکم ہے وہ جب ہے کہ کوئی اچھا امام جو ان کراہت والوں سے بہتر ہو موجود ہو یا کوئی ان میں اس وجہ کراہت کو فی الفور ترک کرسکتا ہو جیسے فاسق کہ ابھی توبہ کرسکتا ہے ورنہ جب سب ایک ہی طرح کے ہیں اور ازالہ وجہ فی الحال پر قادر نہیں مثلاً سب جاہل یا گنوار ہیں تو پھر کچھ کراہت نہیں البتہ جہاں کراہت تحریم ہوجائے گی تو پھر نماز کو لوٹانا نیک وبد سب پر ضروری ہوگا۔ جب بدمذہب یا فاسق معلن کے علاوہ کوئی امام

صالح نہ ملے تو نماز اکیلے اکیلے پڑھ لیں ہاں اگر سب بدمذہب یا فاسق معلن ہی ہوں تو وہ جماعت کرسکتے ہیں مگر بے توبہ وبال سے نہ چھوٹیں گے۔ جب جمعہ میں کوئی دوسرا امام نیک سوا فاسق معلن یا مبتدع غیرکافر کے نہ ملے تو جمعہ پڑھ کر ظہر لوٹالیں اسی طرح اگر فساق اور مبتدعین کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور لوٹالیں فان الفتنہ اکبر من القتل۔اسی طرح وہ وہابیہ جو خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہی جانیں۔ وقوع نہ مانیں ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے۔ اس سے بہت بچنا چاہئے۔ اس زمانہ کے بہت سے مولوی صورت یہی عقیدہ رکھتے ہیں ان سے بچیں۔ اسی طرح غلام۔ اور ولدالزنا اور دیہاتی لوگ اگر یہ سب عالم نہ ہوں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی اندھے کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے لیکن اندھے کے پیچھے بعض صرف غیر اولیٰ بتاتے ہیں۔ مرد کو عورتوں کی امامت کرنا جب کہ خلوت ہو اور وہاں نہ کوئی اور مرد ہو نہ امام کی محرم کوئی عورت ہو تو مکروہ تحریمی ہے کہ بیگانہ عورت سے خلوت حرام ہے ایک ہوں یا کئی۔ مفضلہ جو مولیٰ کرم اللہ وجہہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل جانتے ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے یوہیں مفسقہ جو امیر معاویہؓ یا عمر وبن عاص ابوسفیان یا ہندہ یا مغیرہ بن شعبہ یا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا ان کے مانند کسی صحابی کی تفسیق کرتے ہیں وہ بھی مبتدع ہیں اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی غیر مقلدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جو بار بار کھکارے یا جگہ بے جگہ پڑھتے پڑھتے رک جائے اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر رکنا تین بار سبحان اللہ کہنے کے قدر ہو تو تحریمی اور اس سے کم ہو تو تنزیہی۔ جس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے لوگ بوجہ کسی شرعی وجہ کے ناراض ہوں مثلاً وہ امام احق بالامامہ نہ ہو یا اس میں کوئی

کراہت کی وجہ پائی جاتی ہو۔ تو ایسے شخص کو امام بننا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر امام بنا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں اگر محض حسد کی وجہ سے اس سے ناراض ہوں تو اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوگی نہ یہ گنہگار ہوگا بلکہ وہ لوگ خود گنہگار ہوں گے ننگے آدمیوں کو جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پڑھیں بھی جب بھی امام آگے نہ کھڑا ہو بیچ میں رہے۔ اور اگر اکیلے اکیلے پڑھیں جب بھی بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھیں اسی طرح عورتوں کا جماعت سے عورت کو امام بناکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کریں تو امام عورت بیچ میں رہے۔ عورتوں کو جمعہ یا عیدین یا کسی نماز کے لئے جماعت میں شریک ہونے کے لئے مساجد وغیرہ میں آنا مکروہ تحریمی ہے۔ امام کا قرات مسنونہ سے زائد پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ مقتدیوں پر گراں گزرنے کا احتمال ہو اور گراں گزرے تو مکروہ تحریمی قرات جو فرض ہے اور جس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں اس کے مقدار ایک آیت ہے۔ اور جو واجب ہے جس کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے وہ سورہ فاتحہ اور کوئی سی سورت یا تین آیتیں چھوٹی۔ یا ایک آیت یا دو آیت بڑی کہ تین آیتوں کی برابر ہوں ہے اور قرات مسنونہ وہ ہی طوال مفصل وغیرہا ہیں جو فصل دوم میں بالتفصیل مذکور ہیں اس قرات کے نہ پڑھنے سے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ جو امام داڑھی منڈا ہو یا تھوڑی چھوڑ کر ایک مٹھی بھر لمبائی سے کم داڑھی رکھتا باقی کٹاتا ہو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بیوقوف مفلوج یعنی جس کے فالج گرا ہو۔ کوڑھی' برص والا۔ ایک ہاتھ والا وہ شخص جس کا آلہ تناسل کٹا ہو ان سب کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ سود خوار' شرابی' رنڈی باز' لترا' فریبی سب فساق ہیں ان کا وہی حکم ہے جو فاسق کا۔ خوبصورت نوجوان لڑکا جس کے داڑھی نہ نکلی ہو مونچھیں نکلتی آتی ہوں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ

لڑکا کہ جس کے داڑھی نکلنے کا زمانہ گزر گیا اور ابھی پوری داڑھی نہیں نکلی کچھ بال نکل آئے تو اس کے پیچھے نماز بے کراہت جائز ہے مگر ایسا حسین ہو کہ اس حال پر بھی محل فتنہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے۔ جن صورتوں میں کراہت تنزیہی ہے۔وہاں اگر کوئی اور امام نہ ملے۔ تو نماز جماعت سے اسی امام کے پیچھے پڑھیں یہ ہی اولی ہے جو شخص مکروہات نماز میں کسی بات کے ساتھ نماز پڑھائے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہوگی جیسے نماز میں رومال یا چادر یا رضائی وغیرہ کے دونوں آنچل لٹکا دینا یا کسی کپڑے کا سر پر ڈالنا اور گردن پر لپیٹے بغیر شانوں پر لٹکا دینا یا قبا کرتے اچکن وغیرہ میں آستین میں ہاتھ نہ ڈالنا۔ یا سجدہ وغیرہ کرتے وقت کپڑوں کو ہاتھوں سے اٹھانا کہ مٹی نہ لگے۔ یا اپنے کپڑے' یا بدن کو بلا حاجت چھونا۔ چھیڑنا ان سے کھیل کرنا کہ یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔ یا نماز میلے کچلے یا ذلیل کپڑوں سے پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر اس کے پاس اور کپڑے اچھے ہوں۔ یا نماز میں روپیہ پیسہ کوئی ایسی چیز منھ میں رکھ لینا کہ اس کی وجہ سے مسنون قرات نہ کرسکے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی بلکہ بد ہے اور اگر قدر واجب سے منع کرے تو مکروہ تحریمی اور اگر سرے سے کچھ ہی نہ پڑھ سکے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ یا کاہلی اور سستی سے کھلے سر نماز پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں تواضع وتذلل کی نیت سے ہو تو اچھا ہے۔ اور معاذ اللہ نماز کو ہلکا اور کم قدر سمجھ کر ہو تو کفر ہے اور کسی عذر سے ہو تو مباح ہے یا پیشاب پاخانہ یا ریح کی ضرورت میں نماز پڑھنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے جب کہ روکنے کی حاجت پڑے اور ایسا نہیں صرف ایک خفیف حاجت ہے تو مکروہ تنزیہی اور جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں اطمینان نہ ہوسکے تو اگر وقت نہ جاتا ہو نماز توڑ دینا واجب ہے بعد فراغت کے نماز پڑھے یا کنکریاں الٹنا پلٹنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر

سجدہ بطور مسنون نہ کرسکے تو ایک بار ہٹادے۔ مگر نہ ہٹانا پھر بھی اولی ہے۔ اگر سجدہ بطور واجب نہ ہوسکتا ہو تو آپ ہی ہٹانا ضروری ہے۔ اگرچہ ایک بار سے زائد کی حاجت ہو یا انگلیاں چٹخانا۔ یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا کہ یہ بھی نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ یا نماز میں منہ داہنے بائیں پھیرنا کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے یا بے ضرورت صرف آنکھ پھیر کر ادھر ادھر دیکھنا کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ تحریمی ہے کہ اس پر وعید شدید وارد ہے۔ یا قصدا نماز میں جماہی لینا کہ یہ بھی عبث ہے اور ہر عبث مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خود بخود جماہی آئے تو حتی الامکان ہونٹ بند کرکے روکے اور نہ رکے تو قیام میں دہنا ہاتھ اور اس کے غیر میں بایاں ہاتھ اسی طرف سے رکھ لے اور آواز ہرگز نہ نکالے جماہی کے ان آداب کا بیرون نماز بھی لحاظ رکھے یا آنکھیں بند کرنا کہ یہ بھی بلا حاجت مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر بے اس کی خشوع پورا نہ ہو تو مضایقہ نہیں بلکہ اولی ہے۔ یا امام کا محراب میں یا در میں کھڑا ہونا۔کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر مسجد تنگ ہو اور آدمی زیادہ ہوں۔ یا امام کے ہمراہ اور کچھ مقتدی بھی اسی محراب میں ہوں تو مکروہ نہیں۔ اور در میں مقتدیوں کا کھڑا ہونا تو مکروہ تحریمی ہے جبکہ بے ضرورت ہو جیسا کہ گزرا یا ایسا کپڑا سارے بدن سے لپیٹنا جس میں ہاتھ نکالنے کی بھی جگہ نہ ہو کہ یہ بھی مکروہ ہے۔ اور علامہ شامی نے فرمایا کہ ظاہرا مکروہ تحریمی ہے۔ یا عمامہ وغیرہ اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہ جائے کہ ایسے عمامہ سے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ یا منہ یا ناک ڈھک لے اور نماز پڑھے کہ یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور ہر وہ کام جس کے کرنے کی وجہ سے دور سے دیکھنے والا جسے پہلے سے اس کا نماز میں ہونا معلوم نہیں اس کی نسبت شک وتردد کرے کہ یہ نماز میں ہے یا فارغ از

نماز ہے ہر ایسا کام نماز میں کرنا مکروہ ہے (یہ تعریف عمل قلیل کی ہے) یا کسی سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کو چھوڑ دینا کہ پہلی کا چھوڑ دینا قریب بہ مکروہ تحریمی اور دوسری کا مکروہ تنزیہی ہے۔ یا مثلاً جلد جلد نماز پڑھنا کہ جس میں ارکان اچھی طرح ادا نہ ہو پائیں رکوع سے پوری طرح کھڑے نہ ہوپائے تھے کہ سجدہ میں چلے گئے۔ یا ایک سجدہ کرکے اچھی طرح سیدھے بیٹھے نہ تھے کہ دوسرا سجدہ کرلیا کہ یہ سب مکروہ تحریمی ہے اور نماز کا لوٹانا واجب اور ایک بار ایسا کرنے والا گناہ گار مستحق عذاب اور اس کی عادت والا صریح فاسق سخت عذاب شدید کا سزاوار، عوام اس مسئلہ سے بہت بے خبر ہیں اس کا بہت لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ نماز کوئی کھیل نہیں کہ جو مرغوں کی طرح ٹھونگیں مار کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یا سجدہ کرتے وقت بے ضرورت گھٹنے ٹیکنے سے پہلے ہاتھ رکھنا۔ اور اٹھتے وقت گھٹنے اٹھانے کے بعد ہاتھ اٹھانا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ یا نصف کلائی سے اوپر آستین چڑھی نماز پڑھنا کہ مکروہ تحریمی ہے اگرچہ ایک ہی آستین چڑھی ہو بلکہ اگر رکعت جاتی ہو جب بھی آستین اتار کر شامل ہو اسی طرح عبا انگرکھے وغیرہ کا دامن باندھ لینا مکروہ تحریمی ہے۔ کرتہ پائجامہ وغیرہ کوئی چیز جو ٹخنا چھپائے ہو اس سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے یا چھلا یا سونے کی انگوٹھی یا سونے چاندی کا زیور یا سونے چاندی کا گھڑی کا چین یا ریشمی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بھی مرد کو مکروہ تحریمی ہے۔ یا آیت سجدہ چھوڑ دینا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر فورا سجدہ یا رکوع کرنا لازم ہے دو تین آیت سے زیادہ کی دیر کریگا تو گنہگار ہوگا پھر فورا بجالانے میں اگر نماز کا رکوع کیا اور اس سے سجدہ تلاوت کی بھی نیت کرے تو سجدہ ادا ہوگیا اور اگر اس میں نیت نہ کی تو نماز کا جو سجدہ کرے گا اس سے ادا ہوجائے گا اگرچہ اس میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے۔ نماز فرض میں یہی

مناسب ہے کہ آیت سجدہ پڑھ کر فورا نماز کے رکوع میں چلا جائے اور اس میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے اس کے بعد نماز کا سجدہ کرتے ہی اس سے اور مقتدیوں سب سے سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا۔ اور اگر نماز کے رکوع میں امام نے سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تو جو مقتدی بھی یہ نیت کرلیں گے ان کا سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا اور جو نہ کریں گے ان پر سے رہ جائے گا۔ اور اگر رکوع سجدہ نماز کے علاوہ جداگانہ رکوع یا سجدہ اس کے لئے کرے گا تو جماعت میں بہت ناواقفوں کو دھوکا ہوگا اس لئے پہلی ہی صورت سب سے اولی ہے یہ سب اس صورت میں ہے کہ تلاوت آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ کی دیر نہ کی ہو اور اگر چار آیت کی دیر کی تو اب سجدہ تلاوت نہ رکوع نماز سے ادا ہوسکے گا نہ سجدہ نماز سے بلکہ اس کے لئے مستقل سجدہ نماز میں کرنا لازم ہوگا یہ امامت فرض کا ذکر تھا اور امامت تراویح میں تو مستقل سجدہ ہی کرنے کا رواج ہے اور یہی بہتر ہے یہ چند مکروہات لکھے گئے ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے مکروہات ہیں۔ مناسب ہے کہ نماز کا طریقہ جو اس رسالہ کی دوسری فصل میں لکھا گیا ہے اس کے مطابق نماز پڑھے انشاء اللہ اگر امام سنی صحیح العقیدہ ہے تو نمازیں بعونہ تعالٰی مکروہات سے بچیں گی۔ نماز میں کوئی کام نماز کے کاموں کے علاوہ کرے ہی نہیں جس ادب وتعظیم سے بادشاہوں کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اس سے زائد اللہ عزوجل کی درگاہ میں ضروری ہے تمام اعضاء قلب وجوارح ہاتھ پیر اللہ ہی کی عبادت میں مصروف رکھے۔

نہ ہمیں رفتن وبرخاستن ہست نماز   دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

ضروری مسائل نماز وروزہ وغیرہ ہر مکلف پر جاننا فرض ہیں۔ مساجد کے اماموں کے لئے بہت ضروری ہے کہ طہارت ونماز کے روز مرہ کے

مسائل سیکھ لیں۔ افسوس کہ آجکل مسلمانوں کی غفلت کیوجہ سے بے پڑھے امام سب کی نمازیں خراب کرتے ہیں نہ معلوم قیامت میں کیا جواب دیں گے۔

فصل ششم ان اماموں کے بیان میں جن کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں فاسد ہو جاتی ہے۔

ہر بدعت کفریہ والے یعنی ہر اس شخص کے پیچھے جس کے عقائد حد کفر کو پہنچے خواہ فقہاء کے نزدیک کہ وہ ہر قطعیات کے منکر کو کافر کہتے ہیں یا متکلمین اور فقہاء دونوں کے نزدیک کہ اس صورت میں کافر وہ ہے جو ضروریات دین کا منکر ہو۔ ان دونوں قسم کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی سرے سے اقتدا ہی نہیں صحیح ہوتی کہ آخر نفس جواز امامت کی پہلی شرط اسلام اور جواز اقتداء کے شروط میں سے ایک شرط امام کی نماز خود صحیح ہونا ہے۔ اور یہاں جب بوجہ کفریہ شرطیں ہی نہیں پائی جاتیں تو نماز کیوں کر صحیح ہوگی۔ اور نماز حکم فقہی ہے تو جو حکم فقہ کا نہ رہے اس کے پیچھے نماز باطل ہے اگرچہ متکلمین ان کی تکفیر میں احتیاط کریں معہذا جو احتیاط تکفیر سے مانع ہے یہاں صحت نماز سے مانع ہے کما لا یخفی انہیں میں سے فرقہ وہابیہ جو ہمارے زمانہ میں موجود ہے اور جس کی چند قسمیں ہیں بعض خدا سے وقوع کذب مان کر اسلام کو دور سے سلام کہتے ہیں بعض حضرت محبوب رب العالمین ہمارے دین ودنیا کے آقا حضرت سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کے خالق جل وعلا کے دئے سے بھی علم غیب ملنے کا انکار کرتے ہیں۔ بعض اس پر اور ترقی کرکے یہ ہذیان سرائی کرتے ہیں کہ ابلیس اور ملک الموت کو تو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت علم کے لئے کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ بعض

خبثاء اس پر بھی بڑھے اور کفر کے اعلیٰ درجہ ہی پر پہنچنا اپنے لئے عالی ہمتی سمجھ کر یوں مجنونوں کی سی بڑماری کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب (بایں طور کہ کوئی فرد اس کا خارج نہ رہے) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (نعوذ باللہ من ھذا المقال) اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔ یا کہتا ہے (کہ اگر زید ہر کسی یا گل چوپائے کو عالم الغیب کہنے کا التزام نہ کرے۔) تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے بعض حضرت سرور عالم ﷺ کے بعد نبی ہونا جائز مانتے ہیں۔ اور اسے ختم نبوت میں مخل نہیں جانتے اور خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء سمجھنا عوام کی شان بتاتے ہیں نعوذ باللہ من ھفوات الکفار مسلمانو للہ انصاف ذرا خدا ورسول کی عظمت کو خیال کرکے سچ کہنا کہ تمہیں ان کلمات کی شان الوہیت ورسالت میں اعلیٰ درجہ کی توہین ہوتے اور ان کلمات کے قائلین کے کافر مرتد ہونے میں ذرا بھی شک ہے۔ کیا تم ان کلمات کے گالیاں ہونے یا ان کے کفری کلمات ہونے میں کچھ بھی شک کرسکتے ہو حاشاء للہ مسلمان تو اللہ اور رسول سے ایسے بے علاقہ نہیں ہوئے کہ ان کے گالیاں دینے والوں کو مسلمان ہی جانیں۔ واللہ باللہ ان کلمات مذکورہ کے کفری کلمات ہونے میں کوئی مسلمان کسی قسم کا شک نہیں کرسکتا یہ کلمات یقیناً کفر اور ان کے قائلین سب کے سب اسلام کے دائرہ سے باہر ہیں۔ نہ صرف قائلین بلکہ وہ لوگ بھی جو ان کلمات کو کفر نہ جانیں ان کے کفر ہونے میں شک کریں یا ان کے قائلین کے کافر ہونے میں ذرا بھی شک کریں خود اجماعاً قطعاً کافر ہیں۔ یہ

قائلین اور ان کے اذناب اگرچہ کفر کے نام سے بہت کچھ بچیں۔ ان سے کفر نہیں اٹھ سکتا جب تک کہ توبہ نہ کریں۔ کہ جس سے ایسی صریح گالی سرزد ہو وہ ضروریات دین کا قطعی مخالف ہے اور مخالف ضروریات دین کی تاویل وغیرہ ہرگز ہرگز قبول نہیں۔ اگر کسی مصلحت کا دعوی کرے وہ بھی باطل ہے ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے کافر بھی بہانہ لائیں ہر شخص خواہ کتنی ہی بڑی دینی ضروری بات کا انکار کرے کوئی نہ کوئی تاویل یا کوئی نہ کوئی نفسانی مصلحت پیش کرکے کفر سے بچ جائے۔ ان قائلین کے اور ان کے اتباع کے احکام مثل اور مرتدین کے ہیں۔ ان کا فتنہ ہمارے زمانہ میں بہت پھیل چلا ہے۔ عوام اہل اسلام ان جبہ ودستار قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول سے دھوکا کھاتے اور ان کا اتباع کرکے اپنا ایمان کھوتے ہیں۔ کفار' ہنود' نصاری ویہود سے اس قدر خوف دلانا ضروری نہیں جتنا ان سے ہے کفار ہنود وغیرہ کی تو کوئی حالت مسلمانوں سے چھپی نہیں جانتے ہیں کہ یہ کافر ہیں اسلام کے دشمن ہیں۔ برخلاف ان گندم نما جو فروشوں بلکہ مشک نما پشک فروشوں کے کہ منبروں پر چڑھ کر چوکیوں پر بیٹھ کر عوام الناس کے دھوکہ دینے کو اپنی تقریروں میں مسائل فقہیہ اور احادیث نبویہ یہی بیان کرتے ہیں اپنے خبیث عقیدوں کو چھپاتے اور چپکے چپکے ان سادہ لوحوں کے دلوں میں ان کفریات کو راسخ کرتے ہیں حضور سید عالم ﷺ اور اللہ جل وعلا کی توہین کرتے ہیں۔ اس پر جب غلامان بارگاہ الوہیت ورسالت ان پر احکام کفر وگمراہی لگاتے مسلمانوں کو ان سے بچاتے ہیں تو ان پر سیکڑوں اتہام باندھتے جھوٹے چٹے جوڑتے ہیں۔ اصل بحث ان کلمات کفریہ کے ہے خبشاء کا واکاٹ کر بعض فروعی مسائل (جیسے نبی ﷺ کو علم خمس عطا ہونا یا آپ کو ماکان ومایکون کا علم دیا جاتا) لے دوڑتے ہیں مسلمانوں کو ضروری ہے کہ اسی کو امام مقرر کریں جو ان کے اتباع ومریدین سے نہ ہو تاکہ نمازیں صحیح

رہیں ان عیاروں سے بہت بچیں ان کے جبہ ودستار کے پھندوں میں نہ آئیں ان سے ہرگز محبت نہ رکھیں اگرچہ باپ' بھائی استاد پیر مرید شاگرد دوست وغیرہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں فورا ان سے علاقہ محبت قطع کردیں کہ آخر اللہ ورسول کی محبت اچھی یا ان خبثا کی صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینا ہرگز ہرگز کام نہ آئے گا۔ جب تک کہ سب ضروریات دین پر ایمان نہ ہو۔ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی محبت دل میں اچھی طرح سے نہ جمی ہو ضروریات دین سے ایک کا بھی انکار کفر منکر مرتد کافر ہے اگرچہ اپنی کل عمر طاعت وعبادت میں صرف کردے مثلاً وہ شخص کہ حدوث عالم کا منکر ہو یا خدائے تعالیٰ کو جزئیات' عالم کا علم نہ مانے یا قیامت میں اجسام کے محشور ہونے کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے اگرچہ اپنے گمان میں مسلمان بنتا ہو ہمارے قبلہ کو نماز پڑھتا ہو ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو۔ کہ جب ضروریات دین کا انکار ہو تو ان باتوں سے کفر نہیں جاسکتا۔ اس کی امامت ہرگز صحیح نہ ہوگی۔ نماز اس کے پیچھے بالکل باطل ہوگی ایسے ہی آزاد مشرب نیچری لوگ کہ لاکھ لاکھ اسلام اسلام کا راگ گائیں مگر جب تک کہ ضروریات دین مثل جنت ونار وجن وشیطان وملائکہ وآسمان ومعجزات وحشر اجساد وغیرہا ضروریات دن کو ان معنی پر کہ اہل اسلام کے اعتقاد میں ہیں نہ مانیں اپنی جھوٹی تاویلوں کے پردے میں ان کے انکار سے باز نہ آئیں۔ کافروں کو کافر نہ جانیں یقیناً اجماعا کافر ہیں جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ جانے یا کفر میں کچھ شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ان کے پیچھے بھی نماز نہ ہوگی ایسے ہی صلح کل کا فرقہ کہ ان کا اور نیچریوں کا دونوں کا یہ قاعدہ ہے کہ خواہ خود ضروریات دین کا انکار کریں یا اور کوئی کرے۔ مگر یہ لوگ نہ خود اسلام سے خارج ہوں نہ ان کے نزدیک وہ غیر اسلام سے خارج ہو البتہ نیچری آزاد خیال نماز وروزہ وغیرہ اعمال اسلام کی بھی پابندی نہیں

کرتے اور یہ صلح کل فرقہ چونکہ اکثر مولویوں کا بھیس لئے ہوتا ہے اس لئے نماز روزہ تقوی طہارت بہت کچھ کرتا ہے زبان پر قال اللہ وقال الرسول جاری اسلامی صورت بنائے ڈاڑھی بڑھائے جبہ عمامہ سے درست بیچارے عوام الناس کو بہکاتا اور اپنے عقائد کفریہ سکھاتا پھرتا ہے ان دونوں کے نزدیک نہ معلوم اسلام کس چیز کا نام ہے کہ جو اللہ ورسول کو گالیاں دینے سے بھی نہیں جاتا ضروریات دین کے انکار کے باوجود بھی باقی رہتا ہے۔ نیچری تو نئی تہذیب سے مہذب ہیں۔ ان سے تو اگر کوئی دینی بات کہی جائے تو تاریک خیال کا لقب ملتا ہے وہ تو گویا اپنے لئے خود ہی خدا خود ہی پیغمبر خود ہی مجدد آپ ہی مجتہد ہیں جس قسم کی تبدیل جس دینی بات میں چاہتے ہیں کرلیتے ہیں مگر ان صلح کل حضرات سے جب کہا جاتا ہے کہ جس کو آپ مسلمان کہتے ہیں اس نے یہ کلمہ کفر کا کہا ہے تو کہتے ہیں کہ اجی ہم سے اس سے کیا کام وہ جو بھی جی چاہے کہے ہم کیوں اسے کافر سمجھیں وہ اپنی قبر میں جائے گا ہم اپنی قبر میں اللہ فرماہی چکا ہے لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم مگر افسوس یہ ہے کہ یہ بیچارے اس آیت اور اس کی تفسیر میں جو احادیث وارد ہیں انکے معنی ہی نہیں سمجھے موقع بے موقع پڑھ دینے کے ہی مرد ہیں اس کی خبر نہیں کہ لا یضرکم کب ہے جب اھتدیتم ہو اور تم جو کفار کے کفر پر مطلع ہوکر بھی ان کو کافر نہ جانو یا انکے کفر میں شک کرو اس سے اھتدیتم تو تم کو چھوڑ کر کب کا رخصت ہوگیا کہ کتب مذہب میں صاف موجود ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو شخص کسی کافر یا منکر ضروریات دین کے کفر میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے۔ البتہ جب فتنہ ظاہر ہوجائیں۔ جیسے آجکل کا زمانہ اور کسی جگہ حق کے بتانے میں اسے جان کا اندیشہ ہو اس وقت اگر اپنے دل سے کفر کو کفر کافر کو کافر سمجھے اور بوجہ اس صحیح خوف کے وہاں زبان سے خاموش رہے تو البتہ لا یضرکم من ضل اذا

اھتدیتم کا مصداق ہوسکتا ہے سو یہ تو ہم بھی نہیں کہتے کہ تم بے ضرورت فلاں کافر فلاں مرتد پکارتے پھرو اس کی تسبیح بھانو ہاں کافر کو کافر سمجھنا تو ایسا ضروری ہے کہ اگر نہ سمجھو تو خود کافر بنو۔ یوہیں جب دریافت کیا جائے جواب دینا اور حق بتانا فرض ہے۔ یوہیں علماء پر عوام کا بچانا انہیں دھوکا باز فریبیوں سے جدا کرنا انہیں مسلمان بننے والے کافروں کا بتانا اہم فرض ہے۔ ایسے لوگوں کا اپنے کفر چھپانے کے لئے مولوی مدرس واعظ مشائخ قادری چشتی نقشبندی بننا اسلام اسلام کا زبانی دم بھرنا مسلمانوں کو جانی اور مالی مدد دینا اسلام کی جانب سے غیروں سے مناظرے کرنا آریہ روافض وغیرہم کا رد کرنا ان کے کفر کو ہرگز نہیں کھوسکتا نہ ان کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے نہ ان کو مسلمانوں سے کوئی تعلق۔ ہاں اگر سچی توبہ کریں اور جس اعلان سے اپنے کفر شایع کئے ہیں اسی اعلان کے ساتھ ان کفروں سے اپنی توبہ شائع کریں تو امید قبول ہے اس وقت پھر ہمارے دینی بھائی ہیں۔ غالی رافضی کہ مولی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہیں یا مولیٰ کرم اللہ وجہہ یا دیگر ائمہ اطہار پر وحی اترنا یا ان کا نبی ہونا مانیں یا ان کو اگلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل جانیں۔ یا صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ وہ ناپاک تہمت لگائیں یا قرآن مجید میں کسی سورت یا آیت یا کلمہ یا حرف کی کمی مانیں اسی دخل بشری سے محفوظ نہ جانیں یا اپنے مجتہدین کو باوجود اس کے کہ ان سے ضروریات دین کا انکار سرزد ہو ان مجتہدین کو کافر نہ جانیں یہ سب بھی ویسے ہی قطعی اجماعی کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے کافر ہے ہاں اگر کوئی رافضی ان سب کفروں سے پاک ہو ضروریات دین سے کسی بات کا نہ خود منکر ہو نہ اس کے کسی منکر کو اگرچہ ان کے یہاں کا کیسا ہی مجتہد اگلا پچھلا ہو مسلمان جانے بلکہ صراحۃ ان سب کو کافر مانے مگر خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت حق نہ جانتا ہو یا ان کی شان میں کلمات ملعونہ بک کر اپنے اوپر واحد قہار کی

لعنتیں لیتا ہو یا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے سے انکار رکھتا ہو تو ایسا رافضی بطور فقہا کافر ہے بہر حال نماز ان سب کے پیچھے باطل ہے۔ ایسے ہی جہمیہ قدریہ معتزلہ فرق باطلہ منکرین ضروریات و قطعیات کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی۔ اسی طرح قادیانی مرتد کہ وہ بوجہ دعوی رسالت وانکار ضروریات دین وتوہین حضرت عیسی روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام وتکذیب انبیاء وانکار ختم نبوت کے یقیناً قطعا ایسا ہی کافر ہوچکا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے اس کے پیرو بھی سب کافر ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی ایسے ہی چکڑالوی فرقہ کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی۔ جو تمام حدیثوں کے قطعی منکر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرض نہیں جانتے حاصل کلام یہ ہے کہ اگر امام کے عقائد حد کفر پر پہنچ گئے خواہ صرف فقہا کے طور پر یا ان کے اور متکلمین دونوں کے طور پر تو ایسے امام کے پیچھے نماز بالکل نہ ہوگی وہ شخص جو معراج جسمانی کا مکہ شریفہ سے بیت المقدس تک بھی منکر ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی صاحب عذردائم یعنی جس کو کوئی وضو توڑنے والا ایسا امر لگ گیا کہ فرض نماز بھی اس کے بغیر نہیں پڑھ سکتا وہ اپنے سے کم عذر والے یا اس شخص کا جس کو اس کا سا عذر نہ ہو اس کا امام نہیں ہوسکتا۔ پہلی صورت کی مثال وہ شخص ہے جس کو پیشاب ہر وقت آنے اور ریح ہر وقت نکلنے دونوں کا عارضہ ہے یہ اس آدمی کا جس کو صرف پیشاب نکلتے رہنے یا صرف ریح نکلتے رہنے کا عارضہ ہے امام نہیں ہوسکتا۔ دوسری صورت کی مثال ایک شخص کو ہر وقت پیشاب آنے کا عارضہ ہے دوسرے کو ہر وقت ریح نکلنے کا یہ دونوں باہم ایک دوسرے کا امام نہیں ہوسکتے۔ نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہوگی۔ اگرچہ تراویح ہو یا نفل یہی اصح ہے مجنون کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی۔ اگر مجنوں ہوش میں ہو تو ہوجائیگی۔ جو شخص نشہ سے بیہوش ہو

یا اور کسی وجہ سے بیہوش یا معتوہ کم عقل مختل عقل والا ہو بہکی بہکی باتیں کرے انکے پیچھے بھی نماز نہ ہوگی عورت کے پیچھے مرد کی اور امی کے پیچھے قاری کی اور گونگے کے پیچھے قاری اور امی دونوں کی اور ننگے کے پیچھے کپڑے پہنے ہوئے کی اور مسبوق کے پیچھے دوسرے مسبوق کی اور لاحق کے پیچھے لاحق کی نماز نہیں ہوگی مسبوق وہ ہے جس کی ابتدائی کوئی رکعت مثلا پہلی دوسری یا سب رکعات گئی ہوں اور آخر میں شریک ہوا ہو اور لاحق وہ ہے جس کو ابتدائی حصہ نماز کا مل گیا آخر کا یا درمیان کا گیا مثلاً ایک رکعت پڑھ لی تھی کہ وضو جاتا رہا وضو کرنے میں دوسری بھی جاتی رہی یہ پھر وضو کرکے شامل ہوگیا یہ شخص لاحق ہے(ا) سوار کی نماز پیادہ کے پیچھے اور پیادے کی سوار کے پیچھے ظہر پڑھنے والا عصر والے کے پیچھے یا کوئی فرض پڑھنے والا دوسرے وقت کے فرض والے کے پیچھے قضا فرض پڑھنے والا ادا فرض کے پڑھنے والے کے پیچھے اگرچہ دونوں ایک ہی وقت کے ہوں فرض پڑھنے والے نفل پڑھنے والے کے پیچھے یا مسافر جو عصر یا ظہر یا عشاء قضا پڑھنا چاہے وہ انہیں نمازوں کی قضا پڑھنے والے مقیم کے پیچھے یا ظہر پڑھنے والا جمعہ پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا فاسد ہوگی جس شخص کے کپڑے نجس ہوں اور دھونے سے معذور ہو وہ صاحب عذردایم کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ دونوں کے عذر علیحدہ ہیں اسی طرح ہر وہ شخص جو مفسدات نماز سے نماز پڑھے اس کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی۔ مفسدات نماز بہت ہیں بعض کثیر الوقوع یہاں لکھے جاتے ہیں۔ نماز میں بولنا اگرچہ ایک ہی لفظ ہو مثلاً ہاں یا ہوں یا جایا آیا اف یا تف خواہ بھولے سے کہے۔ یا جان بوجھ کر۔ یا کسی کی زبردستی سے کہے یا بلا ضرورت کھکارے اح اح کرے کہ یہ بھی مفسد ہے جبکہ مثلاً آواز صاف کرنے یا امام کو کسی بات پر خبردار کرنے یا اپنے آپ کو نماز میں ظاہر کرنے کیلئے نہ کیا ہو اگر کھانسی اٹھے اور باوجود ضبط

کرنے کے نہ رکے تو اس میں معافی ہے نماز فاسد نہ ہوگی نماز میں دنیاوی مصیبت کی وجہ سے باواز رونا یا اف یا اوہ کرنا جبکہ مجبور محض نہ ہو یا قدر مجبوری سے زیادہ کرے یا کوئی چھینکا اس نے یرحمک اللہ کہا یا کسی نے اللہ تعالیٰ یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیا اس نے بقصد جواب جل جلالہ یا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا یا امام کے سوا کسی اور کو کچھ بتایا۔ یا نماز میں کچھ کھانا پینا اگرچہ تھوڑا ہو ہاں اگر پہلے سے دانتوں میں کوئی چیز چنے سے کم تھی اس کو صرف نگل لے تو البتہ مفسد نہیں۔ اور اگر تین بار چبایا تو نماز فاسد ہوگئی ہر عمل کثیر بھی مفسد ہے۔ عمل کثیر یہ ہے کہ جو شخص اسے دور سے دیکھے اور اس کو پہلے سے اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو وہ اس کام کے کرنے سے اس کو یقین کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ یا قبلہ سے بے عذر کے سینہ پھیر دینا۔ یا بے وضو یا حالت جنابت یا نجاست قدر معافی سے زیادہ لگی ہوئی نماز پڑھنا یا ستر کھلے نماز پڑھنا یا راگنی میں قرات کرنا یعنی حروف کو گھٹا بڑھا کر گانے کے اصول پر کرنا کہ اگر معنی بدل جائیں تو یہ بھی مفسد ہے یا بے معنی ہوجائیں۔ البتہ الف یا یاء تحتانیہ یا واو جبکہ یہ خود ساکن اور ماقبل کی حرکت ان کے موافق مثلاً ماقبل الف زبر ماقبل یاء زیر ماقبل واوٗ پیش ہو تو اس صورت میں جب حد سے زیادہ بہت گھٹاوٗ بڑھاوٗ ہوجائے گا خواہ معنی بدلیں یا نہیں نماز فاسد ہوگی۔ رہی یہ بات کہ حروف اپنی اصلی حالت پر ہیں اور موافق قواعد تجوید گھٹیں بڑھیں اور خوش آوازی سے اچھے لہجہ میں پڑھیں اس طرح نماز اور خارج نماز پڑھنا ہر طرح مستحب ہے اگرچہ بلاقصد کسی وزن موسیقی سے مطابق ہوجائے مفسدات میں سے بعض مسائل زلہ القاری کے ہیں۔ یعنی بھولے چوکے نماز میں کچھ تغیر وتبدل قرآن مجید میں ہوگیا۔ اس کا یہ حکم ہے کہ اگر ایسی تغیر قرآن میں کی جس کا اعتقاد کفر ہے خواہ وہ اعراب میں یعنی زیر زبر پیش میں ہو یا تخفیف وتشدید میں یا حروف کے مخارج میں یا

خود لفظ میں یا حرکت وسکون میں کسی میں، ہو اس صورت میں مطلقا نماز فاسد ہوگی خواہ وہ متغیر قرآن میں کسی جگہ موجود ہو یا نہ ہو مگر ایسی صورت میں یہ حکم نہ ہوگا جبکہ کوئی پورا جملہ تبدیل کیا اور اس پر پوری طرح سے رک کر دوسرے جملوں سے اس کو علیحدہ کردیا۔ اور اگر تغیر ایسی نہیں جس کا اعتقاد کفر ہو اس صورت میں اگر اس متغیر کا مثل قرآن میں نہ ہوگا اور معنی معنی قرآن سے بہت بعید ہوں گے جب بھی نماز بالاتفاق فاسد ہوگی جیسے ہذا الغبار پڑھنا ہذا الغراب کے بجائے اور ایسے ہی اگر اس متغیر لفظ کے کچھ معنی نہ ہوں جب بھی نماز فاسد ہوگی جیسا سرایر کے بجائے سرایل پڑھنا اور اگر اس متغیر کا مثل قرآن میں موجود ہو اور معنی مراد قرآنی سے بعید ہوں جب بھی فاسد ہوگی عند ابی حنیفه ومحمد رحمهما الله خلافا لابی یوسف رحمه الله اور احوط یہ ہی ہے کہ فاسد ہوگی۔ اور اگر مثل اس متغیر کا قرآن میں نہ ہو مگر معنی نہ بدلیں تو اس وقت فاسد نہ ہوگی عند ابی حنیفه ومحمد رحمهما الله خلافا لابی یوسف رحمه الله یہ ایک قاعدہ ہے جس پر جزئیات متفرع کرکے ان کے بھی احکام نکل سکتے ہیں مگر نکال وہ ہی شخص سکتا ہے جو یہ جانتا ہو کہ کون سا تغیر موجب کفر ہے اور کون سا نہیں اور کہاں تغیر بعید ہے اور کہاں نہیں جس کیلئے علم کامل چاہئے ہم ایسے ناقصین کو تو علماء کاملین کے کتب اور خود ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور حتی الامکان نماز میں خوب ہوشیاری سے پڑھے تاکہ کوئی غلطی کسی قسم کی ہونے ہی نہ پائے آجکل لوگ بہت بے پروائی حروف کے ادا کرنے میں کرتے ہیں کوئی ض کو عمدا دال کوئی زا کو ذال کوئی صاد کو سین سین کو ث پڑھتا ہے ان لوگوں کی نماز نہ خود ہو نہ دوسروں کی ان کے پیچھے ہو سب کی نماز کا وبال ان کے سر رہے اس کا بہت ہی حد درجہ کی سختی سے خیال رکھنا فرض ہے کہ حروف اپنی اصلی مخارج پر نکلیں۔ بعض سمجھتے تو یہ ہیں کہ ہم

صحیح حروف پڑھتے ہیں مگر نکلتا غلط حرف ہے ان کو بھی بہت ہی توجہ کرنی چاہئے اور حروف کو صحیح پڑھنا چاہئے ورنہ قصداً سہل سمجھ کر کچھ کا کچھ پڑھنے سے نماز ہرگز نہ ہوگی الٹا وبال پڑے گا اور اگر اصرار کیا اور اسی غلط کو غلط جان کر قرآن بھی کہا تو وہ شخص کافر ہوجائے گا یہ جو ہمارے زمانہ میں مغضوب کو مغضوب اور ولاالضالین کو ولا الضالین پڑھتے ہیں ان کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی ہے امور دینیہ سے نماز بہت اہم چیز ہے۔ اس کا بہت خیال رکھنا اور ضروری مسائل ہر کسی کو سیکھ لینا فرض ہے۔ زمانہ سلف میں ائمہ پڑھے لکھے بڑے بڑے علماء ہوتے تھے آجکل کی اندھیر نگری نہیں تھی۔ دین کی طرف سے لاپرواہ ہوکر مسلمانوں پر جو تباہی آئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ وہابی' نیچری' کافر' مرتد سب کے ساتھ اتفاق کرنے کے خیال نے دین بالکل ہاتھ سے کھودیا اب مسلمان بھی ایک قومی نام رہ گیا ہے جب ہی تو بدمذہب سے بدمذہب کافر مرتد سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے آج کتنے مسلمان ایسے دکھائی دیتے ہیں جو اور تو اور عقاید ضروریہ سے بھی واقف ہوں۔ برخلاف اسکے بی اے' ایم' اے وغیرہ بہت سے دکھائی دیتے ہیں جن میں سے کوئی تو نماز پر قہقہہ لگاتا ہے کوئی روزہ پر ہنسی اڑاتا ہے۔ غرض اسلام کی ہر بات کو جو خلاف نفس ہے ایسے ہی ٹھٹوں میں اڑاتا اپنی عقل کو ہی اپنا رہبر بنائے پھرتا ہے یہاں تک کہ کوئی خدا کے وجود تک سے منکر فلسفہ اور سائنس کے نشہ میں سرشار ہے یہ سب دینی مسائل سے بے پروائی کا نتیجہ ہے اگر ایسے لوگوں میں دنیاوی ترقی ہوئی تو انصاف یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی کچھ بھی ترقی نہ ہوگی بلکہ اور ایک گروہ اسلام سے نکل گیا۔ علوم جدیدہ جہاں تک خلاف شرع نہ ہوں پڑھنا اور دنیاوی ترقی جائز طرح کرنا شرعاً منع نہیں مگر کب جبکہ دین کی حفاظت کا پورا سامان پہلے مہیا ہوجائے اس کے بعد ہرگز دنیاوی ترقی جائز طرح کرنا ممنوع نہیں ہے کیا اچھا ہوتا اگر مسلمانوں میں

دنیاوی ترقی کے ساتھ دین بھی مضبوطی سے ہوتا اور ہم اپنے اسلاف کے پورے اخلاف ہوتے ورنہ یوں تو

مبادا دل آں فرومایہ شاد　　کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

گورنمنٹ انگریزی نے ہم کو بہت کچھ آزادی دے رکھی ہے جس میں ہر طرح ہم مسلمان صورت مسلمان سیرت رہ کر دنیاوی ترقی کرسکتے ہیں۔ مگر جب خود ہمارے ہی دل دین سے بیزار ہوں اپنی ہر چیز کو نفرت اور حقارت سے دیکھیں تو گورنمنٹ کیا کرے۔ یا الہ العالمین تو مجھ کو اور سب مسلمانوں کو نیک توفیق عطا فرما .بطفیل اپنے حبیب مکرم حضور محمد رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے۔ آمین۔

خاتمہ مساجد کی تعظیم کے بیان میں

آجکل لوگ مساجد کی بہت ہی بے ادبی کرتے ہیں کوئی ان میں سوتا ہے کوئی تمام دنیا بھر کے مشورے سود وغیرہ کے معاملات تک وہیں چکاتا ہے کوئی سب گھر گرہستی کا سامان وہیں جمع کئے ان کو گھر بنائے بیٹھا ہے غرض دنیا بھر کے معاملات ہنسی دل لگی مذاق سب وہیں ہوتے ہیں اور تو اور اب یہ طریقہ نکلا ہے کہ کوئی حاکم نیا آیا تو اس کی خوش آمدید مسجد میں ہی کی گئی کسی حاکم نے دنیا سے کوچ کیا اس کی تعزیت کا جلسہ مسجد ہی میں منعقد ہوا ارے بھائیو کچھ تو خدا سے ڈرو۔ آخر ایک دن مروگے جب اللہ ان باتوں سے سوال کرے گا فرمائیگا کہ مسجدیں میرے ذکر کے لئے بنائی گئی تھیں تم نے یہ فعل ان میں کس کی اجازت سے کئے تو کیا جواب دوگے کیا اس وقت یہ حکام تمہاری سفارش اللہ تعالیٰ سے کرسکیں گے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تمہاری ہی بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ شاہان مغلیہ کی بنوائی ہوئی مشہور مساجد میں ہنود ونصاریٰ مجوس سب بے تکلف پھرتے ہیں اگر تم اس کو روا نہ رکھتے تو کیوں ایسا

ہوتا۔ آخر وہ کوئی تماشا گاہیں تو ہیں نہیں جن میں عام لوگ پھرا کریں وہ تو اللہ واحد قہار کی عبادت گاہیں ہیں پھر کیا وجہ کہ ہم تو ہنود ونصاری کے معابد میں ایسے بے تکلف جانا درکنار گھسنے بھی نہ پاویں اور وہ یوں بے تکلف جوتے پہنے ہوئے پھریں اگر گورنمنٹ سے تم اس کا انتظام چاہو تو وہ ضرور کرے مگر جب تم ہی سر اور آنکھوں پر ان کی جوتیوں کو رکھو تو گورنمنٹ کی پیرہار کو کیا غرض جو وہ خواہ مخواہ دخل دے۔ مسجدوں کو بدبو کی چیزوں سے بچانا فرض ہے جیسے مٹی کا تیل وغیرہ۔ وہاں کچا لہسن' پیاز یا تمباکو کھا کر یا حقہ پی کر جب کہ ان کی بدبو باقی ہو آنا منع ہے گناہ ہے دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے نہ وہاں مول تول خرید وفروخت کرے نہ فضول شعر گوئی کرے نہ مسجد میں بے ضرورت گزرے نہ لڑے نہ چیخے چلائے نہ پاگل مجنوں کو لائے نہ چھوٹے بچوں کو لائے نہ مسجد میں وضو کرے نہ وہاں بے ضرورت سیئے پروئے نہ مسجد کے درودیوار پر تھوکے لڑکوں کو پڑھانے کیلئے مسجد میں لانا یا مسجد میں سوال کرنا یا مسجد میں جس نے سوال کیا اس سائل کو کچھ دینا یہ سب نہ کرنے یہاں تک کہ مباح باتیں بھی مسجد میں نہ کرے کہ مباح باتوں کیلئے مسجد میں بیٹھنے سے وہ باتیں نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہیں جیسے جانور گھاس چارہ کو۔ بغیر اعتکاف کے مسجد میں نہ سوئے البتہ بعض مسافر کو جس کا گھر نہ ہو اس کو اجازت دیتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اعتکاف کی نیت کرلے مسجد کو چوپالیں نہ بنائیں انکی بہت قدر کریں وہاں پلنگ وغیرہ نہ بچھائیں اللہ سے ڈریں قیامت کا قرب ہے اللہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے اور اپنے حبیب مکرم ﷺ کی محبت عطا کرے اور ایمان پر ہماری زندگی اور خاتمہ کرے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله والصلاة على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله واصحابه واولياء امته وعلماء ملته وعلينا معهم اجمعين۔

الحمدللہ

یہ مبارک و نافع مختصر رسالہ جس میں احادیث و آیات اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ارشادات سے یہ امر نہایت روشن بیان سے عیاں کیا گیا ہے کہ بد مذہب بیدین مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے کے ہرگز اہل نہیں اہل اسلام کی مجالس وعظ و اشاعت اسلام میں بد مذہبوں بیدینوں سے تقریریں کرانا مسلمانوں کی سخت بدخواہی اور کھلا سبب گمراہی ہے

مسمی بہ

طرد المبتدعين عن مجالس المسلمين

حضرت مولانا مولوی سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری
برکاتی آل احمدی قدس سرہ

طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین

مبسلا وحامدا ومصلیا

بدمذہب بے دین مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے کے ہرگز اہل نہیں

ہدایت کرنا کس کا کام ہے۔ اس کا جو خود ہدایت پر ہے۔ یہ ہر عاقل پر عیاں ہے۔ ہدایت پر کون ہے۔ وہ جو عقائد حقہ اہل سنت وجماعت پر ہے۔ یہ ہر سنی مسلمان کا ایمان ہے مگر دفعۃً چودھویں صدی اپنے عجائب وغرائب کے مرقع سے ایک ورق کھولتی ہے جس میں یہ سماں دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک مذہبی جلسہ منعقد ہو جو عوام کو ہدایت اور اسلام کی اشاعت وحمایت کے لیے منعقد کیا جانا کہا گیا ہے۔ اس میں ہدایت کی مسند پر سنی علماء سچے ورثۃ الانبیاء کی جگہ ایک گمراہ بدمذہب جو خود شاہراہ ہدایت سے بھٹکا ہوا کوچہ تاریک کفر وضلالت میں سرگرداں وپریشاں ہو مسلمانوں کو ہدایت کرنے بیٹھا ہوا ہے۔ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے۔ یہ اس گمراہ بدمذہب کو معظم ومکرم بناکر ہدایت کی مسند پر جگہ کس نے دی ہے۔ کیا یہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ یہ ہے کتاب اللہ جس میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا (الآیہ) اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اسکی تحقیق کرلو۔ تفسیر

علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود ازہری میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے "ای فتعرفوا وتفحصوا" یعنی فاسق کی خبر کی دیکھ بھال جانچ پڑتال کرلو۔ یعنی فاسق کے کہے پر اعتماد نہ کرو جب تک اسکی جانچ پڑتال نہ کرلو۔ اور تفسیر خازن وتفسیر کبیر امام رازی میں ہے

واللفظ للامام الرازی هو نزل عاما لبیان التثبیت وترک الاعتماد علی قول الفاسق

آیت ہر فاسق کے حق میں عام ہے اور اور اس کے قول کے جانچ پرکھ لینے اور بغیر اس کے اس کی خبر پر اعتماد نہ کرنے کے واسطے نازل ہوئی ہے اور تفسیر مدارک شریف میں اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے

فی تنکیر الفاسق والنبأ شیاع فی الفساق والانباء کانہ قال ای فاسق جاء کم بای نباء فتبینوا فتوقفوا فیه وتطلبوا بیان الامر وانکشاف الحقیقة ولا تعتمدوا قول الفاسق لان من لا یتحامی جنس الفسوق لا یتحامی الکذب الذی هو نوع منه"

آیت میں فاسق اور اسکی خبر کو نکرہ لانا آیت کے حکم کے ہر فاسق اور اسکی ہر خبر کو عموم وشیوع کے لیے ہے گویا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو تمہارے پاس کوئی فاسق کسی طرح کی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلو یعنی اس کے مان لینے میں توقف کرو۔ اور اس کی بات کو چھان بین اور واقعی حقیقت کا اور دوسرے طریقوں سے انکشاف چاہو' اور صرف اس کے بیان پر اعتماد نہ کرو۔ اس لئے کہ جو جنس فسق سے نہیں بچتا وہ جھوٹ سے جو فسق کی ایک نوع ہے کب بچے گا۔ تو اس کا کیا اطمینان ہے کہ وہ جو بیان کررہا ہو سچ ہی کہہ رہا ہو۔ جب فاسق کی خبر کا یہ حکم ہے تو مبتدع بدمذہب خصوصاً وہ

جس کی بدعت حد کفر کو پہنچے فاسق کی بدترین قسم ہے (جیسا ابھی شرح منیہ امام حلبی سے آتا ہے) تو اس کی بات اور خصوصاً امردین عوام ناواقفین کو احکام وعقائد اسلام کی تلقین میں قابل اعتماد ہوگی تم خود ہی سمجھ لو کہ گمراہ بدمذہب جس کی بات حسب ارشاد الٰہی ناقابل اعتماد اس کو اپنا ہادی بنانا کون سی عقل ودین نے مانا۔

اذا کان الغراب دلیل قوم سیہدیہم طریق الھالکین[6]

مسلمانو خوب سن رکھو۔ تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تمہیں ان بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے ان کی طرف میل تک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیا وہ تمہارے انکی تعظیم وتکریم کرکے مسند عزووقار پر بٹھانے انہیں اپنا رہنما وپیشوا بنانے سے راضی ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[7] ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے۔ اور ارشاد ہے۔

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین[8] یاد آئے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ تفسیرات احمدیہ میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں ہے۔

"ان القوم الظلمین ھم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع"[9] ظالم لوگ بدمذہب وفاسق وکافر ہیں اور ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے۔

کیا یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے۔ حاش للہ ہرگز نہیں۔ حضور اور ان بدعت کے ملانوں کی تعظیم اور انکو صدر بنانے کا حکم دیں۔ دیکھو یہ ہیں احادیث جناب سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلی متبعیہم اجمعین کہ صاف فرماتے ہیں۔

من مشی الیٰ صاحب بدعہ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام[10] (طبرانی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ) لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلھم ولا تناکحوھم[11] (عقیلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[12] (ابن حبان عنہ رضی اللہ عنہ) انی بری منھم وھم براء منی جھادھم کجھاد الترک والدیلم[13] (دیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لا تجالس قدریا ولا مرجیا ولا خارجیا انھم یکفئون الدین کما یکفا الاناء ویغلون کما غلت الیھود والنصاری[14] (سلفی عن الامام جعفر الصادق عن ابیہ عن ابیہ عن ابیہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ) اذا رایتم صاحب بدعۃ فاکفھروا فی وجھہ فان اللہ یبغض کل مبتدع ولا یجوز احد منھم علی الصراط ولکن یتھافتون فی النار مثل الجراد والذباب[15] (ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رب عابد جاھل ورب عالم فاجر فاجذروالجھال من العباد الفجار من العلماء[16] (ابن عدی وغیرہ عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سیکون فی آخر الزمان دیدان القراء فمن ادرک ذلک الزمان فلیتعوذ باللہ منھم[17] (ابو نعیم عنہ) ان اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان[18] (احمد وابن عدی عن سیدنا عمر والطبرانی وغیرہ عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنھما) من وقر صاحب بدعہ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام[19] (بیھقی عن ابراھیم بن المیسرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال ابن حجر کان قام وصدرہ فی مجلس او خدمہ من غیر عذر یلجئہ الی ذلک فقد اعان علی ھدم الاسلام ای اسلامہ او کمال اسلامہ او علی ھدم اھل الاسلام او المراد

بالاسلام السنه الخ کذا فی شرح المشکوة للعلامه علی القاری-[20]

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی- بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو- ساتھ پانی نہ پیو- ساتھ کھانا نہ کھاؤ- شادی بیاہ مت کرو- ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو- ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو- میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں- ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کافران ترک ودیلم پر- کسی قدری یا مرجی یا خارجی کے پاس نہ بیٹھو- یہ لوگ دین کو اوندھا کرتے ہیں جیسے برتن اوندھایا جاتا ہے اور اُبل کر حد سے گزرجاتے ہیں جیسے یہود ونصاری گزر گئے جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے روبرو اس سے ترش روئی کرو اس لیے کہ اللہ عزوجل ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے- ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائیگا- بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈی اور مکھیاں گرتی ہیں- بہت عابد جاہل ہوں گے اور بہت عالم تباہ کار تو جاہل عابدوں اور تباہ کار عالموں سے بچو- عنقریب آخر زمانے میں کچھ ملانے ہوں گے جیسے کیڑے تو جو وہ زمانہ پائے ان سے اللہ کی پناہ مانگے مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی ہو جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی- امام ابن حجر مکی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں جس نے بدمذہب کی توقیر مثلاً اس کے لئے قیام کیا اسے صدر مجلس میں بٹھایا اس کی خدمت کی بغیر کسی عذر صحیح ضروری کے جو اس پر مجبور کردے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی یعنی اپنے ایمان یا اپنے ایمان کے کمال یا اہل اسلام کے ہلاک پر معاون ہوا- یا اسلام سے مراد سنت ہے اور بیشک حدیث بخاری میں ارشاد فرمایا

اذا وسدالامر الی غیر اهله فانتظر الساعة[21] جب کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کی راہ دیکھ اور حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما میں ہے-

من استعمل رجلا من عصابة وفیهم من هو ارضی الله عنه فقد خان الله ورسوله والمؤمنین[22] جو کسی جماعت میں سے ایک شخص کو ایک کام پر مقرر کرے اور ان میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ پسندیدہ ہے بیشک اس نے اللہ اور رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی- جب یہ حکم اس کے باب میں ہے کہ دوسرا اس سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اس کا کیا پوچھنا جسے کام پر مقرر کرنے میں اللہ عزوجل کی رضا اصلا نہیں- کیا یہ صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی تعلیم ہے- لا واللہ ہرگز نہیں- یہ ہیں بدمذہبوں کے بارہ میں ان کے ارشادات اور بدمذہبوں کے ساتھ ان کا کا طرز عمل-

ان حکم المبتدع البغض والاهانه والرد والطرد (شرح المقاصد وغیرها کتب العقائد[23]) وعن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما انه جاءه رجل فقال ان فلانا یقرؤ علیک السلام فقال بلغنی انه قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرء علیه السلام[24] (ابوداؤد وابن ماجه) لا تجالسوا اهل الاهواء[25] (دارمی عن الامامین الحسن البصری وابن سیرین وغیرهما) دخل رجلان من اصحاب الاهواء علی ابن سیرین فقالا یا ابکر نحدثک بحدیث فقال لاقالا فنقرو علیک آیة من کتاب الله تعالی قال لا لتقومان عنی اولاقو من قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابا بکر وما کان

علیک ان یقرا علیک آیه من کتاب الله قال انی خشیت ان یقرا
علی آیه فیحرفانها فیقر ذلک فی قلبی[26] وفی غنیه الطالبین لا
یکاثر اهل البدع ولا یدانیهم ولا یسلم علیهم لان امامنا احمد
بن حنبل قال من سلم علی صاحب بدعه فقد احبه لقول
النبی صلی الله علیه وسلم "افشوا السلام بینکم تحابوا" ولا یجالسهم ولا
یقرب منهم ولا یهنیهم فی الاعیاد واوقات السرور ولا یصلی
علیهم اذا ماتوا ولا یترحم علیهم اذا ذکروا بل یباینهم ویعادیهم
فی الله عزوجل معتقدا ببطلان منهب اهل البدعه محتسبا
بذلک الثواب الجزیل والاجر الکثیر[27] قال وقال فضیل بن
عیاض من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور
الایمان من قلبه واذا علم الله عزوجل من رجل انه مبغض
لصاحب بدعه رجوت الله تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله واذا
رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا آخر[28] وفی شرعه الاسلام
من سنه السلف الصالح مجانبة اهل البدع فان النبی صلی الله علیه وسلم
قال لا تجالسوا اهل الاهواء والبدع فان لهم عرة کعرة الجرب[29]
وقد نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن مفاتحه القدریه بالسلام
وعن عیادة مرضاهم وشهود موتاهم[30] وعن الاستماع لکلام اهل
البدع فان استطاع انتهارهم باشد القول واهانتهم بابلغ الهوان
فعل[31] ففی الحدیث من انتهر صاحب بدعه ملاء الله تعالیٰ قلبه
امنا وایمانا ومن اهان صاحب بدعة امنه الله تعالیٰ یوم القیمه من
الفزع الاکبر[32] وفی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ان
هجرة اهل الاهواء والبدع دائمة علی ممر الاوقات مالم تظهر

التوبة والرجوع الی الحق۔[33]
یعنی بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اسے ذلت دینا اس کا رد کرنا اسے دور
رکھا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص نے آکر
کہا فلاں آپ کو سلام کہتا ہے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے کچھ بدمذہبی
ایجاد کی ہے ایسا ہو تو اسے میرا سلام نہ کہنا۔ امام حسن بصری اور امام محمد بن
سیرین وغیرہما اکابر نے فرمایا بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو۔ دو بدمذہب امام ابن
سیرین کی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے ابوبکر ہم آپ سے ایک
حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا نہ عرض کی کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھیں
فرمایا نہ یا تو تم اٹھ جاؤ یا میں چلا جاؤں گا۔ آخر وہ دونوں چلے گئے۔ کسی نے
کہا اے ابوبکر آپ کا کیا حرج تھا۔ اگر وہ کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھ دیتے
فرمایا میں ڈرا کہ وہ آیت پڑھکر اس کے معنی میں کچھ تحریف کریں اور میرے
دل میں جگہ کرلے۔ غنیۃ الطالبین شریف میں ہے۔ بدمذہبوں کی مجلس
میں جاکر انکی گنتی نہ بڑھائے اور انکے پاس نہ پھٹکے اور ان پر سلام نہ کرے
کہ ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بدمذہب کو سلام کرنا اسے
دوست بنانا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آپس میں سلام کا رواج دو
باہم دوست ہوجاؤ گے۔ بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھے ان کے نزدیک نہ جائے۔
عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں انہیں مبارکباد نہ دے مرجائیں تو ان پر نماز
نہ پڑھے۔ ان کا ذکر آئے تو ان کے لئے دعائے رحمت نہ کرے بلکہ ان سے
جدا رہے اور اللہ کے واسطے ان سے دشمنی رکھے اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان
کا مذہب باطل ہے۔ اور اس جدائی اور عداوت میں ثواب عظیم واجر کثیر کی
امید رکھے فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس
کے عمل حبط ہوجائیں اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے اور جب

اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کے وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ ہولو۔

شرعۃ الاسلام میں ہے سلف صالحین کا طریقہ بدمذہبوں سے کنارہ کشی ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا گمراہوں بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو کہ ان کی بَلا کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ نبی ﷺ نے قدریہ کو ابتدا بہ سلام اور انکی بیمار پرسی اور جنازے پر جانا اور بدمذہبوں کی بات سننا منع فرمایا۔ جہاں تک سخت بات سے ہوسکے انہیں جھڑکے اور جس قدر ذلیل کرسکے انہیں ذلیل کرے کہ حدیث میں ہے جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اس کا دل امن وایمان سے بھردے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اسے روز قیامت اس بڑی گھبراہٹ سے امان بخشے۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے گمراہوں بدمذہبوں سے ترک سلام وکلام ہمیشہ ہے کتنی مدت گزر جائے جب تک ان کی توبہ اور حق کی طرف پھرنا ظاہر نہ ہو۔ امام ابن حجر مکی نے شرح مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث مذکور کی شرح میں کہ اسے میرا سلام نہ کہنا فرمایا لانا امرنا بمهاجرة اهل البدع[34] یہ اسلئے کہ ہمیں بدمذہبوں سے قطع کردینے کا حکم ہے۔

مرقاۃ شریف میں اس حدیث شریف کے نیچے کہ قدریوں کے پاس نہ بیٹھو فرمایا اذ مجالسه الاغيار تجر الى غاية البوار ونهاية الخسار[35] اس لیے کہ غیرمذہب والوں کے پاس بیٹھنا انتہا درجہ کی ہلاکی اور کمال زیاں کاری کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ اور احیاء العلوم شریف باب منکرات مساجد میں ہے۔ الواعظ المبتدع يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد اظهار الرد عليه[36] مبتدع واعظ کو بیان سے روکنا واجب ہے

اور اسکی مجلس وعظ میں جانا ناجائز۔ مگر جبکہ اس کا رد بدعت ظاہر کرنے کو جائے۔

کیا احکام مذہب میں اس کی اجازت ہے لا واللہ ہرگز نہیں۔ ہمارے فقہاء کرام باب امامت میں اس مسئلہ کی دلیل میں کہ فاسق کی امامت مکروہ ہے اگرچہ عالم ہو تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی اہانت شرعا واجب ہے تو امام بناکر اس کی تعظیم نہ کی جائے گی[37] جیسا کہ مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی وحاشیہ کنز تصنیف علامہ سید ابوالسعود ازہری وحاشیہ درمختار تالیف علامہ سید احمد طحطاوی میں ہے اما الفاسق الا علم فلا يقدم لان فی تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا[38] فاسق اگرچہ سب حاضرین سے علم میں زائد ہو آگے نہ کیا جائے کہ اسے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعا ان پر اس کی اہانت واجب ہے۔ اور مبتدع بدمذہب تو فاسق کی بدتر قسم ہے جیسا کہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی امام حلبی میں ہے المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل[39] بدمذہب عقیدے کا فاسق ہے اور وہ عمل کے فسق سے بدتر ہے۔ پھر جب کتاب وسنت صحابہ وتابعین ائمہ مذہب وعلمائے معتمدین سب بالاتفاق بدمذہبوں سے میل جول انکے پاس اٹھنے بیٹھنے انکی بات پر کان دھرنے ان سے محبت رکھنے انکی تعظیم وتکریم کرنے انہیں اپنی دینی مجالس میں صدر ممتاز بنانے سے اس تاکید واہتمام کے ساتھ ایسی سخت شدید ممانعت فرماتے ہیں۔ تو وہ اور کون ایسا پیدا ہوا جس کے احکام مسلمانوں پر اللہ جل وعلا ورسول اللہ ﷺ وصحابہ وائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احکام سے بڑھکر ضروری التعمیل ہیں۔ اور جس نے اللہ ورسول صحابہ وائمہ سب کے احکام کو منسوخ کرکے اسلامی مجلس میں مسلمانوں کے جلسہ میں اہل

اللہ کی مسند پر ایک عدو اللہ دشمن اسلام واہل اسلام کو مسلمانوں کا مقتدا وپیشوا ان کا معظم ومکرم بناکر بٹھادیا۔ سچے مسلمانوں کو ان کا سچا اسلام بتاتا ہے کہ وہ خدا اور رسول صحابہ وائمہ کے احکام کے خلاف کسی کے احکام ہرگز ہرگز نہ مانیں۔

سنی بھائیو ذرا تو سوچو یہ بدعت کے ملا نے جن کی عمریں بدعت کی محبت میں کٹیں جن کے دلوں پر بدعت کی ظلمت چھاگئی جن کی زبانیں بدعت رٹتے رٹتے سوکھ گئیں۔ جن کے دماغ عداوت سنت کی آگ سے پکا کرتے ہیں تم ان سے ان کی ایسی محبوب چیز کی اکھاڑ پچھاڑ چاہتے ہو ان سے اس کی توقع کہاں تک بجا ہے۔

بھائیو تمہارے سچے ایمان ہی پر فیصلہ ہے۔

تم میں وہ کون سچا سنی مسلمان ہے جو کسی دشمن اسلام وسنت کے کہے سنے پاس لحاظ سے اس کی بدعت وکفر کی حمایت واشاعت کو تیار ہوجائے گا۔ حاش للہ سچا سنی مسلمان تو کفر وبدعت کی حمایت واشاعت تو بجہنم ایسا لفظ بھی زبان سے نکالنا نہ پسند کریگا جس سے کفروبدعت کی بھنک بھی پائی جائے۔ پھر بلا تشبیہ ایسی ہی تو ان بدعت کے ملانوں کو اپنی بدعت پیاری ہے۔ وہ کب تمہاری خاطر کہے سنے سے اپنے مبغوض اسلام وسنت کی حمایت اشاعت کرکے اپنے محبوب کفروبدعت کی اکھاڑ پچھاڑ کرنے لگیں گے غرض ایمان وانصاف عقل وفہم والے کے لیے امرواضح ہے۔ اس غرہ مین نہ رہنا کہ ہم تو پکے سنی ہیں ہم پر کسی کی بدعت خباثت کا کیا اثر ہوگا۔ دیکھو حدیث فرماچکی کہ بدمذہب کی بلا کھجلی کی طرح اڑکر لگتی ہے^{۱۸} آخر تمہارے نبی روف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم تمہارے امراض ظاہری وباطنی جسمانی وروحانی کے

حکیم نے تمہاری بھلائی ہی دیکھ کر تمہیں ان بدعتیوں کے پاس نہ پھٹکنے انہیں اپنے پاس نہ پھٹکنے دینے کا حکم فرمایا ہے[۱۹]۔ امام ابن سیرین تو بڑے مضبوط عقیدے کے سنی تھے امام المحدثین امام الفقہاء امام الصوفیہ سب کچھ تھے مگر ان کی احتیاط دیکھو کہ بدمذہب سے خاص قرآنی آیت بھی سننا نہ گوارا فرمائی اور اسے اپنے پاس سے نکال دیا[۲۰]۔ تمہارے جلسہ میں تو ان گمراہوں کا بیان نہ محض آیت قرآن بلکہ ایک روانی زبان جس میں جو اس کے جی میں آئے نہیں نہ تمہیں امام ابن سیرین کا ہزارواں حصہ بھی علم جو خبیث کو طیب سنت کو بدعت سے تمیز کرسکو تو بدمذہب کو چکنی چپڑی باتیں بناکر بات بات پر غیر متعلق وبے علاقہ آیتیں حدیثیں سناکر تمہیں دھوکا دینے اور بدعت کو سنت سنت کو بدعت سمجھادینے کا پورا موقع حاصل ہے کیا یہ سمجھتے ہو کہ وہ ایسے نادر موقع کو (جبکہ خود تم نے اسے اپنا مقتدا بناکر مسند تعظیم وتکریم پر بٹھایا ہے۔ اور کان لگائے اس کی باتیں نہایت ذوق وشوق سے سن رہے ہو) ویسے ہی ہاتھ سے جانے دیگا۔ تمہیں اگر ایسا موقع اپنی سنت واسلام کی اشاعت کا مل جائے تو کیا تم اسے مفت کھووگے۔ اور جبکہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو اہل بدعت جو اپنی بدعت ہی کو ایمان وسنت سمجھتے ہیں انکی نسبت ایسے نادر موقع کو ویسے ہی چھوڑ دینے کا خیال باندھ لینے کی کیا وجہ ہے۔ نہیں یہ تو دھوکا نہیں لگا کہ ہم نے تو انہیں مثلاً آریہ کے رد اور اسلام پر سے انکے حملے رفع کرنے کو بٹھایا ہے کچھ خود انکی خباثت کا تو ان سے رد چاہا ہے نہیں جو یہ سنت کے خلاف اپنے جلے دل کے بخارات نکالنے لگیں۔

بھائیو۔ اول تو یہ بتاؤ کہ تمہیں علمائے اہل سنت کیا خرافات آریہ کے رد کیلئے نہیں ملتے جو تم ان دشمنان دین کے آگے دست حاجت دراز کرتے ہو۔ بفضلہ تعالیٰ ابھی علمائے اہلسنت کی کثرت وافی ہے جو کفر وبدعت دونوں کے رد کو

کافی ہے پھر بھائیو یہ تو تم کہتے ہو کہ انہیں وہاں بے وجہ اپنے جلے دل کے بخارات نکالنے لگنے کا کیا موقع ہے۔ دل کی چڑی ہوئی بات کہیں چھپانے سے چھپتی ہے لاکھ چھپاؤ آخر بیساختہ نکل ہی پڑتی ہے۔ موقع و محل کچھ نہیں دیکھتی۔ بھائیو تقریر میں تو کہنے مکرنے بدلنے پلٹنے کی بڑی گنجائش ہے۔ یہ اس میں کیا چوکنے والے ہیں جبکہ تحریر تک میں اپنی خباثت ظاہر کرنے سے نہیں چوکتے نام کی حمایت اسلام اور حقیقت میں اسلام کے بیخ وبنیاد سے اکھاڑ پھینکنے سے کام۔ امہات الامہ[42] کی مثال ابھی کچھ ایسی پرانی نہیں ہوئی ڈپٹی صاحب[43] بہادر نے نام تو یہ کیا کہ ہم اس میں امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیھن کے متعلق جو اعتراض عیسائی وغیرہ کیا کرتے ہیں۔ بہ حمایت اسلام انہیں جواب دیتے ہیں مگر حقیقت دیکھئے تو اس میں امہات المومنین اہل بیت طہارت اسلام وپیغمبر اسلام علیہ وعلی ازواجہ واصحابہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی بدزبانی دریدہ دہنی کی کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ ہم ان گالیوں گستاخیوں کا ذکر کرکے مسلمانوں کا دل دکھانا اور اپنے صفحات وقلم کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے بس اسی سے ان گندی نجس ناپاک نوعیت کا اندازہ کرلیجئے کہ خود ڈپٹی صاحب بہادر کے ہم مشربوں نیچریوں تک کو ان کی تاب نہ آئی اور بقول مولف[44] حیاۃ النذیر وغیرہ انہوں نے بھی کتاب کے جلادینے اور اس کے مصنف کے کفر پر فتوے دینے میں دوسرے علما کی شرکت کی خود مولف حیاۃ النذیر تک جو ڈپٹی صاحب بہادر کے بڑے بھاری مدح سرا ہیں ان کو گستاخی کہتے ہیں اور یہ کہ وہ دلشکن اور ایسے فقرے ہیں جن کو دیکھنے کی تاب نہیں ہوسکتی بلکہ بقول مئولف حیاۃ النذیر خود ڈپٹی صاحب بہادر نے اقرار کیا کہ "بیشک شوخی ہوگئی ہے" اللہ اکبر جس بارگاہ رفعت جلالت میں بلند آواز سے بات کرنے سے حسب ارشاد الٰہی اعمال حبط ہوجائیں وہاں یہ مدعی اسلام

شوخی منائیں۔ اف ری شوخ چشمی۔ غرض نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی عام ناراضی اور سخت برافروختگی سے مجبور ہوکر آخر مصنف کو اپنی کتاب مذکور کے تمام مطبوعہ نسخے سپرد آتش کردینے پڑے۔ ترک اسلام امرتسری[45] کو دیکھئے نام تو کیا ایک نو آریہ مرتد کے ردکا۔ مگر کیا وہ جسے مان کر اسلام کو جواب ہوجائے (بقول خود) اپنے پیارے دوست (اسی نو آریہ مرتد) سے جنگ زرگری کے لیے وہ اصول وضع کیے جن سے قرآن وحدیث معاذ اللہ معاذ اللہ روسی ٹھہریں اور صحابہ وتابعین وائمہ دین کے ارشادات معاذ اللہ لغو وبے اعتبار۔ کہیں صحابہ وتابعین وائمہ دین کو خود ساختہ مفسر محلّہ کی بڑھیا وغیرہ ٹھہرا کرانکی تفسیرات وراشادات رد کرتا ہے کہیں خود ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن عظیم میں معاذ اللہ معاذاللہ محض اپنے دماغ کی ایجاد بتاکر اپنے پیارے اسی نوآریہ کا کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور تو اور اس نو آریہ مرتد کی تقلید جامد سے اللہ عزوجل کو معاذ اللہ معاذ اللہ کہیں لڑاکا مانتا ہے (جو شریر مفسد فتنہ پرداز کو کہتے ہیں) کہیں مکار کہتا ہے۔ خدا کی شان دیکھیے ایک کھلا مرتد تو اللہ عزوجل پر اطلاق مکار کو کہے۔ "افسوس میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔" اور یہ مدعی اسلام پکاریں کہ ہم تو تسلیم کررہے ہیں ان سب خرافات کا کامل قلع وقمع رسالہ مبارکہ پردہ در امرتسری[46] مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی میں ملاحظہ ہو۔ بلکہ عداوت اسلام وسنت کبھی ان کے منہ سے وہ خباثت نکلواتی ہے جس کی خود ان سے بھی بظاہر توقع نہیں ہوتی۔ اسی ترک اسلام کی لیجئے خود اس میں جابجا آریہ کے یہ عقائد ملعونہ کہ روح خدا کی ملک نہیں مخلوق نہیں اس پر اللہ کو حکومت کا حق نہیں ذکر ہیں۔ ویسے بھی آریوں کا یہ عقیدہ مشہور عام ہے کہ روح ومادہ مثل خدا قدیم وازلی ہیں۔ بلکہ روحوں کو تو وہ خاص واجب الوجود جانتے ہیں کہ نہ انہیں اللہ عزوجل کا

مخلوق جانیں نہ مملوک مانیں اور پر ظاہر کہ جو ذات ازل میں بے کسی کے پیدا کیے خود موجود ہو وہی واجب الوجود ہے۔ بایں ہمہ اسی ترک اسلام صفحہ میں صاف لکھ دیا کہ ابتداء میں لوگ کلمہ طیبہ کے دونوں جزوں میں مخالف تھے کھلے لفظوں میں کہا کرتے اجعل الالھه الھا واحدا مگر قرآن کے زبردست دلائل اور اہل اسلام کی کوشش سے مسلمانوں کی ہمسایہ قوموں بالخصوص آریوں کو جزء اول میں جو اسلام کی اصل الاصول ہے کسی قسم کا اختلاف نہ رہا" چلیے آریہ توحید اور وہابیہ توحید بالکل طابق النعل بالنعل ہوگئیں۔ معلوم ہوا کہ ترک اسلام کے نزدیک جو کروڑوں واجب الوجود موجود مانے جو سنکھوں مستقل ذاتوں کو خدا کا مخلوق نہ جانے جو پدموں ذوات موجودہ کو خدا کے ملک سے خارج مانے وہ سچا پکا موحد ہے جس کی ادعائی توحید کو اسلامی سچی حقیقی توحید سے کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ اسلام بھی ایسی ہی توحید لایا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا یہی منشاء ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون العظمہ للہ ایسی گندی گھنونی ناپاک نجس توحید ترک اسلام ہی کو مبارک رہے۔ اہل اسلام اسے سب سے بدتر شرک اکبر جانتے ہیں۔ مسلمانو للہ انصاف ادھر حضرات انبیاء واولیاء علیہم ثم علیہم الصلوۃ والثناء کے مقابل تو وہابیہ توحید وہ سخت وتنگ کہ ذرہ بھر اختیار ان کو مانا اور مشرک ہوا[۴۸] انہیں محض شفاعت کے لیے یا کہا اور مشرک ہوا[۴۹] انکے جنگل کا ادب کیا اور مشرک ہوا[۵۰] ان کی طرف چلنے میں نامعقول باتوں سے بچا اور مشرک ہوا[۵۱] غرض ساری دلی سعی یہ نکلتی ہے کہ ان کا اکرام کیا اور مشرک ہوا ادب سے ان کا نام لیا اور مشرک ہوا۔ اب اگرچہ وہ مسلمان کلمہ گو اہل قبلہ پابند شرع لاکھ تصریحیں کرتا رہے کہ حاشا نہ انبیاء واولیا علیہم الصلوۃ والثنا واجب الوجود نہ وہ معبود نہ وہ بے عطائے الہی ذرہ بھر کا اختیار رکھیں نہ اپنی ذات سے شمہ بھر کا علم رکھیں مگر

انکی توحید ہے کہ مچلی ہوئی ہے بکھری ہوئی ہے (تقویت الایمان وغیرہ کتب وہابیہ اور اس کے رد میں کوکبہ شہابیہ وغیرہ تصنیفات اہلسنت ملاحظہ ہوں) اور ادھر اپنے کھرے پیاروں آریہ کی خاطر وہی توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کرلی کہ کروڑوں واجب الوجود مانیں اور سچے موحد خدا کے سوا اربوں ذوات قدیمہ مانیں اور پکے موحد کھربوں موجودات کا وجود اللہ عزوجل سے کسی طرح مسبوق نہ جانیں اور ٹھیٹ موحد پدموں اشیا ملک خدا سے خارج جانیں اور کھری موحد سنکھوں ذوات قائمہ یا غنہا تخلیق الہی سے جدا مانیں اور نرے موحد وہی کچی کمزور چھوئی موئی توحید یہاں آکر ایسی کچی بوڑھی فولادی ہوئی کہ کسی بلا سے ٹھیس ہی نہیں کھاتی وہابی توحید بھی ربڑ کی بنی ہوئی ہے جس کی کھول سمیٹ اپنے ہاتھ ہے۔

مسلمانوں دیکھی تم نے ان دشمنان دین وسنت کے نام کی حمایت اسلام وسنت کی حقیقت کیا اب بھی تم ان سے پوری سچی حمایت اسلام وسنت کی توقع رکھوگے اور مان بھی لوکہ کبھی کسی خارجی دباؤ سے اپنے بیان میں یہ لوگ ایک حرف اسلام وسنت کے خلاف نہ کہیں۔ مثلاً کسی ایسے کڑے دہمن دوز سے پالا پڑے جو پورا عالم دین ہوشیار زود فہم غور بین ہو کہ ان کی بات بات حرف حرف پر پوری توجہ رکھے اور اس کے کھلے ڈھکے سب پہلوؤں کو فورا سمجھ لے۔ پھر ان سب کے بعد اس میں اس قدر دلیری جرات بھی ہو کہ حق کے صاف صاف بے رو رعایت اظہار اور باطل کے بغیر لحاظ ویسی صاف انکار میں اس پر بھیڑ بھاڑ کا رعب یا کسی کی شخصی وجاہت ورسوخ یا طراری تقاریر وغیرہ اثر نہ ڈال سکیں۔ آجکل کے عام جلسوں میں مقرروں کو خلاف مقصد جلسہ تقریر کرنے سے نگاہ رکھنے کے لئے جو اشخاص صدر وغیرہ نامزد کرکے بٹھائے جاتے ہیں ان میں یہ اوصاف مذکورہ بالا جس حد تک موجود ہوتے ہیں

ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں تجربہ ومشاہدہ آپ ہی بتادیگا۔ مگر فرض کرلیجئے کہ کسی ایسے کرے دہن دوز سے پالا پڑجائے اور یہ لوگ اس کے ڈر سے ایک حرف خلاف اسلام وسنت نہ کہنے پائیں جب بھی ان بدمذہبوں کو ناواقف اور کم علم مسلمانوں کے مجمع میں رہنمائی وپیشوائی کی مسند پر اس تعظیم وتکریم سے جو حضرات علمائے دین کیلئے خاص ہے مقتدا وپیشوا بناکر وعظ سنانے کو بٹھانا اول تو بحکم حدیث اسلام کو ڈھانا اور خود سخت حرام ہے۔ پھر انکی بدعت کی اشاعت میں اس سے صاف اعانت ہے عوام ناواقفین کے قلوب میں ان سے عقیدت تو آج ہی انکے طراری تقاری سے وعظ سنانے بات بات پر آیتیں حدیثیں پڑھنے اور اپنے خواص کو ان کی تعظیم وتکریم اور ان کی خدمت میں سرگرم نیاز دیکھنے سے آچکی ہے۔ کلمہ جب یہ بدمذہب انہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں عالمانہ جبہ ودستار کے پھیر سے سنت کو بدعت بدعت کو سنت سمجھائیں گے تو وہی عقیدت جہال عوام سے ان بدمذہبوں کی بدعت پر آمنا وصدقنا کہلوائے گی خود انہیں اتنا علم وہوش کہاں جو ان بدمذہبوں کے پھیر سے بچائے نہ ہرجگہ کوئی سنی عالم ان بدمذہبوں کے ساتھ ساتھ پیچھا مارے پھرے جو ان کے پھیر کو کھولتا جائے۔ سنی بھائیو اس عظیم دینی مہلکہ کا تو اندیشہ ہی اہل ایمان کو ان سے دور رہنے انہیں اپنے سے دور رکھنے کے لیے کافی تھا۔ دیکھو سانپ ہمیشہ کاٹ ہی نہیں کھاتا نہ سانپ کا کاٹا ہمیشہ مرہی جاتا ہے۔ مگر اس بھروسے وہ کون عقلمند ہے جو سانپ کے منہ میں انگلی دیدے۔ پھر گمراہ بدمذہب تو سانپ سے بدرجہا بڑھ کر پرخطر ہے سانپ کا زہر جسم ہی تک ہے اور بدعت وضلالت جسم وجان' دین وایمان سب کی تباہی لاتی اور آخرت میں دردناک عذات جہنم کا مستحق بناتی ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہما۔ نہ کہ ان بدمذہبوں سے اپنے جلسوں میں بیان کرانے ہی سے یہ

مہلک نتیجہ تجربہ وواقعہ ہوچکا کہ بہت سے وہ شہر جہاں اس سے پہلے کوئی ان کے مذہب کا نہ پایا جاتا تھا آج وہاں ان بدمذہبوں کے گروہ کے گروہ موجود ہیں۔ وہاں کے اہل اسلام نے اپنی ناواقفی یا انکے کسی چھپے دوست کی رائے ومشورہ سے انہیں دین وایمان سدھارنے بلایا۔ یہ دین وسنت کے دشمن انکے رہے سہے ایمان کے بھی رہزن ہوگئے۔ غرض عقل ونقل ایمان وانصاف سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بدمذہب بیدین مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے کے ہرگز اہل نہیں۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین هدٰهم اللہ واولئک هم اولو الالباب/۵۲

پس بشارت ان خدا کے بندوں کو جو بات غور سے سنیں پھر اس کے بہتر کا اتباع کریں۔ یہ ہیں جن کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی اور یہی عقلمند ہیں۔

من انچہ شرط بلاغ ست باتو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال /۵۴

والحمد للہ تعالیٰ اولا وآخرا والصلاۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وعلینا معهم وبهم ولهم اجمعین

فائدہ ضروریہ

آجکل عوام کی یہ حالت ہے کہ کوئی بدمذہب سا بدمذہب بلکہ کھلا کافر کچھ اشتہار دے کہ فلاں وقت فلاں اسلامی مسئلہ پر بحث ہوگی یہ سنتے دوڑے

جاتے ہیں یہ حرام سخت حرام ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

فذرھم وما یفترون[54] چھوڑدے انہیں اور انکے افتراؤں کو۔ دیکھو چھوڑنے کا حکم ہے نہ کہ سننے دوڑنے کا۔ اور فرماتا ہے

ولتصغی الیہ افئدۃ الذین لا یومنون بالاخرۃ ولیرضوہ ولیقترفوا ما ھم مقترفون[55]

شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں بناوٹ کی جھوٹی بات اسلیے ڈالتے ہیں کہ اس کے طرف انکے دل کا کان لگائیں جنکو آخرت پر ایمان نہیں اور اسلیے کہ یہ اسے پسند کریں اور جو ناپاکیاں وہ کررہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔ دیکھو انکی باتوں کی طرف کان لگانا انکا کام بتانا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کا نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کرجائیں اور یہ بھی ان جیسے ہوجائیں والعیاذ باللہ تعالٰی لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں ہم پر انکا کیا اثر ہوگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

من سمع بالدجال فلینأ منہ فواللہ ان الرجل لیاتیہ وھو یحسب انہ مومن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبہات[56]

جو دجال کی خبر سنے اس پر واجب ہے کہ اس سے دور بھاگے خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائیگا اور یہ خیال کریگا کہ میں تو مسلمان ہوں مجھے اس سے کیا نقصان۔ وہاں اس کے دھوکوں میں پڑکر اس کا پیرو ہوجائیگا کیا دجال ایک اسی کی نسبت ہو جسے ہونے والا ہے حاشا تمام گمراہوں کے داعی منادی لکچرار سب دجال ہیں اور سب دور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا۔ صحیح حدیث کا ارشاد ہے

یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث

بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[57]

آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالدیں۔ بلکہ انکی بات دل میں اثر کرنا درکنار وہاں ٹھہرنے ہی پر فرمایا کہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔

قال اللہ تعالٰی وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیت اللہ یکفر بہا ویستھزا بہا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جھنم جمیعا۔[58]

بیشک اللہ تم پر قرآن مجید میں حکم اتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور انکی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالٰی منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

"من سود مع قوم فھو منھم"[59]

جو جس قوم کے جلسے میں شریک ہوا وہ انہیں میں سے ہے دیکھو ذرو کہ اللہ رسول یہ فرمارہے ہیں کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انہیں جیسے ہو انہیں میں سے ہو۔ وہ علانیہ کفربک کر کافر ہوے یہ شریک ہونے والے کہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں خدا ورسول کی اتنی عزت نہیں کہ جہاں ان پر اعتراض

ہوتے ہوں وہاں سے بچیں تو یہ منافق ہوئے جب تو فرمایا کہ اللہ انہیں اور انہیں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ للہ انصاف اگر کوئی شریر اشتہار دے کہ اے زید فلاں وقت فلاں مقام پر میں بیان کروں گا کہ تیرا باپ حرامی اور ماں زانیہ تھی کیا کوئی غیرت دار جبکہ اس بیان کے روک دینے پر قادر نہ ہو اسے سننے جائیگا۔ حاشا یہ کسی بھنگی چمار سے بھی نہ ہوگا پھر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ اللہ ورسول قرآن عظیم کی تکذیب سخت تر ہے یا ماں باپ کی گالی۔ بلکہ انصافاً وہ جوکچھ بکتے ہیں اس کے باعث یہ سننے والے ہیں اگر کوئی نہ سنے تو کیا دیواروں سے اپنا سر پھوڑیں تو تم سن کر اللہ ورسول وقرآن کو کہلواتے ہو جب تو قرآن کریم نے سننے والوں کو منافق بتایا اور صاف فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں اور ان منافقوں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ اپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کریں اور ہر بدمذہب کے لکچر ندا وعظ سے دور بھاگیں کہ فتنہ اور گمراہی سے بچیں اور شہادت خدا ورسول ان میں سے نہ ٹھہریں اے رب میرے توفیق عطا فرما۔ آمین

از افادات حضرت مجدد مایہ حاضرہ امام اہلسنّت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت مولانا مولوی
شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی تحسین

مولوی امجد علی صاحب نے رسالہ مبارکہ طرد المبتدعین مجھے دیدیا۔
سبحٰنہ ماشاء اللہ بارک فیکم وعلیکم و لکم وبکم
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۱ر ذی الحجہ المبارکہ ۳۷ھ

(اقتباس از والا نامہ اعلیٰ حضرت بنام برادر حضرت مصنف رسالہ تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ)

و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه

مبارک رسالہ جس میں سچے محمدیوں سینوں کے
صحیح عقائد منظوم ہیں

بنام تاریخی مشعر سن آغاز و انجام

عقاید نامہ منظومہ

۱۳ ھ ۲۲

از تالیف لطیف مولوی قاری حافظ سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم علیہ رحمہ ربہ الاکرم قادری برکاتی آل احمدی مارہری خلاصہ خاندان عالیہ برکاتیہ

بسم اللہ الرحیم

کرے حمد خالق کی اپنے بیان ۔۔۔ زبان بشر میں یہ طاقت کہاں
یہ مخلوق احقر فقیر و ذلیل ۔۔۔ وہ خالق قوی و غنی و جمیل
وجود اس کا واجب ہے اے باخبر ۔۔۔ ہے قدرت سے اس کی وجود بشر
ہمیشہ سے ہے اور رہے گا ہمیش ۔۔۔ پیے کچھ نہ کھائے نہ کم ہو نہ بیش
نہیں ہے کوئی اس پہ پوشیدہ حال ۔۔۔ نہیں بادشاہت کو اس کی زوال
نہیں غیب دان کوئی اس کے سوا ۔۔۔ مگر جن کو ہے علم اس نے دیا
صفات اس کی ہے اک صفت ہے حیات ۔۔۔ ہوئی ممتنع جس کے اوپر ممات
خدا کی جو ہیں ذاتیہ سب صفات ۔۔۔ نہیں عین ذات اور نہیں غیر ذات
وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے سبھی ۔۔۔ ضرورت نہیں اس کو آلات کی
وہ ہے بولتا اور کرتا کلام ۔۔۔ نہیں حرف اور صوت کا اس میں نام
نہ لب اور دندان نہ اس کے زبان ۔۔۔ نہ تقدیم و تاخیر کا دخل دان
کلام خدا نفسی ہے اس کو جان ۔۔۔ اور اس کے قدم کو بھی تو دل سے مان
زبان عرب میں جو قرآن ہے ۔۔۔ یقینی خدا کا وہ فرمان ہے
نہ مخلوق کی ہے وہ تالیف ہے ۔۔۔ وہ بیشک ہے خالق کی تصنیف ہے
ہے اس کے قدم میں مگر اختلاف ۔۔۔ فتاوے عقائد کے کہتے ہیں صاف
خدا کی قدرت میں وسعت بڑی ۔۔۔ ضرورت سے آلات کے ہے بری
نہ علت کو دخل اس کے افعال میں ۔۔۔ غرض سے مبرا ہے ہر حال میں
ہے حکمت پہ افعال حق کا مدار ۔۔۔ نہیں خالی حکمت سے مالک کے کار

نہ جسم اور اجزا کا اس میں وجود یہ مخلوق نابود اور وہ ہے بود
نہ قدرت ہے موقوف انسان پر ہے قبضہ مین قدرت کے سنگ و شجر
کریں یاد اس کی شجر اور حجر رہین سجدہ میں اسکے شمس و قمر
جو آیات ہیں دال اس امر پر مراد ان سے ظاہر ہے باور نہ کر
نہ تاویل کا قصد خاطر مین لا نہ اپنی طرف سے معانی ملا
ہیں قدرت میں خالق کی سب ممکنات ہے قبضہ میں اسکے یہ سب کائنات
وہ خارج مین بالفعل موجود ہوں نہ موجود ہوں بلکہ نابود ہوں
بشر کی وہ قدرت سے ہوں یا نہوں وہ انسان کی ہمت سے ہوں یا نہوں
وہ داخل ہیں قدرت میں قادر کی سب وہ اک [illegible] ہوئیں نہیں کچھ عجب
محالات ذاتیہ داخل نہیں ہوں مقدور خود اس کے قائل نہیں
وہ تاثیر قدرت کے شایان نہیں ہوں خارج تو قدرت کا نقصان نہیں
ہیں قدرت سے خارج خدا کی صفات اسی طرح خارج ہے بے شبہ ذات
خدا کے نہ جورو نہ بھائی بہن نہ اعضاء ہیں اسکے نہ روح اور نہ تن
ہیں عیبوں سے ذات اس کی بالکل بری بھلائی سے خوبی سے یکسر بھری(۱)
نہ ممکن ہے مثل اس کا ہرگز کوئی نہ ممکن ہے کذب اس میں ہرگز کبھی
نہیں مثل اس کے کوئی دوسرا یہ مخلوق اس کے ہیں ارض وسما
صفات اس کی سے ایک تکوین ہے جہاں میں یہ سب جس کی تلوین ہے
وہی دوجہاں میں رکھے اختیار اسی پر ہی خلقت کا دارومدار

ارادے سے اسکے یہ سب کام ہوں مشیت سے اس کی سب انجام ہوں
خدائی میں اس کا نہیں ہے شریک لقب اس کا ہے وحدہ لا شریک
کسی کا نہ جبر اس کے اوپر چلے کسی کا نہ امر اس کے اوپر چلے
وہ خود اپنی مرضی سے کرتا ہے کام کسی کا وہ تابع نہیں لا کلام
نہ واجب(۲) ہے اس پر عذاب وعقاب جو چاہے کرے اس کو وہ بے حساب
کسی آنکھ کو یہ نہیں ہے مجال کہ دنیا میں دیکھے خدا کا جمال
یہاں تک کہ محروم ہیں اولیا مگر انبیاء کو یہ رتبہ ملا
خدا نے یہ کی ان کو دولت نصیب ہوئی بعض کو ان میں رویت نصیب
سمجھ میں نہیں آسکی جیسے ذات نہ ایسی ہی آئیں سمجھ میں صفات
بہر حال یہ سب صفات خدا نہ سلب اس سے ہوئیں نہ ہوئیں جدا
نہ وقت اس پر گذرے نہ گھیریں جہات اسی قول میں ہے ہماری نجات
مطیع اس کے پائیں گے دارالسلام مخالف کا دوزخ ہے جائے قیام
حسن کا جو یہ شعر ہے برملا بہت ہی بجا ہے بہت ہی بجا
جسے چاہے جنت میں وہ دے مقام جسے چاہے دوزخ میں رکھے مدام
جسے دیگا باغ جناں میں وہ جا وہ دیکھے گا دیدار رب علا
بچشم بصر دیکھیں گے مومنین نہ دیکھیں گے وہ جنکو ایماں نہیں
ہے یہ بھی خدا کا جہان پر کرم ہدایت کو بھیجے نبی باحشم
وہ وقتاً فوقتاً جو آتے رہے زمانہ کی حالت بناتے رہے

ہوا جب یہ منظوم رب کریم   کہ عالم میں پھیلائے دین قویم
محمد کو محبوب اپنا کیا   رسالت کا تمغہ بھی انکو دیا
وہی سب رسولوں کے سردار ہیں   وہ مختار کے گھر کے مختار ہیں
ہوا سب سے اول محمد کا نور   خدائی ہے اس نور کا سب ظہور
نہ ہوگا کوئی بعد ان کے نبی   خدا نے نبوت ہے ختم ان پہ کی
نبیوں کے آخر ہیں احمد نبی   جو منکر ہے اس کا ہے کافر غوی
نبی بعد احمد کے ممکن نہیں   جو منکر ہے اس کا وہ مومن نہیں
وہ کافر ہے تو اس کو پہچان لے   اسے بھائی شیطان کا جان لے
بنے جو نبی بعد احمد نیا   تو بے شبہہ کافر ہے وہ بیحیا
نبوت ہے عام ان کی مخلوق پر   وہ حیوان ہو یا شجر یا حجر
ازل سے ابد تک جو مخلوق پر   سب امت ہے ان کی یہ منطوق ہے
یہاں تک کہ سب انبیاء ورسل   بنے تبع آپ کے جزو وکل
نہیں انبیا میں کوئی دوسرا   محمد سے ہو جس کا رتبہ بڑا
برابر بھی ان میں سے کوئی نہیں   اسی قول پر ہے وثوق اور یقین
جو شخصی کمالات ہیں آپ میں   نہ ممکن کہ وہ دوسرے میں ملیں
جو ممکن کہے دوسرے کے لئے   وہ گمراہ ہو اور بھٹکتا پھرے
کسی پر خدا کا نہیں ایسا پیار   کسی کا نہیں ہے خدا ایسا یار
خدا نے بلایا انہیں اپنے پاس   عطا نعمتیں کیں انہیں بے قیاس

دکھایا جمال اپنا اللہ نے   سنایا مقال اپنا اللہ نے
کچھ اشعار حضرت نظامی سے لوں   پھر اس معجزہ کا بیان یوں کروں
شبی کا سماں مجلس افروز کرد   شب از روشنی دعوے روز کرد
محمد کہ سلطان این مہد بود   زچندیں خلیفہ ولیعہد بود
سرنافہ در بیست اقصا کشاد   زناف زمین سر باقصا نہاد
براق شتابندہ زیرش چو برق   ستامش زخورشید درنور غرق
زنہ پشتۂ آسماں درگزشت   زمین وزماں را ورق در نوشت
جہت را ولایت بیایان رسید   قطیعت بہ پرکار دوران رسید
زمین رفت بے زیر وبالا دلیر   کہ در دائرہ نیست بالا وزیر
حجاب سیاست برانداختند   زبیگانگان حجرہ پرداختند
درانجاکہ اندیشہ نادیدہ جائے   ورود از محمد قبول از خدائے
کلامیکہ بے آلہ آمد شنید   تعالیٰ کہ آن دیدنی بود دید
چناں دیدکز حضرت ذوالجلال   نہ زانسوجہت بد نہ زین سوخیال
ہمہ دیدہ گشتہ چونرگس تنش   نگشتہ یکے خار پیرامنش
دران نرگسیں حرف کان باغ داشت   نگر چشم اوکحل مازاغ داشت
گزر برسر خوان اخلاص کرد   ہم اوخورد وہم بخش ماخاص کرد
دلش نور فضل الٰہی گرفت   یتیمے نگر تاچہ شاہی گرفت
شفاعت کا ان کو ملا مرتبا   خدا نے دیا ان کو رتبا بڑا

کسی نے کیا ہو گناہ عظیم   جزا جس کی ہوئے عذاب الیم
وے کفر کی حد پہ پہنچا نہ ہو   سراسلام سے اس نے کھینچا نہ ہو
شفاعت جو اس کی کریں مصطفٰے   تو دل سے یقین کرکہ بخشے خدا
وہی قبر اور حشر کے ہیں شفیع   تمامی خلایق ہیں ان کی مطیع
جو توہین حضرت کا لائے خیال   خدا کا ہے اس پر غضب اور وبال
توہین وتکذیب اُن کی کرے   وہ کافر ہے زندیق ومردود ہے
شریعت جو لائے تھے اگلے نبی   ہماری شریعت نے منسوخ کی
ہوئے یہ حکم سابق کے اب سب تمام   ہماری شریعت ہے باقی مدام
نہ رکھے جو احمد کو جان سے عزیز   وہ مومن نہیں ہے یہ کرلے تمیز
فدا ان پہ کر جان اور مال کو   پدر مادر احباب واطفال کو
تو اسوقت مومن کاپائے لقب   جو دل سے بجالائے یہ حکم سب
ملک اور جن اور انسان بھی   ہمارے نبی کے یہ ہیں خدمتی
ہوا حکم سے آپ کے شق قمر   لگے پڑھنے حضرت کا کلمہ حجر
بہت معجزے اس کے ہیں اور سوا   کہ جن کا نہیں حصر اور انتہا
خزانہ کا مالک ہے یکسر خدا   مگر بانٹنے والے ہیں مصطفٰے
خدا کی رضا چاہتے ہیں سبھی   خدا چاہتا ہے رضائے نبی
جو بھیجیں نبی پر درود اور سلام   پہنچتا ہے وہ پیش خیر انام
سوا اس کے امت کے اعمال پر   ہمیشہ پڑے مصطفٰے کی نظر
جمعہ اور دوشنبہ کو قدسی تمام   دکھاتے ہیں اعمال امت مدام

اگر نیک امت کے اعمال ہوں   تو حضرت بہت ان سے خوشحال ہوں
جو سرزد کوئی ہوگئی ہو خطا   تو حضرت کریں عفو کی پھر دعا
جو بیکس مدد کی کرے التجا   تو برلائیں اس کا وہیں مدعا
یہ طاقت ہے خالق نے حضرت کو دی   روا کردیں حاجت بڑی سے بڑی
خدا کے یہ دینے سے ہے اقتدار   نہیں اپنی جانب سے یہ اختیار
کہ بے حکم خالق کے کچھ بھی کریں   کم وبیش بھی کرسکیں ذرہ میں
رسول خدا کی ہے تعظیم فرض   ہے مخلوق پر خاص خالق کا قرض
تو تعظیم کر ان کی اولاد کی   اقارب کی اصحاب امجاد کی
مدینہ جو ہے خواب گاہ رسول   نہ تعظیم کو اس کی تو دل سے بھول
تو سکان کی اُن کے توقیر کر   بڑھا شان ایمان کی تو بیخطر
رسول خدا کے جو آثار ہوں   پیالہ ہو یا جبہ دستار ہوں
نشان قدم یا قمیص وردا   ہوں نعلین یا اور کوئی دوسرا
تو ان سب کی تعظیم لانا بجا   خدا دیگا جنت میں رتبہ بڑا
نبی جس قدر تھے میان جہان   انہیں بھیجا خالق نے تھا بیگمان
جو مومن ہیں تعظیم لائیں بجا   رکھیں ان کی توہین کافر روا
نبی پر جو آتا ہے حق کا پیام   اسے وحی کہتے ہیں سب خاص وعام
نہ یہ وحی ہو اولیا کی طرف   ہمیشہ ہو یہ انبیا کی طرف
ولیوں پہ جو حق کا پیغام ہو   نہ وحی ہو بلکہ الہام ہو

نہ ممکن ہو یہ اولیا کو کبھو / کہ حق سے کریں گفتگو روبرو
نہ رتبے کو پہنچے نبی کے ولی / جو دعوے کرے اس کا وہ ہے غوی
نبوت کا جھوٹا ہوگر ادعا / نہ ممکن کوئی ہوسکے معجزا
وہ سب انبیاء جن پر اتری کتاب / خدا نے رسول ان کو بخشا خطاب
ہوئے جس قدر انبیاء ورسل / وہ معصوم ومحفوظ ہیں جز وکل
گناہ ان سے سرزد نہ ہوئے کبھی / نہ شیطان کو طاقت کہ بہکائے بھی
یہ عصمت بشر میں انہیں کو ملی / خدا نے کسی اور کو پھر نہ دی
یہ ہے کام ان کا میان جہاں / پیام خدا کے ہوں وہ ترجمان
خدا کا انہیں وصل ہے مان لے / فضیلت ہے سب خلق پر جان لے
ملائک سے ہے ان کا رتبہ بڑا / نہ اس قول میں کچھ ہے چون وچرا
ائمہ اور اصحاب اور اولیا / نہ ہوئیں کبھی ہمسر انبیا
نبیوں میں اول ہیں آدم صفی / ہوئے ان کے خاتم محمدؐ نبی
نہ کر حصر تو ان کی تعداد کا / یہی قول مضبوط ہے اور بجا
نہ جن ہو نبی اور نہ عورت نبی / خدا نے یہ دولت ہے مردوں کو دی
ہمارا سامرنا وہ مرتے نہیں / سفرہاں سے ایسا وہ کرتے نہیں
وہ مرتے ہیں اک آن کی آن کو / وہ ہی جسم ملتا ہے پھر جان کو
زمین پر ہے جسم انکا کھانا حرام / نمازیں پڑھیں قبر میں لا کلام
نکل قبر سے سیر عالم کریں / وہ دنیا میں نیکوں سے آکر ملیں

نبی ہیں وہ بعد اپنے مرنے کے بھی / نبوت ہے ان کی نہیں چھن گئی
خدا نے جو بھیجے ہیں ان کو کلام / کتاب اور صحیفہ ہوئے انکے نام
کتابوں کی تعداد ہے کل چہار / صحیفوں کی گنتی ہوئی بیشمار
خدا نے ہے تورات موسیٰ کو دی / ہوئی جس سے برہان انکی قوی
رسالت کی داؤد کو جب عطا / نزول زبور مبارک ہوا
شرف پایا عیسیٰ نے انجیل سے / خدا خوش ہوا جن کی تبجیل سے
جناب محمدؐ کو قرآن ملا / خدا کا وہ منشور فرماں ملا
نہیں نسخ وتحریف کی اس میں جا / مصون اور محفوظ ہے برملا
نہ موقعہ ہے یاں قال اور قیل کا / یہ ناسخ ہے تورات وانجیل کا
وہ اگلی کتابیں محرف ہوئیں / گھٹائی گئیں اور بڑھائی گئیں
مگر ایک محفوظ قرآن رہا / خدا خود ہی اس کا نگہبان رہا
فرشتوں کی خلقت ہوئی نور سے / خدا کے یہ ثابت ہے منشور سے
نہ وہ مرد ہیں اور نہ وہ عورتیں / نہ ہم سے مشابہ نہ یہ صورتیں
نہ کھانے سے انکو نہ پینے سے کام / غذا ان کی ہے ذکر خالق مدام
خدا کے وہ احکام لائیں بجا / نہ چوکیں نہ سرزد ہو ان سے خطا
نہ واماندگی ہو انہیں کام میں / تجاوز نہ کچھ حق کے احکام میں
بڑا مرتبہ ان میں ہے چار کا / انہیں قرب ہے خاص غفار کا
ہیں جبریل ان میں سے ایک خوش کلام / نبیوں پہ لاتے جو حق کا پیام

جو ہیں دوسرے کرتے ہیں قبض روح
جوہیں تیسرے بانٹتے ہیں فتوح

قیامت کو ہوگا جو یاں نفخ صور
وہ خدمت کا چوتھے کی ہوگا ظہور

نہیں ان کی توہین ہر گز روا
دیا ان کو حق نے بڑا مرتبا

ہیں چاروں فرشتے یہ حق کے رسول
خدا کی ہے رحمت کا ان پر نزول

بشر میں جو ہیں انبیا ورسول
وہ سب ان سے افضل ہیں ہرگز نہ بھول

خدا نے یہ بعضوں کو خدمت ہے دی
کہ ڈھونڈیں مجالس وہ افکار کی

تعلق ہے بعضوں کے ان میں یہ کام
شب دروز ان کا ہے اس پر قیام

کہ پڑھتے ہیں ہم جو درود وسلام
وہ پہنچاتے ہیں پیش خیر انام

جو اللہ واحد پہ ایمان لائے
محمد کی صحبت سے ثمرہ اٹھائے

عقیدت سے جو مومن پاک باز
نبی جی کی صحبت سے ہو سرفراز

تو مومن اسے دین صحابی خطاب
کھلے واسطے اس کے جنت کا باب

بڑا مرتبہ ہے اس القاب کا
بہت ہی بڑا رتبہ اصحاب کا

بڑے سے بڑے مرتبہ کا ولی
نہ رتبہ صحابی کا پائے کبھی

جو مومن ہے تعظیم ان کی کرے
منافق ہمیشہ حسد سے مرے

اگر ان میں سے ایک کو بد کہے
گھر اپنا تو دوزخ میں پیدا کرے

ہے اسلام کا ان سے تازہ چمن
انہیں پر یہ صادق ہے قول حسن

خدا نے انہیں کو کہا مومنین
ہیں یہ زینت آسمان وزمین

خدا ان سے راضی رسول ان سے خوش
علی ان سے راضی بتول ان سے خوش

نہ ہیں گرچہ معصوم پر ہیں عدول
نہ مانے عدول ان کو وہ ہے بھول

روافض غلط جو روایت کریں
خوارج بھی جو کچھ شکایت کریں

تو ہے تین باتوں سے اک جان لے
بتاتا ہوں میں تجھ کو پہچان لے

عداوت سے یا تو جمایا ہے جھوٹ
پڑیگا خدا کا غضب ان پر ٹوٹ

ملی اجتہادی خطا کوئی بس
لگے غل مچانے بلا پیش وپس

ہوئی یا صحابہ سے لغزش کوئی
کہ توبہ بھی جس پر ہے ثابت ہوئی

تو پاکر اسے یہ زراہ عناد
مسلمانوں کے دین میں ڈالیں فساد

صحابہ میں واقع ہوئے جو کہ رنج
وہ سب بھردیں تھی نہ بھر گنج

نہ توطعن کا وار ان پر چلا
نہ دین میں تو اپنے یہ دھبا لگا

کہ فرماتے ہیں ہم سے مولا علی
جو بھائی ہمارے ہیں ہم سے بغی

نہ فاسق ہیں وہ اور نہ کافر ہیں وہ
کہیں کیسے یہ ہم کہ فاجر ہیں وہ

تجھے طعن کرنا ہے ان پر حرام
نہیں ایسی باتوں سے کچھ تجھے کام

صحابہ میں تفضیل بھی یاد رکھ
مفصل بتاتا ہوں دلشاد رکھ

کہ نوع بشر میں پس از انبیا
ابوبکر کا مرتبہ ہے بڑا

ہیں رتبے میں بعد انکے حضرت عمر
ہمیشہ تو رکھ اس کو پیش نظر

ہے بعد ان کے عثمان کا مرتبا
جنھوں نے یہ قرآن مرتب کیا

ہیں رتبے میں بعد انکے مولا علی
ولایت کی ہے راہ جن سے چلی

مبشر بہ جنت ہیں یہ چار یار
نبی پر ہیں یہ جان ودل سے نثار

ہیں تفضیل کے معنی کثرت ثواب — اسی معنے سے کرلے دل میں حساب
یہاں جو خلافت کی ترتیب ہے — وہی بس فضیلت کی ترتیب ہے
امام حسن تک خلافت رہی — خلافت جو گزری امارت رہی
جو حسنین ہیں یہ ہمارے امام — ہیں سردار اہل جناں لا کلام
جو ماں ان کی ہیں حضرت فاطمہ — عبادت کا جن پر ہوا خاتمہ
وہ محبوب ومقبول داور کی ہیں — پیاری وہ بیٹی پیمبر کی ہیں
جناب پیمبر کی سب بیٹیاں — وہ ہیں جنتی سب کی سب بیگمان
رسول خدا کی جو ازواج ہیں — وہ ہم سب کی ماں اور سرتاج ہیں
وہ بے شبہ ہیں سب کی سب جنتی — تو رکھنا اسی پر یقین قوی
جو عباس وحمزہ ہیں عم نبی — خدا نے ہے عزت بڑی انکو دی
جو دس(۳) میں سے باقی رہے اور چھ — مبشر بہ جنت تو ان کو بھی کہہ
یقینی ہوں جنت میں اصحاب بدر — یہ افسر صحابہ میں ہیں اور صدر
شریک احد تھے جو اصحاب دین — نبی سے وہ جنت میں ہوئیں قرین
جو مشہور بیعت ہے تحت الشجر — جو تھے اس میں جنت میں ہے انکا گھر
سوا ان کے اور جتنے اصحاب ہیں — عموماً وہ جنت کے ارباب ہیں
وہ ہر قسم کی ہیں برائی سے پاک — یہ ہی کلمہ کہہ ورنہ ہوگا ہلاک
مسلمانوں کو چاہئے اک امام — کہ ہوئے قریشی وہ عالی مقام
کہ احکام دین کے وہ جاری رکھے — شریعت کو وہ ہم میں ساری رکھے

رسول الہی کی تصدیق کو — سمجھ عین ایمان اے نیک خو
جو احکام لائے وہ اللہ سے — سمجھ چ تو ایمان کی راہ سے
ضروری جو ٹھہرے امورات دین — ہے انکار کفر ان کا منکر لعین
امور ضروری میں تاویل بھی — ہے کفر جلی یاد رکھ اے ولی
اوامر نماز اور حج وزکات — نواہی زنا ظلم وغیبت کی بات
ہے ان سب کی تصدیق بھی رکن دین — جو ان کو نہ مانے وہ مومن نہیں
نہ ایماں گناہ کبیرہ سے جائے — نہ کفار کی مثل دوزخ جلائے
خدا چاہے بخشے اسے بے حساب — جو چاہے اسے دے عمل پر عذاب
پر آخر کو جنت ہی اس کو ملے — نہ کفار کی مثل دائم جلے
خدا بخشے گا ہر طرح کے گناہ — نہ کفار ومشرک کو دے گا پناہ
جو چاہے کبیرہ پہ بخشش کرے — جو چاہے صغیرہ کی پرسش کرے
نہیں ہے کسی کو یہ اس سے مجال — کہ اس امر کا کرسکے کچھ سوال
نہیں شے جو معدوم ونابود ہے — حقیقت میں شے صرف موجود ہے
کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہہ — یہ مضبوط ہے قول ثابت تو رہ
پہ کلمہ کے ساتھ اس میں یہ بھی تو ہو — کہ منکر ضرورات دین کا نہ ہو
جو منکر ہو ان میں سے ایک امر کا — تو کہہ اس کو کافر نہ کچھ خوف کھا
نہ لے اہلسنت کا جو راستہ — ہے بدمذہب اس سے نہ رکھ واسطہ
تو لعنت کسی پر نہ کرلے کے نام — کہ ہے خوف واندیشہ کا یہ مقام

مگر کفر کا جس کے ہوئے یقین ‏— ہے جیسے ابوجہل کافر لعین
یزید شقی وعنیف وپلید ‏— خبیث اور بیدین شریر ومرید
ہوا اس کی تکفیر میں اختلاف ‏— فتادون میں لکھا ہوا ہے یہ صاف
بہت عالموں نے کیا ہے سکوت ‏— نہ پہنچا انہیں کفر کا جب ثبوت
بہت ایسا کہتے ہیں اے خوش خصال ‏— کہ عبرت خواتیم کا کر خیال
کہ بس خاتمہ پر سمجھ لے مدار ‏— کہ ہے آخری وقت کا اعتبار
کہ اس بیحیا پر تو لعنت نہ کر ‏— خدا پر اسے چھوڑ اور در گزر
وہ لعنت کا تھا مستحق فی الحیات ‏— ہے احوط نہ کرنا ہے بعد الممات
تو شک اپنے ایمان میں ہرگز نہ کر ‏— مسلمان سمجھ آپ کو بے خطر
ولیکن خدا سے یہ رکھ التجا ‏— کہ ایمان پہ رکھے تجھے وہ سدا
کہ قبضہ میں اللہ کے ہے یہ بات ‏— پھنسائے وہ آفت میں یادے نجات
جدھر چاہے دل کو ترے پھیردے ‏— طرف کفر وایمان کے اے نیک پے
ہے دشمن بھی شیطان سا تیرے قریب ‏— کہ ہیں مکر جس کے عجیب وغریب
خدا مکر سے اس کے بخشے نجات ‏— ہمیشہ بہ پیش نظر رکھ یہ بات
تو غیر خدا کو نہ ٹھہرا خدا ‏— یہ ہی شرک ہے اس سے رہ تو جدا
قیامت کے آنے کا ایمان تو لا ‏— کہ فرما گئے ہیں رسول خدا
بہت اسکے ہونگے نشان اور پتے ‏— کہ خلق خدا جس سے پہچان لے
ہو فتنہ کا دجال کے یاں ظہور ‏— وہ لیجائے خلقت سے ایمان کا نور

وہ مہدی کہ ہیں وہ ہمارے امام ‏— جو عیسیٰ نبی ہیں علیہ السلام
کریں آکے دنیا میں دونوں ظہور ‏— وہ اس فتنہ کو ہم سے کریں گے دور
نکلنا وہ یاجوج وماجوج کا ‏— یہ فتنہ بھی ایک ہوگا قہر خدا
ہو مغرب سے بس شمس کا پھر طلوع ‏— سمجھ لے کہ ہے اب قیامت شروع
زمین سے پھر اک نکلے گا جانور ‏— کرے گا نشانی وہ ہر ایک پر
عصا سے جبیں مسلمان پر ‏— کرے گا علامت وہیں بے خطر
سیہ داغ ماتھے پر کفار کے ‏— کرے گا وہ اپنی انگوٹھی کولے
پھنکے گا پھر اس بعد عالم میں صور ‏— فنا جس سے ہوجائیں گے سب ضرور
یہ سب ٹوٹ جائیں گے ارض وسما ‏— نہ یاں چاند وسورج کا ہوگا پتا
دوبارہ یکایک جو پھوکیں گے صور ‏— تو نکلیں گے قبروں سے مردہ ضرور
جو مردے تھے سب زندہ ہوجائیں گے ‏— وہ میدان محشر میں پھر آئیں گے
پھر اعمال نامہ دیا جائے گا ‏— حساب عمل پھر لیا جائے گا
ترازو کھڑی ہوگی میدان میں ‏— کریگی وہ وزن آن کی آن میں
وہاں ہو غضب کا حساب وکتاب ‏— بہت بخشے جائیں گے واں بے حساب
وہ پل جو کہ دوزخ کی ہے پشت پر ‏— صراط اس کا ہے نام اے باخبر
وہ باریک ہے بال سے بے گمان ‏— زیادہ ہے تلوار سے تیز ہاں
عبور اس پہ کرنا ہے سب کو ضرور ‏— وہ مومن ہوں یا کافر اے ذی شعور
سلمان پائیں گے اس پر نجات ‏— گریں گے جہنم میں کٹکر عصات

کریں گے شفاعت ہماری رسول　　ہے اللہ غفار ہوگی قبول
محمد کو کوثر کا ملنا ضرور　　کہ پانی ہے جس کا شراب طہور
مسلمان پی لیں جو حضرت کا جام　　پیاسے نہ ہوئیں گے پھر وہ مدام
مسلمان جنت میں پھر جائیں گے　　جہنم میں کافر سزا پائیں گے
رہیں باغ جنت میں مومن سدا　　ہمیشہ ہے کافر کی دوزخ میں جا
حقایق ہیں اشیا کی ثابت یہاں　　وہ خارج میں موجود ہیں بیگمان
جو شے ہے حقیقت میں موجود ہے　　جو منکر ہے اس کا وہ مردود ہے
خدا کے سوا عرش سے فرش تک　　جو کچھ ہے وہ حادث ہے کرنا نہ شک
صفات الٰہی بھی سب ہیں قدیم　　تو رکھنا اسی پر ہی دل مستقیم
نہیں ہے یہ قدرت سے حق کی بعید　　کہ پیدا کرے اور عالم جدید
نہ پتھر ہو انسان مرنے سے بھی　　نہ جائے سمجھ بوجھ اس کی کبھی
وہ زائر کو ہیں اپنے پہچانتے　　سلامی کو ہیں اپنے وہ جانتے
ہے قبروں میں نیکوں کو نعمت مدام　　بروں کو ہے تکلیف وزحمت مدام
نکیرین آکر کریں گے سوال　　وہ پوچھیں گے سب تیری جینے کا حال
جو دنیا میں اللہ کے ہیں ولی　　کرامات ان کو ہے بے حد ملی
خدا کے یہ دینے سے ہے انکو زور　　کہ بینا کریں اس کو جو ہوئے کور
جلاتے ہیں مردے بحکم خدا　　خدا نے یہ ہے ان کو رتبہ دیا
خدا غیب سے دیوے ان کو خبر　　وہ مقبول ہیں اس کے باور تو کر

شریعت پہ ہوتی ہے مومن کو راہ　　جو اس راہ سے بھٹکا وہ ہے تباہ
رہے عقل جب تک کہ تیری بجا　　شریعت کے سب حکم لا تو بجا
نہ بندے کو حاصل ہو یہ مرتبا　　کہ قید شریعت سے نکلے گا
خلاف شریعت جو کوئی چلے　　خدا تک رسائی نہ اس کو ملے
جو ہے جبر اور قدر کا مسئلہ　　نہ کر اس کا دنیا میں تو مشغلہ
نہ غیر خدا کو ہے سجدہ روا　　کہ ہے یہ حرام اور بیجا بڑا
عبادت کی نیت اگر اس میں ہو　　تو کافر ہو اور دین ترا جائے کھو
تو کعبہ کو ٹھہرا بس اپنا مطاف　　بجزیان کے ہرگز نہ کرنا طواف
طرف کعبہ کے منھ کا کرنا ضرور　　نمازوں میں یہ فرض ہے بیقصور
اگر کوئی بیدین یہ تجھ سے کہے　　کہ چاہے جدھر منھ تو اپنا کرے
خدا کا ہے منھ ہر طرف اس کو جان　　نماز اپنی پڑھ ہر طرف یہ تو مان
ہے اس قول کا قائل ایمان سے دور　　وہ کافر ہے تو بھاگ اس سے ضرور
یہ قرآن جو اللہ کا ہے پیام　　بہت اس میں وارد ہیں ایسے کلام
کہ ہرچند ہم ان میں غائر رہیں　　سمجھنے سے پر ان کے قاصر رہیں
تو ہم دین کی یوں حفاظت کریں　　کہے پر نبی کے کفایت کریں
کریں ان کے معنے پہ زائد نہ غور　　سوا ان کے ہیں بیان جو آیات اور
نبی نے ہے لی جن سے ظاہر مراد　　نہ تاویل ان میں کریں ہم زیاد
ہیں قرآن میں آیات دو قسم کی　　ہیں مشہور بیان پردہ دو اسم کی

ہیں ام الکتاب ان میں سے محکمات   ہوئی دوسری قسم متشابہات

جو قرآن کی مشہور قرات ہیں سات   تواتر سے ثابت ہیں اے خوش صفات

جو ثابت ہے ان قراتوں میں بخلاف   خدا کی یہ رحمت ہے بندوں پہ صاف

درود اورر قرآن جو کچھ ہم پڑھیں   جو خیرات وصدقہ مساکین کو دیں

ثواب اس کا بخشیں پھر اموات پر   پہنچتا ہے ان کو یہ باور تو کر

رسول خدا کے جو ہیں والدین   ہے جنت میں حاصل انہیں امن وچین

کوئی ہو مسلمان جو تیرا امام   نماز اس کے پیچھے ہو تیری تمام

اگر ہو وہ دیندار اور پارسا   ہے تیری نماز اس کے پیچھے بجا

اگر کوئی فاسق ہو یا بدعتی   کراہت نمازوں میں آئے تری

ہے خفین پر مسح بیشک درست   نہ کر وسوسہ سے تو دل اپنا ست

شریعت کی تعظیم لا تو بجا   نہ توہین کا خطرہ کچھ دل میں لا

شریعت پہ ہرگز تو ٹھٹا نہ کر   غضب سے خدا کے بہت دل میں ڈر

اہانت شریعت کی گرتو کرے   تو کافر ہو تو اور خدا سے پھرے

معاصی کی تحلیل وتخفیف بھی   ہے کفر جلی یاد رکھ اے اخی

مگر قید قطعی کا بھی دھیان رکھ   بتاتا ہوں میں اس کو پہچان رکھ

نجومی کے قولوں کو مت جان سچ   نہ کاہن کی باتوں کو مان اس سے بچ

کرم سے خدا کے نہ امید توڑ   نہ تو نا امیدی سے سر اپنا پھوڑ

ولیکن نڈر بھی نہ ہونا کبھی   کہ یہ بھی نشانی ہے ایک کفر کی

ہے ایمان مابین خوف ورجا   خدا ہی کا ہم کو تو ہے آسرا

عذاب الٰہی ہے گرچہ الیم   مگر اس کی رحمت بھی ہے بس عظیم

عقائد ہیں یہ اہل تحقیق کے   جو تھے پیشوا اہل تدقیق کے

کیے نظم میں نے برائے انام   کہ ہوں مستفید اس سے سب خاص وعام

بچیں مکر شیطان بدخواہ سے   رہیں سرخرو اپنے اللہ سے

بہت زور پکڑا ہے شیطان نے اب   ہے شیطان کے بندوں کا شور وشغب

وجود خدا کا ہے منکر کوئی   ندامت کا عالم کی مظہر کوئی

خدا کو ہے کاذب کوئی جانتا   ہے عیبوں کو اس ذات میں مانتا

رسولوں کی کرتا ہے توہین ایک   ولیوں کی کرتا ہے تہجین ایک

ملا انبیا کو جو ہے علم غیب   حمق سے سمجھتے ہیں یہ اس کو عیب

خدا نے دیے انبیا کو علوم   مرے جاتے ہیں یہ ظلوم ولوم

خدا پر تو چلتا نہیں ان کا زور   برا انبیا کو یہ کہتے ہیں کور

بہایم کے دیں انبیا سے مثال   خدا انکو سمجھے یہ ہیں بدخصال

یہ کافر ہیں ہرگز مسلمان نہیں   جو کافر نہ جانے وہ خود ہی لعین

یہ ظاہر میں ہیں طرز اسلام پر   بطون ان کے کفار سے بھی بتر

مسلمان ان سے کریں اجتناب   نہیں مکر کا ان کے کوئی حساب

وہابی ہے ان میں کوئی نیچری   کوئی رافضی اور ندوی کوئی

کوئی قادیانی کوئی فلسفی   کوئی آریہ ہے کوئی مفتری

مسلمان ان سے رہیں سب جدا　　نہ ان سے محبت کا ہو سلسلہ
عدوان کو سمجھیں مسلمان سب　　انہیں آتے ہیں سلب ایمان کے ڈھب
سبھی ہیں خلیفہ یہ شیطان کے　　ہیں دشمن نبی اور رحمان کے
خدا یا ترے در کا ہوں میں فقیر　　بچانا مجھے ان سے میرے نصیر
تو قادر ہے مالک ہے مختار ہے　　گنہگار میں ہوں تو غفار ہے
گنہ بخش دے میرے سب اے غفور　　ہوئے مجھ سے سرزد ہیں لاکھوں قصور
مگر تیری رحمت کا ہے آسرا　　خط عفو دے کھینچ اب برملا
جناب محمد رسول خدا　　وہ ہیں میرے سردار اور رہنما
علی وابوبکر وعثمان عمر　　یہ سب ہیں مرے دین کے راہبر
علی میری مشکل کے مشکل کشا　　ہیں جدہ مری فاطمہ پارسا
حسین اور حسن کا ہوں ادنیٰ غلام　　سمجھتا ہوں میں ان کو اپنا امام
ائمہ جو ہیں ان کی اولاد میں　　وہ مصروف ہیں میری امداد میں
یہ ہے قول میرا دل صاف سے　　میں ہوں قادری اور احناف سے
مرے باپ دادا بھی تھے قادری　　مجھے مل گئی ایسی نسبت بڑی
میں ان سب کا دیتا ہوں اب واسطہ　　خدایا مرا اچھا ہو خاتمہ
رسالہ عقائد کا کرتا ہوں ختم　　ترے ہاتھ ہی میری عقبیٰ میں شرم
غنی تو ہے اور ہے کریم وقدیر　　ترے در پہ بیٹھا ہوا ہے فقیر
کرم اور رحمت سے اس کو نواز　　تو منعم ہے قادر ہے اور بے نیاز

تاج العلماء
حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ

پیش نظر نظم "اہلسنت کی آواز" جلد سوم حصہ پنجم میں حضور تاج العلماء قدس سرہ کے اس نوٹ کے ساتھ شائع ہوئی تھی :

یہ نظم فقیر نے اس موجودہ نجدی فتنے کے آغاز زمانہ میں لکھی تھی اور حضور پرنور سید و مرشدی قبلہ الواصلین الکرام حضرت الحاج الشاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن قدسرہ العزیز کے ارشاد پر قرۃ العین سید آل مصطفیٰ قادری سلمہ نے اسے حضور کے سامنے شب سہ شنبہ شب پانزدہم محرم الحرام ۱۳۴۵ھ میں حضرت سلطان العاشقین جد اعلیٰ سید شاہ برکت اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے عرس شریف کے مجمع عام میں درگاہ معلیٰ برکاتیہ میں پہلی بار پڑھا اور حضرت اقدس مرشدی قدس سرہ نے اسے بہت پسند فرمایا اور پھر اکثر پڑھوا کر سنا کرتے اب حضرت کی یادگار میں فقیر نے اسے یہاں درج کیا۔

فقیر قادری قاسمی غفرلہ

نجدی دور جدید کے مظالم کی دردناک داستان

نجدیا سخت ہی ظالم ہے جماعت تیری
میں سناؤں تجھے تھوڑی سی شناعت تیری

طائف پاک کو دل کھول کے تونے لوٹا
بے گناہوں پہ چلی تیغ شقاوت تیری
عورتیں بچے ہدف تیرے مظالم کا بنے
ٹوٹی اعیان وعماید پہ بھی بدعت تیری
تیغ کے گھاٹ اتارے علماء وشرفا
ایسی کچھ ظلم سے مخمور ہے طینت تیری
خون مسلم کو کیا ہدر، کیا مال حلال
اے شقی ہے یہی شیطانی شریعت تیری
مال مسلم سے لیا خمس بھی ظالم تو نے
کونسا دین ہے یہ، کیسی ہے سنت تیری
ساری امت تیرے مذہب میں ہے پکی مشرک
ایک توحید پہ بس رہ گئی ملت تیری
ایسی توحید سے واللہ ہے اسلام نفور
بس تجھی کو ہو مبارک یہ خباثت تیری
ابن عباس کے مرقد کو اکھاڑا تو نے
اف رے بیباک ہے اس درجہ جسارت تیری
کب نبی زادوں کے مرقد کو بھی چھوڑا تو نے
بے نشان کرچکی ان کو بھی قساوت تیری
بڑھ کے طائف سے ستم مکہ میں تونے ڈہائے
کرتا وہ پاک حرم بھی ہے شکایت تیری
کون سا ظلم اٹھا رکھا حرم میں تو نے
ستم وجور کی جاتی نہیں عادت تیری

مولد پاک نبی آہ ہو کوڑے خانہ
اف رے ناپاک یہ شیطانی نجاست تیری
فیر تونے کئے مرقد میں خدیجہ کے بھی
شیطنت سے ہے بھری کیسی یہ خصلت تیری
آمنہ بی بی کا مرقد بھی نہ باقی رکھا
اف رے مردود یہ بیباکی یہ جرات تیری
مسجدیں ڈھائیں ماثر کو بھی توڑا تونے
عام قبروں پہ ہوئیں خاص عنایت تیری
تھے مزارات صحابہ وائمہ جو وہاں
کرچکی سب کو ہی برباد جماعت تیری
حاضری ان پر سمجھتا ہے عبادت تو نجی
ہے عجب فہم تری طرفہ ذہانت تیری
ہے اسی فہم وفطانت پہ مجدد بنتا
ہے گدہوں کو بھی تو شرماتی حماقت تیری
کوئی مسلم نہیں کرتا ہے عبادت ان کی
سخت جھوٹی ہی مسلمانوں پہ تہمت تیری
تجھ کو اللہ کے پیاروں سے ہے پکی نفرت
شرک تجھ کو ہے سوجھاتی یہی علت تیری
ہم تو اللہ کے پیاروں کی کریں گے تعظیم
جو بھی کچھ چاہے سمجھ لے اسے سنگت تیری
آگ برسائی مدینہ پہ نبی کے تو نے
کس قدر سخت ہے ظالم یہ شرارت تیری

کون سا ظلم مدینہ میں نہ تونے ڈھایا
قتل وغارت کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

بے نشاں کردیا افسوس حسن کا مرقد
تیری سفاکی کی شاہد ہے یہ حالت تیری

مرقد حمزہ وعثمان بھی مسمار کیا
جب نہیں اس سے بھی بھرپائی طبیعت تیری

تو کرا ڈالی بقیع ایک سرے سے برباد
اف رے او بندہ شیطان یہ جرات تیری

کھود کر پھینک دیا تونے مزار زھرا
اف رے ملعون- نبی سے یہ عداوت تیری

اب نظربد ہے تری روضہ اقدس کی طرف
آنکھیں پھوٹیں تری بہ جائے بصارت تیری

عرض کرتا ہے فقیر اپنے خدا سے کہ- مٹیں
تو- ہوا خواہ ترے- اور حکومت تیری

سید ملت

علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی
سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ

قاسم میاں کے در پر میلہ لگا ہوا ہے
ہر ایک نام لیوا نوری بنا ہوا ہے
مارہرہ اور مدینہ آپس میں منسلک ہیں
نسبت قوی ہماری پھر خوف کاہے کا ہے
آل رسول جن کو اپنا مرید کہہ دیں
احمد رضا سے پوچھو کیا کچھ نہیں ملا ہے
پیری مریدی کیا ہے•••؟ راہ خدا میں بکنا
جو پیر کا ہوا ہے' اللہ کا ہوا ہے
مرشد حسن میاں کے چہرے کی تاب دیکھوں
گویا کہ بدر کامل دھرتی پہ آگیا ہے
مارہرہ سے ہمیں کیوں نظمی نہ ہو عقیدت
مارہرہ ہی سے ہوکر طیبہ کا راستہ ہے

شرف ملت
سید شاہ محمد اشرف قادری برکاتی

رہبر کامل، مرشد اعظم حسن میاں پھر یاد آئے

(منقبت درشان اقدس حضور والا ماجد سرکار احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان)

رہبر کامل، مرشد اعظم حسن میاں پھر یاد آئے
مذہب اور اسلاف کے محرم حسن میاں پھر یاد آئے
برکاتی گنبد کو دیکھا، ان کا چہرا یاد آیا
ان کا چہرا نور مجسم حسن میاں پھر یاد آئے
درگاہ ومسجد سے لیکر خانقہ ومیہماں خانہ
چون سال کی خدمت پیہم حسن میاں پھر یاد آئے
بڑی بڑی آنکھوں میں ان کی شفقت کے دو دریا تھے
ساون کی رم جھم سا تکلم حسن میاں پھر یاد آئے
ابر چھٹے، ظلمت ہٹ جائے، تارے نکلیں، نور بہے
ان کا تبسم ایسا تبسم، حسن میاں پھر یاد آئے
بادہ حمد ونعت سے ہم کو جیون بھر سرشار رکھا
امرت گھولے ان کا ترنم، حسن میاں پھر یاد آئے

اک گلشن مرے اندر ہے اور اک گلشن میرے باہر ہے
کہتی ہے یہ قبر مکرم حسن میاں پھر یاد آئے
جگ مگ جگ مگ یاد کے جگنو خیالوں کی انگنائی میں
درد کو چھیڑے پُروا ہردم حسن میاں پھر یاد آئے
ان کی پڑوس کا کوئی چولہا ان کے جیتے جی نہ بجھا
ایسے سخی کو یاد کریں ہم حسن میاں پھر یاد آئے
ان کے ہاتھ پہ بکنے والے پھر نہیں بکتے کسی عوض
نہ سونا نہ روپیہ، درہم حسن میاں پھر یاد آئے
یادوں کے آباد جزیرے اپنی سمت بلاتے ہیں
دور بھی ہو اے سخت موسم حسن میاں پھر یاد آئے
ان کے ذکر سے افسردہ کلیاں بھی کھل کر پھول بنیں
پونچھ لے اشرف چشم پرنم حسن میاں پھر یاد آئے

شرف ملت
سید شاہ محمد اشرف قادری برکاتی

زینت اہل سنت پہ لاکھوں سلام

منقبت در شان اقدس حضور احسن العلماء علیہ رحمت ورضوان

(بہ طرز سلام)

نازش قادریت پہ لاکھوں سلام
زینت اہل سنت پہ لاکھوں سلام
باپ ماں دونوں زہرا کے گلشن کے پھول
اس معطر نجابت پہ لاکھوں سلام
زیدی القادری، واسطی، قاسمی
ان کی ہرایک نسبت پہ لاکھوں سلام
ذات سید حسن فخر کل خانداں
وارث شاہ برکت پہ لاکھوں سلام
زیب سجادہ شاہ قاسم میاں
نایب شاہ برکت پہ لاکھوں سلام

عاشق شاہ احمد رضا خاں تھے وہ
شارح اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
فکر وقول وعمل سب میں محتاط تھے
ان کے پاس شریعت پہ لاکھوں سلام
حلم وجود وعطا، شکر وصبر ورضا
ان کے طرز طریقت پہ لاکھوں سلام
انکساری وطیرہ رہا عمر بھر
ان کی سادہ طبیعت پہ لاکھوں سلام
علم والوں کی عزت پہ لاکھوں سلام
اپنے چھوٹوں سے شفقت پہ لاکھوں سلام
ماموں، نانا، برادر کے نزدیک ہے
ان کی تربت کی قسمت پہ لاکھوں سلام
نور کا مینھ برستا ہوا قبر پر
اے حسن تیری تربت پہ لاکھوں سلام
سیدالعلماء، احسن العلماء
دائمی اس رفاقت پہ لاکھوں سلام
نعت کے نخل پر منقبت کا ثمر
شعر اشرف کی قدرت پہ لاکھوں سلام

شرف ملت
سید شاہ محمد قادری برکاتی

حضور والد ماجد علیہ رحمت و رضوان کی
یاد میں ایک قطعہ

رونا ہم کو کب نہیں آتا رونے سے وہ آتے کب ہیں
یاد کی تم نے خوب سنائی دل سے بھلا وہ جاتے کب ہیں
عالم وکامل، حسن میں یکتا فن کے ماہر لوگ بہت
چشم تصور تیرے صدقے لوگ ہمیں اب بھاتے کب ہیں

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی
حیدر آباد (سندھ) پاکستان

منقبت بحضور احسن العلماء
علامہ سید شاہ حسن میاں شاہ صاحب قادری برکاتی
نور اللہ مرقدہ

بطرز

رنگ چمن پسند نہ پھولوں کی بو پسند
صبر و رضا و صدق کے پیکر حسن میاں
نوری میاں کے نور کے مظہر حسن میاں

ایسا کرم ہے آپ کا سب پر حسن میاں
ہے پرسکون ہر دل مضطر حسن میاں
وہ جس میں آب، اسوہ خیر البشر کی ہے
اک ایسا آئینہ ہیں سراسر حسن میاں
نور نگاہ زھرا ہیں، لخت دل علی
آل علی و آل پیمبر، حسن میاں

اولاد باب علم ہیں اور آل شہر علم
ہیں علم و آگہی کا سمندر حسن میاں

ان کی مہک سے سارا چمن عطر بیز ہے
ہیں باغ قادری کے گل تر حسن میاں

ہیں چرخ معرفت کے وہ رخشندہ آفتاب
شاہ جی میاں کا ناز ہیں حیدر حسن میاں

واللہ فخر و ناز محمد میاں ہیں وہ
ہیں آل مصطفیٰ کے جو دلیر حسن میاں

مارہرہ و بریلی کا ہر ایک ماہتاب
ہے آپ کی ضیاء سے منور حسن میاں

بس اک نگاہ لطف سے مٹتی ہے تشنگی
ہیں تشنگان شوق کے محور حسن میاں

جس نے ہمیں کیا غم دوراں سے بے نیاز
ہو وہ نگاہ لطف مکرر حسن میاں

منزل کی مشکلات کا کیوں مجھ کو خوف ہو
ہر گام پر ہیں جب مرے راہبر حسن میاں

دنیا کی ہر بلا سے وہ مامون ہوگیا
جو آگیا ہے آپ کے در پر حسن میاں

وہ گردش زمانہ سے گھبرائے کس لئے
حامی ہوں جس کے مصطفیٰ حیدر، حسن میاں

مفتی خلیل آپ کے جلووں کا آئینہ
اور آپ ان کے علم کا مظہر حسن میاں

اس خار زار ہستی میں ہر اک مقام پر
ہیں گل بداماں آپ کے چاکر حسن میاں

نظمی میاں کے حسن میں حسن حسن کے ساتھ
شامل ہے حسن وشان برادر حسن میاں

بے شک امین واشرف وافضل نجیب ہیں
ہیں یہ جو آپ کے مہ واختر حسن میاں

میں نے جہاں بھی جب بھی پکارا ہے آپ کو
کی دست گیری ہے وہیں آکر حسن میاں

بخشا ہے آپ نے جو امین ونجیب کو
مجھ کو بھی ہو عطا وہی ساغر حسن میاں

حافظ مزا تو جب ہے کہ یوں ہو بسر حیات
دل میں حسن میاں ہوں تو لب پر حسن میاں

استاذ شہزادگان خانقاہ برکاتیہ
عالی جناب ماسٹر محمد لعل قادری برکاتی

منقبت پاک فی شان پاک حضور احسن العلماء
حضرت علامہ حافظ قاری سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب
قادری برکاتی علیہ رحمہ ورضوان

جان ودل تم پر فدا یا مصطفےٰ حیدر حسن
میرے مرشد کی ولا یا مصطفےٰ حیدر حسن

یاد تیری کررہے ہیں دم بدم ہم خوب خوب
میرے محسن رہنما یا مصطفےٰ حیدر حسن

میرے گھر کا بچہ بچہ تیرے در کا ہے گدا
ان کے حق میں کر دعا یا مصطفےٰ حیدر حسن

سنیت کو سنوارا تو نے پاک وہند میں
دین چمکا جابجا یا مصطفےٰ حیدر حسن

گلشن برکات میں ہے تیرے دم سے جو بہار
ہے بہار جانفزا یا مصطفےٰ حیدر حسن

سینوں پر لطف اور اکرام تیرے ہر گھڑی
بہر اعداء قہر سا یا مصطفےٰ حیدر حسن

خوب صورت پاک سیرت نیک طینت واہ وا
کتنا دل کش خوش نما یا مصطفےٰ حیدر حسن

مظہر قاسم میاں ہے ذات تیری مرحبا
عاشق غوث الوری یا مصطفےٰ حیدر حسن

حب احمد سے رہا سرشار ساری زندگی
نائب خیر الوری یا مصطفےٰ حیدر حسن

خانقاہ ودرگاہ میں جاکر کے جب بھی کی نگاہ
ہرجگہ جلوہ ترا یا مصطفےٰ حیدر حسن

بزم برکاتی میں زینت تیرے دم سے ہے شہا
بزم کا دولہا بنا یا مصطفےٰ حیدر حسن

تیرے احساں ہم غریبوں پر ہیں بے حد بے شمار
دے خدا اس کی جزا یا مصطفےٰ حیدر حسن

لعل عاصی تیرے گھر کا ایک دیرینہ غلام
لطف ہو اس پر سدا یا مصطفےٰ حیدر حسن

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی

آسمان برکاتیت کے آفتاب
حضرت احسن العلماء علامہ سید شاہ حسن میاں قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یا الٰہی بہر حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
حسن و صفوت کر عطا ان کے گدا کے واسطے

ٹرین اپنی پوری رفتار کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے ایک طرف ایک نورانی صورت بزرگ عبادت میں مصروف ہیں، تلاوت جاری ہے۔ ۔ ۔ اور دوسری جانب دو نوجوان دینی وعلمی گفتگو میں ایسے محو ہیں کہ ڈبہ کے باہر کے مناظر سے یکسر بیگانہ نظر آتے ہیں ان میں سے ایک نوجوان دوسرے سے عمر میں کچھ بڑے نظر آرہے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک بطور معلم کچھ بتارہے ہیں اور دوسرے کچھ سیکھ رہے ہیں وقت گزرتا گیا منزل آگئی اور یہ مقدس حضرات منزل پر اتر گئے۔ ۔ ۔ اس نئے انداز

سے سیکھنے اور سکھانے والے ہر دو حضرات کا تعلق مشہور روحانی مرکز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے ہے ان کے ہمراہ دوسرے نورانی بزرگ دونوں کے مرشد گرامی ہیں اور یہی بزرگ طالب علم نظر آنے والے نوجوان کے "خال محترم" بھی ہیں۔

سلسلۂ نسب

یہ حضور احسن العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں شاہ صاحب ہیں جو سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور وصی وجانشین حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول مفتی سید محمد میاں قادری رحمت اللہ علیہ اور خلف اصغر حضرت سید شاہ آل عبا رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔۔۔۔ ان کے ساتھ ان کے خال محترم حضور تاج العلماء سید محمد میاں(۱) صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور استاذ نظر آنے والے نوجوان خلیل ملت خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل(۲) خان القادری البرکاتی رحمت اللہ علیہ مفتی اعظم سندھ وبلوچستان صاحب تصانیف کثیرہ (مرید خاص حضور تاج العلماء اور تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعہ) ہیں۔

اس وقت کے وہ طالب علم نوجوان اپنے دور کے ولی کامل بنے جن کے دست حق پرست پر ہزاروں دلوں کے میل صاف ہوئے، رنگ دور ہوئے۔۔۔۔ لاکھوں کی نگاہیں فیض لینے کے لیے، ان ہی کی طرف اٹھتی رہیں۔

مارہرہ مطہرہ کی سرزمین مقدس سے ہمیشہ علم وفضل کے خزانے نمودار ہوتے رہے اس خطہ زمین پر جو یگانہ روزگار استراحت فرما ہیں ان میں ایسے

ایسے گوہر آبدار ہیں جن کی چمک دمک زمانہ اور اہل زمانہ کی آنکھوں کو آج بھی خیرہ کررہی ہے۔ صاحب البرکات حضرت سیدی شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ سے خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ اور میاں صاحب نوری دادا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمت اللہ علیہ تک کا دور' جن خوش نصیبوں نے دیکھا' یا پایا' وہ ان کا حصہ تھا' ہمارے حصہ میں' تاج العلماء' سید العلماء (۳) اور احسن العلماء رحمہ اللہ علیہم کی دولت زیارت آئی۔

حضرت کا سلسلۂ نسب' حضرت سید زید شہید رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے آپ کے جد اعلیٰ (دادا) سید علی عراقی رضی اللہ عنہ ترک وطن فرماکر' قریہ واسط میں تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے۔ یہ قریہ عراق عجم وعراق عرب کے درمیان واقع ہے حضرت سید علی عراقی کے احفاد سے حضرت سید ابو الفرح واسطی اپنے چار صاحبزادوں کے ساتھ سلطان غزنوی کے زمانہ میں واسط سے غزنی تشریف لائے۔ ان میں سے ایک صاحبزادے سید ابو فراس ہیں جو جد سادات بلگرام کہلاتے ہیں۔ سید ابو الفرح تو کچھ عرصہ بعد ایک صاحبزادے کے ہمراہ واسط واپس تشریف لے گئے اور بقیہ تین صاحبزادوں نے ہندوستان کا قصد فرمایا سید ابو فراس نے جاجیر میں اقامت اختیار فرمائی ان ہی کے احفاد (پوتوں) میں سے حضرت سید محمد صغری رحمت اللہ علیہ ہیں جنہوں نے سلطان شمس الدین التتمش کے ایماء پر راجہ بلگرام پر جو سخت کافر اور بڑا سرکش تھا جہاد کیا اور اس کے قتل کے بعد ۶۱۴ھ میں فتح پائی۔ سلطان شمس الدین نے اس فتح کی خوشی میں بلگرام کا وسیع علاقہ حضرت کی جاگیر میں دے دیا۔ بلگرام کا اصل نام پہلے ''سری نگر'' تھا حضرت نے تبدیل فرماکر اس کا نام بلگرام رکھا اس وقت سے حضرت کا

خاندان حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمت اللہ علیہ تک بلگرام میں رہا۔

جس کے بعد حضرت میر کے بڑے صاحبزادے مارہرہ شریف تشریف لے آئے اور اس کو آباد فرمایا اس وقت ۱۰۱۷ھ سے آج تک حضرت کی اولاد مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ' اترپردیش) میں ہے۔

تعلیم و تربیت

سید شاہ حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ سیدہ شہربانو بیگم بنت سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب تھیں---- آپ ۱۰ر شعبان ۱۳۴۵ھ-۱۹۲۷ء شب یک شنبہ کو پیدا ہوئے' مارہرہ شریف کے خانقاہی مدرسہ قاسم البرکات میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کرلیا فارسی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی لیا۔

اپنے محترم ماموں تاج العلماء حضرت شاہ علامہ مولانا مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ' سجادہ نشین مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا--- خلیل ملت مفتی محمد خلیل خاں سے مارہرہ شریف میں ہی منطق وصرف ونحو اور ادب عالیہ میں کمال حاصل کیا۔ اس تعلیم میں ایک خصوصیت جو کسی اور شاگرد کو نصیب نہ ہوئی یہ تھی کہ جب حضرت تاج العلماء کے ساتھ سید شاہ حسن میاں صاحب تبلیغی دوروں پر گونڈل' پور بندر' ترسائی اور کاٹھیاواڑ تشریف لے جاتے تھے تو مفتی محمد خلیل خاں بھی درس وتدریس جاری رکھنے کے لیے ہمراہ جاتے تھے اور اس طرح سفر میں بھی درس کا ناغہ نہ ہوتا تھا۔

بیعت وخلافت

حضرت سید شاہ حسن میاں صاحب کو تمام سلاسل خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قدیم وجدید نیز جملہ ازکار و اوراد واشغال ومراقبات وسلسلات ومصافحات اور اسانید قرائت قرآن مجید و روایت حدیث حمید' وادعیہ معمولہ خاندانی کی اجازت اور بیعت و خلافت اپنے خال محترم حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب سے حاصل ہے۔ آپ حضرت تاج العلماء کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

تبلیغی خدمات

حضرت احسن العلماء نے اپنی زندگی بھی اپنے خال محترم حضور تاج العلماء قدس سرہ اور برادر مکرم سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب رحمت اللہ علیہ کی طرح تبلیغ دین کے لیے وقف فرما رکھی تھی۔ اکثر تبلیغی دورے فرماتے تھے خطیب و واعظ کی حیثیت سے فصاحت وبلاغت میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ امام اہل سنت کے اشعار اپنی گفتگو میں برمحل اور برملا پڑھتے چلے جاتے' حق وصداقت کی خاطر کبھی بھی ثروت وحکومت کا رعب قبول نہیں فرمایا' میدان شعر وسخن کے بھی شہ سوار تھے نعت ومنقبت میں طبع آزمائی فرمائی ہے---- ایک جگہ فرماتے ہیں۔

رضا کے غلامو ۰۰۰! چلو تم بھی آوَ
کہ تم کو رضا سے ملاتی ہے گاگر

آپ کی محفلیں

آپ کی محفل میں ہونے والی ہر گفتگو ہوتی ایک ایک جملہ سے عشق

ومحبت ٹپکتا تھا آپ کے پاس بیٹھنے والا کبھی خالی دامن نہیں اٹھتا طویل علالت کی وجہ سے آخر عمر میں تبلیغی دوروں میں بہت کمی فرمادی تھی پورے ہندوستان سے مشائخ وعلماء اور محققین وفضلاء آپ کی دست بوسی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی درگاہ مبارکہ کے تمام امور کے متولی وسرپرست اعلیٰ آپ ہی تھے ہر سال عرس قاسمی (حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن رحمت اللہ علیہ) آپ کی نگرانی میں' اور عرس نوری میں بھی آپ کی سرپرستی شامل ہوتی تھی ہر دو اعراس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ تشریف لاتے ہیں اس موقعہ پر تمام نادر وقیمتی تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے' آپ کبھی کبھی پاکستان بھی تشریف لاتے تو اس موقعہ پر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور امام اہل سنت کے پیر خانہ کے اس فرزند ارجمند کو دیکھنے کے لیے عشاق بے تابانہ ٹوٹ پڑتے اور اپنی آنکھوں اور دلوں کو سرور پہنچاتے۔

کلام رضا کے ماہر وشارح

حضور احسن العلماء کو امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت تھی کہ آپ ہمیشہ اپنی تقریر وتدریس' خلوت وجلوت میں' جب اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے تو "میرے اعلیٰ حضرت" کہتے---- اور فرماتے کہ "میاں! اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھنا کوئی کھیل نہیں ہے' اسے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے علم چاہیے"

غالباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے' جب آپ پاکستان تشریف لائے' ان دنوں

راقم الحروف، دارالعلوم امجدیہ کراچی میں زیر تعلیم تھا، تو تقریباً ہر روز ہی، حضرت کی زیارت کا موقعہ ملتا رہا---- آپ نے، جمعہ کی نماز، حضرت استاذی علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی برکاتی رحمت اللہ علیہ کے اصرار پر اخوند مسجد کھارادر میں پڑھائی، حضرت قاری صاحب قدس اللہ سرہ ان دنوں اخوند مسجد میں خطیب وامام تھے، جمعہ کے بعد، حضرت قاری صاحب قبلہ قدس سرہ نے دعا فرمائی اور مناجات میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر بھی پڑھا۔

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غم زدہ کا ساتھ ہو

حضرت قاری صاحب نے لفظ غم زدہ میں زاء پر زبر پڑھا----

حضرت احسن العلماء سید حسن میاں صاحب قدس سرہ کے ساتھ نجی محفل میں جب فقیر بیٹھا، تو آپ نے فرمایا "احمد میاں، اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں، جو قبلہ قاری صاحب نے آج پڑھا، زاء پر پیش ہے، زبر نہیں---- اس لیے کہ زبر کے ساتھ معنی ہیں "غموں کا مارا ہوا" جب نبی خود غم کے مارے ہوں گے تو فریاد رسی کیسے فرمائیں گے•••؟ زبر کے ساتھ "زدن" سے بنے گا جبکہ پیش کے ساتھ غم زدہ "زدودن" سے ہوگا، جس کے معنی ہیں "صاف کیا ہوا، قلعی کیا ہوا۔" جو شان مصطفیٰ کے عین مطابق ہے---- پھر فرمایا، میاں یہ وہ اسرار ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں•••• آپ قبلہ قاری صاحب سے عرض کردیجئے گا"---- فقیر نے دوسرے دن، سبق پڑھتے ہوئے، حضرت قاری صاحب سے یہ گفتگو عرض کی، تو آپ نہایت خوش ہوئے---- اور اس بات کو کئی جگہ بیان فرمایا، چنانچہ اسی کا اثر ہے کہ آج حضرت استاذی قاری صاحب رحمت اللہ علیہ کے جانشین اور تمام مریدین،

اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں---- اس طرح حضور احسن العلماء کا فیض، کلام رضا کی شرح میں، عوام تک پہنچا۔

اپنے استاد سے محبت

حضرت کے استاذ مکرم، حضرت خلیل العلماء، جب بھی ہجرت کے بعد، پاکستان سے مارہرہ شریف تشریف لے جاتے، تو حضرت احسن العلماء، آپ کو قرب خاص میں ٹھہراتے---- اور ہر طرح خیال رکھتے، عرس مبارک میں، خاص طور پر فرمائش کرکے، آپ سے تقریر کرواتے اور بہت خوش ہوتے---- بعد میں خصوصی خلوتوں اور اکرامات سے نوازتے۔

خانقاہ برکاتیہ میں معمول ہے کہ جب سجادہ نشین کا وصال ہوتا تو عرس چہلم کے موقعہ پر خانقاہی جانشین کی دستاربندی ہوتی ہے، تو اس موقعہ پر خانقاہ کے باہر سے بھی، ایک فرد کی دستاربندی کی جاتی ہے چنانچہ جب حضور تاج العلماء کے وصال شریف کے بعد، حضور احسن العلماء کی دستاربندی ہوئی، تو آپ نے دوسری دستار کے لیے اپنے استاذ مرحوم خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں کو ہی منتخب فرمایا-----

جب خلیل العلماء کے وصال کے بعد، آپ ۱۹۸۶ء میں پاکستان تشریف لائے، تو دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد میں جلوہ فرمایا اور وہاں استقبالیہ میں شرکت فرمائی دوران تقریر آپ باربار "میرے استاد، میرے استاد" کہہ کر آبدیدہ ہوجاتے---- بہت دیر تک آپ حضرت خلیل العلماء کا تذکرہ فرماتے رہے----

فقیر راقم الحروف جب ۱۹۸۹ء میں، مارہرہ میں حاضر ہوا، تو آپ نے دوران گفتگو، اپنے زمانہ طالب علمی کی بہت سی باتیں، فقیر کو بتائیں، اور بار

بار حضرت والدی خلیل العلماء کا تذکرہ فرمایا' آج کل کے واعظین پر گفتگو ہونے لگی تو آپ نے فرمایا.... "میاں' ہمارے استاد' آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے...."

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا　　پڑھے لکھے کو فارسی کیا

یعنی علماء کا علم تو خود زبان سے بولتا ہے" فرمایا آج کل عبارت پڑھنے میں لوگ اعراب ظاہر نہیں کرتے جبکہ اعراب ظاہر کرنے سے ہی علم کا ظہور ہوتا ہے' سننے والا جب سنتا ہے کہ قاری نے مثلاً "زید" کی دال پر پیش پڑھا ہے تو وہ جانتا ہے کہ یہ فاعل بن رہا ہے اور جب زبر پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ مفعول ہورہا ہے اور جب زیر پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ مجرور ہے---- اور جب دال پر سکون پڑھا' تو سننے والا سمجھ گیا کہ قاری کا علم کتنا ہے....؟

خلیل العلماء کی احسن العلماء سے محبت

حضرت خلیل العلماء بھی حضور احسن العلماء سید حسن میاں صاحب سے بے حد محبت فرماتے تھے جب بھی ملاقات ہوتی تو آپ حضرت کے ہاتھ چوم لیتے تھے فرماتے تھے کہ میں حضرت حسن میاں صاحب کو اپنے استاذ محترم اور مرشد گرامی حضرت تاج العلماء رحمت اللہ علیہ کی جگہ دیکھتا ہوں اور ان کے چہرے میں مرشد نظر آتے ہیں' چنانچہ ایک مرتبہ عرس قاسمی میں آپ نے مدح مرشد میں ایک منقبت پڑھی' اس میں ایک شعر یہ تھا۔

میرے حسن کو میری نگاہوں سے دیکھئے
تصویر خدو خال محمد میاں کی ہے

حضرت احسن العلماء کی شادی میں' خلیل العلماء نے سہرا پڑھا جو نہایت مقبول ہوا آپ نے سہرے کا تاریخی عنوان نکالا جو "جشن شادی

راحت" سے ۱۳۶۸ھ نکلتا ہے حضرت احسن العلماء کو اس سہرے کے بہت سے اشعار زبانی یاد تھے جو آپ نے فقیر راقم الحروف کو سنائے' ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

اللہ غنی کیا خوب ہے یہ پاکیزہ طبیعت سہرے کی
تحمید الہ' تمجید نبی' دیرینہ ہے عادت سہرے کی
کس ناز و ادا سے اترا کر' چمٹا ہے کلیجے سے جاکر
بندھتے ہی جبین نوشہ پر' کیا کھل گئی قیمت سہرے کی
یہ بزم فلک کے سیارے' یہ اختر وانجم' مہ پارے
ٹوٹے ہیں عقیدت کے مارے' کرنے کو زیارت سہرے کی
اے شاہ مدینہ شاہ زمن' از بہر حسین از بہر حسن
شاداں رہیں یہ دولہا دولہن دن دو دونی ہو عزت سہرے کی
اے طبع خلیل فیض رقم' یہ جوش بیاں یہ زور قلم
کھائے گی تیری شوخی کی قسم' تا عمر لطافت سہرے کی

یہ پورا سہرا "جمال خلیل" میں چھپ چکا ہے حضرت خلیل العلماء نے اس موقعہ پر ایک قطعہ بھی فرمایا' اس کے دو شعر ہیں۔

چھائیں رحمت کی گھٹائیں میں وہ سہرا کہہ دوں
بدلیاں جھومتی آئیں میں وہ سہرا کہہ دوں
عرش تک نعت محمد کے ترانے گونجیں
حوریں فردوس میں گائیں میں وہ سہرا کہہ دوں

آپ کا علم اور عادات مبارکہ

حضرت احسن العلماء' نہایت خلیق' ملنسار اور محبت فرمانے والے

ہردلعزیز محبوب تھے---- کسی سے گفتگو فرماتے تو نہایت نرمی سے اور آہستہ آہستہ پھر اس سے پوچھتے کہ میری بات سمجھ گئے یا نہیں' اگر کبھی کوئی شخص آپ سے کسی کی ذات میں کسی شرعی کمی کے بارے میں بات کرتا تو بھی آپ شخص سے ملنے پر کچھ نہ کہتے بلکہ اس کی بہتری کی دعا فرماتے---- بسا اوقات لوگ آکر بتاتے کہ "میاں" فلاں شخص نے آپ کے بارے میں یہ برے کلمات کہے ہیں' ہم ان کو جواب دیں•••؟ آپ فرماتے "نہیں' صبر کرو' واللہ عزیز ذوانتقام' اللہ غالب انتقام والا ہے" وہ حاسد چند دن بعد خود ہی ٹھنڈا پڑجاتا اور حضرت کے سامنے آنے کی تاب نہ لاتا----

آپ اتنے ذی علم تھے کہ گفتگو کے ہر جملے سے علم کے موتی برستے اور فہم کے جواہر بکھرتے تھے---- ایک مرتبہ فقیر سے فرمایا "میاں' دہریئے' جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور "لا الہ" یعنی کوئی خدا نہیں کا عقیدہ رکھتے ہیں' ان کے قول "لا" (نہیں) میں بھی' خدا کے وجود کا اقرار ہے' کہ وہ ہے' جب ہی تو یہ انکار کررہے ہیں' اگر نہیں ہے تو یہ انکار کس کا کررہے ہیں' تو خدا کا وجود ان کے قول "لا" سے ثابت ہے' ان کا نہ ماننا اور بات ہے"

سجادگان مارہرہ شریف کی خصوصیت

مخدوم العلماء عارف باللہ' حضرت علامہ سید محمد علی رضوی قادری حسنی مدظلہ نبیرہ حضرت محدث الوری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مارہرہ مطہرہ خانقاہ برکاتیہ کے سلسلہ عالیہ کے سجادگان میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس خانقاہ کے تمام سجادہ نشین عالم اور صاحب شریعت ضرور رہے ہیں اور بعض حضرات تو علم ظاہری' علم شریعت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ

طبیب جسمانی بھی ہوتے تھے---- اور یہ حضرات اپنی ولایت کو اپنے علم ظاہری اور علم طب میں چھپاتے تھے' یعنی لوگ یہی کہیں کہ حکیم ہیں' عالم ہیں' مفتی ہیں' اور ہر شخص ان کے مقام ولایت کو نہ دیکھ سکے' یہ کسر نفسی کی اعلیٰ دلیل ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو سلسلہ اتصال کے ساتھ کسی خانقاہ میں نظر نہیں آتی' بلکہ دیگر خانقاہوں میں اکثریت کے ساتھ بعض سجادگان ایسے نظر آتے ہیں جو علم ظاہری سے آراستہ نہ تھے حالانکہ یہ علم طریقت کی پہلی سیڑھی ہے' لیکن مارہرہ مطہرہ اس ضمن میں نمایاں ہے---- اور یہاں کے ہر سجادہ نشین علم وطب کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتے ہیں (تقریر' برتعزیتی جلسہ برائے حضور احسن العلماء رحمہ اللہ علیہ' دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد' ۱۶ر ستمبر ۱۹۹۵ء)

عرس قاسمی کے موقعہ پر' حضور احسن العلماء' بذات خود چل کر تمام مہمانوں سے انکے احوال دریافت فرماتے اور ان کے قیام وطعام ملاحظہ فرماتے اور اپنے فرزندگان کو بھی ہدایت فرماتے کہ کوئی مہمان کسی اضطراب وبے چینی کو محسوس نہ کرے' بسا اوقات' آپ بیرون ملک سے آنے والے' اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو دہلی سے لانے کے لیے اپنی ذاتی سواری بھجواتے اور اس طرح ان کی دلجوئی فرماتے تھے حالانکہ مارہرہ شریف اور دہلی کا فاصلہ سڑک کے راستے پانچ گھنٹے کا ہے----

خطابت وشاعری

آپ عام طور پر نماز فجر اور نماز مغرب کی امامت خانقاہ کی مسجد برکاتی میں فرماتے تھے' لیکن جمعہ کی خطابت آپ کی موجودگی میں دوسرا نہ کرتا---- آپ کے خطیبانہ وعظ اور تقاریر کی سیکڑوں کیسٹیں آپ کے مریدوں اور

عقیدت مندوں کے پاس موجود ہیں---- آپ ایک نہایت خوش آواز نعت خواں بھی تھے---- تلاوت قرآن کا طریقہ بھی مسحور کن تھا---- آواز نہایت بلند اور گرج دار تھی---- جمال وحسن ظاہری کے ساتھ حسن باطنی کے حامل تھے---- آپ کو پہلی مرتبہ دیکھنے والا' دیکھتا ہی رہ جاتا اور پھر نظارے کی تاب نہ لاسکتا تھا---- آپ کی شاعری اور نعت خوانی کے جلوے کیسٹوں میں محفوظ ہیں اپنی ایک نعت میں فرماتے ہیں۔

از آدم تا بہ ایں دم سب تمہاری ملک میں آقا
ہوتم پیارے ملیک الملک کے اورہم سب کے افسرہو
زبانیں پیاس سے جب عرصہ محشر میں ہوں باہر
مجھے بھی اپنے صدقہ میں عطا اک جام کوثر ہو
حسن کی لاج رکھ لینا کرم سے اپنے اے آقا
بروز حشر جب وہ روبروئے رب اکبر ہو

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں...۔

محمد آبروئے موماناں ہیں
محمد بادشاہ مرسلاں ہیں !
محمد شرح آیات الہی
کتاب رطب ویابس کا بیاں ہیں !

حضرت سرکار بغداد' سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی جناب میں یوں فریاد رسی کرتے ہیں۔

واسطہ حسنین کا سن لیجئے
مشکلیں آسان میری کیجئے
آپ کو مولا علی کی ہے قسم
دور کردیجئے مرے رنج و الم

المدد یا غوث اعظم المدد
المدد یا قطب اکرم المدد
نرغہ اعدا میں ہیں اہل سنن
دور کیجئے ان سے سب اہل فتن

راقم الحروف پر حضرت کا کرم

حاجی محمد عمر قادری برکاتی (جو اس وقت ماشاء اللہ عمر کے بیاسی برس مکمل کرچکے ہیں) خلیفہ حضرت احسن العلماء نے فقیر سے بیان کیا کہ "میں جب ۱۹۸۵ء میں مارہرہ شریف عرس قاسمی میں حاضر ہوا' تو میں نے ایک دن موقعہ پاکر' حضرت سے عرض کیا کہ آپ پاکستان میں احمد میاں صاحب کو بھی خلافت دے دیجئے' تو حضرت نے فرمادیا' کہ حاجی صاحب' میں استخارہ کررہا ہوں گویا یہ حضرات اکابر کسی کو نائب بنانے سے پہلے خیر طلب کرتے تھے' پھر اہل پاکر نیابت کا حق مرحمت فرماتے ہیں' فقیر راقم الحروف بھی اپنے والد گرامی خلیل العلماء کے وصال کے بعد پہلی مرتبہ عرس قاسمی میں ان دنوں وہیں حاضر تھا حاجی صاحب نے مجھ سے وہیں اس کا ذکر کردیا' میں نے عرض کیا کہ اس بارے میں' آپ اب کچھ نہ فرمائیں---- پھر ہم دونوں ہی پاکستان واپس آگئے اور حضرت نے خلافت کے بارے میں کوئی بات نہ فرمائی----

چھ ماہ بعد مارچ ۱۹۸۶ء میں جب حضرت پاکستان تشریف لائے اور حیدر آباد ورود ہوا تو مغرب کے بعد' درگاہ جیلانیہ میں' ایک محفل کا اہتمام کیا گیا' اسی دن صبح کے وقت میں' بعض علماء ومشائخ اور بزرگ کارکنان اہلسنّت نے مشورہ کیا کہ شام کو بعد عشاء جب حضرت درگاہ جیلانیہ سے فارغ ہوکر' دارالعلوم میں عشائیے میں شرکت فرمائیں گے' تو حضرت سے

عرض کریں گے کہ احمد میاں برکاتی صاحب کو بھی اپنی خلافت مرحمت فرمائیں---- لیکن یہ کہنے کا موقعہ نہ آیا اور حضرت احسن العلماء نے درگاہ جیلانیہ میں، بھری محفل میں، خطاب کے آغاز پر ہی یہ اعلان فرمایا کہ "میں آج سے مفتی احمد میاں برکاتی کو خلافت دیتا ہوں اور تمام سلسلوں میں اجازت دیتا ہوں اور تمام اوراد و اشغال کی اجازت دیتا ہوں" اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ایسا میں نے کسی کی سفارش یا کہنے پر نہیں کیا ہے بلکہ ان کو اس کا اہل جان کر فیصلہ کیا ہے---- الحمد للہ!

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت کا اس وقت یہ اعلان کرنا اس وجہ سے تھا کہ کل کوئی میرے نائب سے یہ نہ کہہ سکے، ہم نے آپ کو خلافت دلائی ہے---- فقیر تو اس لائق ہرگز نہیں ہے، تاہم وہ لائق بنادیں تو کچھ مشکل نہیں ہے۔

فقیر پر خصوصی انعام

۱۹۸۶ء میں حضرت کا پاکستان کا یہ آخری دورہ تھا---- اسی دورہ میں ایک مرتبہ راقم الحروف کراچی حاضر ہوا، رہائش پر احباب و مریدین کا بڑا اجتماع تھا رات کے دس بجے تھے، حضرت نے بھرے مجمع سے فقیر کو بلایا، اور اپنے کمرہ خاص میں ساتھ لے گئے، جب فقیر کو بلایا، تو دل میں خیال آیا کہ فقیر سے کچھ غلطی یقیناً ہوگئی ہے اس کی اصلاح کی غرض سے تنہائی میں بلایا ہے اس خیال سے بدن پر لرزہ آگیا اور دل بے قابو ہونے لگا جب کمرے میں داخل ہوا حضرت مسہری پر تشریف فرما تھے فرمایا دروازہ بند کرکے کنڈی لگا دیجئے اور میرے پاس بیٹھیں، فقیر نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے چٹخنی لگائی اور حضرت کے قدموں میں بیٹھ گیا، آپ نے اپنے تکیے کے نیچے سے اپنا

بیگ نکالا اور اس میں سے ایک خطیر رقم فقیر کو عطا فرمائی---- اور فرمایا "یہ آپ کا وظیفہ ہے آپ سے پہلے آپ کے والد کو ملتا تھا، اب آپ کو ملا کرے گا یہ پیر خانہ کا تحفہ ہے جو مقرر ہے، اس کو رکھ لیں اور بس" پھر آپ باہر تشریف لائے----

۱۹۸۹ء میں جب راقم الحروف عرس قاسمی میں حاضر ہوا، عرس شریف کے پہلے ہی دن شہزادہ سید نجیب میاں سلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مژدہ سنایا کہ "بابا" حضرت نے فرمایا ہے، آج آپ کی تقریر ہوگی---- میں نے اس مژدہ جاں فزا کو سعادت سمجھا اور خواہش دل میں کی کہ حضرت بھی سنیں تو مزہ آئے اور اصلاح بھی فرمائیں فقیر کی باری آئی، تقریر شروع کی بیس منٹ بولتا چلا گیا---- جب جلسہ گاہ سے باہر آیا، تو شہزادہ سید نجیب میاں نے فرمایا کہ حضرت نے آپ کی پوری تقریر گھر میں بیٹھ کر سنی، آنکھوں میں آنسو تھے، فرماتے جارہے تھے "بالکل میرے استاد کا رنگ ہے، بالکل وہی طرز ہے" سبحان اللہ اللھم زد فزد...!

عرس شریف کے اختتام پر آپ نے اپنے چاروں شہزادوں کے ذریعہ الگ الگ انعام بھجوایا---- بلکہ اپنے ہمشیر زادے ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم میاں(۴) کے ذریعہ بھی انعام عطا فرمایا---- اور وہ سب اتنی رقم تھی کہ میرے وہاں کے جملہ اخراجات کو کافی رہی---- قربان جایئے ایسے پیر خانے پر کہ جہاں پیر دیتے ہیں لیتے نہیں-----

حضرت کا وصال

علاج کی غرض سے، آپ کو دہلی لایا گیا، اسپتال میں رہے---- ۱۱ ربیع الآخری بڑی گیارہویں شریف کے دن آپ نے اشاروں میں اپنے

وصال کا ظاہر اعلان فرمادیا اور نعت خوانی وتلاوت شروع کرادی---- احباب نعتیں سناتے رہے آپ خود بھی نعتیں پڑھتے رہے اور بار بار فرماتے "ہم تو پیا کے گھر جارہے ہیں" آخری تین دن آپ گہرے مراقبہ میں رہے، اس دوران عالم مراقبہ میں جب کہ نعت خوانی ہوتی رہی آپ سے تمام مشائخ مارہرہ مطہرہ ملنے آتے رہے اور عالم کشف میں ہی یہ سلسلہ جاری رہا، جب کبھی اس وجدان سے شعور میں آتے تو صاحبزادگان سے دریافت فرماتے، ارے میاں آپ حضور تاج العلماء سے ملے....؟ سید العلماء سے ملے...؟---- غرضیکہ یہ بارات جمع ہوتی رہی اور جنتی دولہا کو تیار کیا جاتا رہا اسی نعت وتلاوت کے سماں میں، آپ نے ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۴ر ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ بروز پیر ہندوستان کے وقت کے مطابق شب میں ۸ بج کر ۵۰ منٹ پر وصل الٰہی کا جام نوش فرمایا----- یاد رہے ٹھیک اسی وقت پر تاج العلماء قدس سرہ کا وصال ۲۴ر جمادی الاغری ۱۳۷۵ھ کو ہوا تھا-----

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا، وہ طیب و طاہر گیا

ایک ماہ قبل وصال کی خبر

مارہرہ سے دہلی آتے ہوئے، سواری میں بہت جھٹکے لگ رہے تھے جس سے آپ کو بظاہر بہت تکلیف ہورہی تھی---- مریدین وخدام نے عرض کی کہ حضور کو بہت تکلیف ہورہی ہے، فرمایا "واپسی میں بالکل تکلیف نہ ہوگی" احباب سمجھے کہ یہ متوقع صحت کی طرف اشارہ ہے، عرض کی، انشاء اللہ،---- جب کہ درحقیقت آپ وصال مبارک کی طرف اشارہ فرمارہے تھے، جس کا علم وصال کے بعد ہوا۔

وصال کے بعد حضرت کا جسد اقدس مارہرہ شریف لایا گیا اور دوسرے دن مغرب کے وقت درگاہ شریف برکاتیہ میں اپنے خال محترم حضور تاج العلماء قدس سرہ کے مزار اقدس کے بائیں طرف، ان کے حجرے کے باہر دالان میں، اپنے برادر محترم حضور سید العلماء قدس سرہ کے پائینتی مدفون ہوئے۔

جسم اقدس کی نزاکت

سید ملت حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں مدظلہ فرماتے ہیں کہ چچا میاں حضرت احسن العلماء کو جب غسل شریف دیا گیا، تو ایسا محسوس ہورہا تھا کہ سو رہے ہیں، ابھی آنکھیں کھول دیں گے، جسم نہایت تازہ ونازک تھا، جس طرح ہم چاہتے باآسانی خمیدہ کرلیتے ذرا احساس نہ ہوا کہ وصال فرماچکے ہیں۔

آخری کلمات

حضرت کے خادم خاص، اکبر بھائی برکاتی بیان کرتے ہیں، کہ آخری لمحات میں حضرت کے ہونٹ بدستور مسلسل ہل رہے تھے، اور میں نے واضح طور سنا ورد فرمارہے تھے "یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم" اسی ورد میں آپ کا وصال ہوا۔

بعد وصال مرید کو زیارت

حضرت کے ایک مرید مشتاق ماکڑا، جو کراچی میں رہتے ہیں بیان کرتے

ہیں کہ ایک دن مجھے حضرت بہت یاد آئے تو میں نے سوچا کہ وہی کلمات پڑھوں جو حضرت نے آخری لمحات میں ورد کیے تھے "یااللہ یا رحمٰن یا رحیم" تو میں یہ پڑھ کر سوگیا--- خواب میں' حضرت کی زیارت ہوئی منظریوں تھا۔

"ایک نہایت حسین محل ہے ایسا کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اس کے اندر بہت خوبصورت باغ ہے' اس باغ میں ایک بڑا جھولا ہے' جس کی زنجیر سونے یا چاندی کی ہے اور بہت چمک رہی ہے' حضرت اس جھولے پر جھول رہے ہیں' میں اندر داخل ہوا اور خواہش کی کہ کاش حضرت جھولا روک دیں تو میں حضرت کے پیر دباؤں حضرت نے جھولا روک دیا' میں نے حضرت کے پیر آہستہ آہستہ دبائے' میرے ساتھ میرا لڑکا بھی تھا اس نے بھی پیر دبائے' تھوڑی دیر بعد حضرت نے فرمایا' اب بس کرو' ہمارا آرام کا وقت ہوگیا' اب آپ جائیے' آپ نے بہت اچھے پیر دبائے' اور آپ کے بچے نے تو بہت ہی اچھے پیر دبائے ہیں' پھر آپ نے بچے کو دعا دی' اور ہم دونوں باغ سے باہر نکل آئے' دروازہ بند ہوگیا--- باہر میری بیوی کھڑی تھی' میں نے بتایا کہ حضرت کی زیارت کرکے آیا ہوں--- تو اس نے کہا' مجھے بھی زیارت کرادو' میں نے کہا کہ اب تو حضرت کا آرام کا وقت ہے' دیکھوں شاید جاگ رہے ہوں' میں دروازے کے قریب گیا' تھوڑی سی جھری تھی' اس سے دیکھا تو حضرت جاگ رہے تھے' آپ نے مجھے دیکھا' پوچھا اب کیا ہے...؟ میں نے عرض کی' میری بیوی بھی زیارت کرنا چاہتی ہے آپ نے اجازت دی میں بیوی کو لے کر دوبارہ باغ میں گیا' زیارت ہوئی' اور پھر آنکھ کھل گئی میں بہت خوش ہوا---" (یہ خواب فقیر سے حاجی عبدالقادر برکاتی نے بیان کیا)

خواب میں وصال کی اطلاع

جس شب حضرت کا وصال ہوا' راقم الحروف اس دن کوئٹہ (بلوچستان) میں تھا' شب کو خواب میں' ایک بڑی عمارت دیکھی جس میں بے شمار بنچیں اور صوفے لگے ہوئے ہیں اور ان تمام سیٹوں پر بے شمار مرحومین اور موجودین علماء ومشائخ اور عوام اہل سنت بیٹھے ہیں' گویا کسی کا انتظار کررہے ہیں ان میں سے بعض علماء مرحومین سے فقیر نے ملاقات کی' جو علماء وہاں محسوس ہوئے ان میں علامہ مفتی وقار الدین قادری قدس سرہ' علامہ عبد المصطفیٰ ازہری قدس سرہ' مفتی سید شجاعت علی قادری قدس سرہ اور بہت سے تھے' وہیں محفل میں حضرت کا تذکرہ ہوا--- جب میں نے حضرت کا نام لیا تو بے ساختہ زبان سے حضرت سید حسن میاں رحمت اللہ علیہ نکلا' میری آنکھ کھلی' تو میں نے قصداً آپ کا نام لے کر جاگتے میں دامت برکاتہم العالیہ کہا کچھ دیر بعد ہی' اخبار میں آپ کے وصال کی خبر پڑھی"

وصال کے بعد مشکل کشائی

آپ کے وصال کی خبر سب سے پہلے کراچی پہنچی' تو آپ کے چند مریدوں' برکاتی احباب نے مارہرہ شریف کا رخت سفر باندھا--- علی الصبح' اسلام آباد روانہ ہوگئے--- انڈیا ویزا آفس پہنچے انہوں نے ویزا دینے سے انکار کردیا اور کہا مروجہ طریقے کے سوا ہم ویزا نہیں دے سکتے--- لیکن چند ہی لمحوں بعد خود بلایا فارم جمع کیے اور صرف دو گھنٹے بعد خلاف توقع اور خلاف مزاج اور خلاف قانون عام' خصوصی اختیارات سے ویزا جاری کردیا اس طرح یہ پانچ حضرات حضرت کی کرامت سے ناممکن کو ممکن کرتے ہوئے

شام پانچ بجے دھلی پہنچ گئے معلوم ہوا تدفین ہوچکی ہے' تاہم ابھی قبر انور کی پہلی تازگی موجود تھی اسی سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا----- یہ حضرت کی واضح کرامت ہے کہ صرف چوبیس گھنٹوں میں بغیر کسی انتظام کے اپنے پاس بلوالیا اور اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اہل اللہ کا تصرف وصال کے بعد بڑھ جاتا ہے۔

آپ کی تصانیف

حضور احسن العلماء نے چند کتب ورسائل بھی تالیف فرمائے ہیں•••

(۱) مدائح مرشد' اس کتاب میں آپ نے اولیاء خانقاہ برکاتیہ کے حضور مختلف شعراء کے نذرانے جمع فرمائے ہیں۔

(۲) دوائے دل' حضور احسن العلماء نے یہ رسالہ تالیف فرمایا' حضور سید العلماء نے اس میں چار چاند لگائے اور حضور تاج العلماء کی سرپرستی میں پہلی مرتبہ یہ رسالہ' مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے نکلنے والے ماہنامہ "اہل سنت کی آواز" جلد سوم حصہ ہفتم میں ۱۳۷۲ھ میں طبع ہوا۔ دوسری مرتبہ یہ کتاب مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد سندھ نے بڑی آب وتاب کے ساتھ سنہ ۱۹۹۰ء میں شائع کی راقم الحروف نے اس پر پیش لفظ تحریر کیا۔

یہ کتاب ان تمام مریضان قلب کے لیے علاج ہے جن کے دل بدعقیدگی اور گمراہی کی بیماری میں مبتلا ہیں اس کتاب کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ بیمار دلوں کو شفائے ایمان حاصل ہوتی ہے بلکہ خوش عقیدہ مومنوں کے ایمان میں بھی مزید پختگی آتی ہے اور اس میں چار چاند لگتے ہیں حضرت مولف نے گیارہ آیات قرآنیہ' بائیس(۲۲) احادیث نبویہ اور بہت سے اقوال فقہاء وائمہ واولیاء سے مندرجہ ذیل مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ مشکل کشا ہیں۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رزق کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔

۳۔ نماز غوثیہ سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "یاغوث" کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

۵۔ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ چونکہ مشہور ومعروف ہے اس لیے حضرت مصنف نے اس مسئلہ میں صرف جواب پر اکتفا فرمایا ہے اور دلائل کے لیے دوسرے رسائل کو کافی سمجھا ہے۔

فقیر کی نظر سے یہ رسالہ پہلی مرتبہ اس وقت گزرا جب میں' اپنے محترم بزرگ حاجی محمد عمر قادری قاسمی کے دئے ہوئے پرانے تحائف میں سے "اہل سنت کی آواز" کا مطالعہ کررہا تھا' ان رسائل میں سے فقیر نے بہت سے موتی چنے ہیں اور کئی کتابیں ان سے اخذ کی ہیں کچھ ابھی زیر ترتیب ہیں اور کچھ زیر طبع! رسالہ ہذا "اہل سنت کی آواز" (۵) میں بتیس صفحات پر مشتمل ہے اس کو عوام کے لیے بہت مفید پایا تو دل چاہا کہ یہ خزینہ رحمت پھر مطلع انوار بنے قدیم نسخہ میں عربی عبارات کا ترجمہ اکثر مقامات پر موجود تھا' فارسی ترجمہ کہیں بھی نہ تھا فقیر نے افادہ عام کی غرض سے فارسی عبارات کا بھی ترجمہ اردو میں کردیا نیز بعض مقامات پر اصل کتاب میں کچھ کلمات کو مشکل سمجھا تو انکے معنی بھی حاشیہ میں لکھ دئے تاکہ کتاب نہایت سہل اور آسان ہوجائے جس زمانہ میں' یہ کتاب لکھی گئی اس وقت فارسی بولنا لکھنا پڑھنا عوام کا مشغلہ تھا' اب تو خواص بھی اس زبان سے ناآشنا ہوتے جارہے ہیں اس لیے فقیر نے مناسب سمجھا کہ فارسی کا ترجمہ کردیا جائے۔

(۳) اس کے علاوہ چند اور رسائل ہیں، جن میں سے بعض "اہل سنت کی آواز" کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔

مریدین و خلفاء

آپ کے خلفاء میں اہل علم کی تعداد زیادہ ہے آپ نے اپنے چاروں صاحبزادوں کو بھی خلافت عطا فرمائی--- آپ کے مریدین ہزارہا ہزار ہیں صرف حیدر آباد و کراچی میں ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کے پانچ ہزار سے زیادہ مرید ہیں--- پاک وہند کے علاوہ آپ کے مریدین سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال، جاپان، امریکہ، ساؤتھ افریقہ اور بہت سے افریقی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں ہندوستان میں تعداد شمار سے باہر ہے۔

اولاد و احفاد

آپ کی شادی ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں سیتاپور میں ہوئی اولاد میں بحمد اللہ و بفضلہ چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔

(۱) ڈاکٹر سید محمد امین، زید مجدھم (علیگ) آجکل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں ریڈر ہیں، آپ کے دو صاحبزادے سید محمد امان اور سید محمد عثمان اور ایک صاحبزادی سیدہ ایمن سلمہم اللہ ہیں۔

(۲) سید محمد اشرف ایک سرکاری منصب (ڈپٹی کمشنر انکم ٹیکس) پر فائز ہیں آپ کے دو صاحبزادے نبیل اشرف اور سید ناظم ہیں ایک صاحبزادی ہیں شفا سلمہم اللہ

(۳) سید محمد افضل ایک سرکاری منصب (آئی پی ایس افسر) پر فائز

ہیں، آپ کے ایک صاحبزادے سید برکات سلمہ ہیں۔

(۴) سید محمد نجیب زید کرمہ، نومبر ۱۹۹۴ء میں آپ کی شادی ہوئی حضرت احسن العلماء کی ظاہری حیات میں ہی آپ نے خانقاہ کا انتظام سمجھ لیا تھا اس وقت آپ ہی خانقاہ میں رہ کر جملہ امور کی نگرانی فرماتے ہیں۔ آپ کے یہاں ایک صاحبزادی ہیں۔

(۵) سیدہ ثمینہ صاحبہ سلمہا، ان کی شادی خاندان میں ہی ہوئی ہے ایک صاحبزادے سید شہاب اور دو صاحبزادیاں سلمہما ہیں۔

آپ کی وصیت

وصال سے چند لمحے پیشتر، حضرت احسن العلماء نے وصیت فرمائی "آپ پانچوں بھائی ہمیشہ مل کر رہیں اور جملہ امور باہم مشورہ سے انجام دیں مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ قائم رہیں اور کسی مہمان کے آنے پر ہرگز ملول نہ ہوں مہمان نیک بختوں کے یہاں ہی آتے ہیں پانچوں بھائی سے مراد، آپ کے برادر زادے، سید آل رسول حسنین میاں شہزادہ سید العلماء رحمت اللہ علیہ ہیں--- جن کی اولاد میں تین صاحبزادے، سید سبطین حیدر، سید صفی حیدر، اور سید ذوالفقار حیدر ہیں۔

آپ کے ملفوظات

(۱) "جو خدا خدا پکارے اپنے گھمنڈ میں بڑا بھاری موحد، خدا پرست خدا شناس بنے، مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی وفرمانبرداری سے منہ موڑے، وہ ہرگز سچی حقیقی ابدی کامیابی وفلاح نہیں پاسکتا اس نے درحقیقت

خود خدا کی بھی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی، اللہ ہی کو نہیں پہچانا" (ملفوظات مشائخ مارہرہ، ص ۱۳۶)

(۲) آج مسلمانوں کو سارے جہاں میں جن سخت سے سخت مصیبتوں، تباہیوں، بربادیوں اور آفتوں کا سامنا ہے، ان کی دفع کا واحد یقینی ذریعہ صبرو تقوی ہے۔ (ملفوظات ص ۱۳۸)

(۳) نافرمانوں اور سرکشوں نے نفس اور شیطان کے ورغلانے سے ربانی حقانی اصول کے مقابل اپنی جھوٹی کھوٹی عقل سے کچھ اصول گڑھ لیے اور ان پر عمل کیا آخرت میں تو جو سزا اس کی وہ نافرمان پائیں گے، پائیں گے ہی--- مگر اس دنیا میں بھی جو سزا انہیں ملی، ارباب سیرو تواریخ اس سے ناواقف نہیں،

(ملفوظات مشائخ مارہرہ، ص ۱۴۳)

(۴) تمہارے لیے، تمہارے بغدادی آقا، جیلانی دولہا، غوث اعظم، قطب عالم، پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی میں اچھی پیروی ہے۔

(ملفوظات ص ۱۵۴)

(۵) تم صبرو تقوی کو اپنا دستور العمل بناؤ، ظاہر و باطن، قول و عمل میں شریعت مطہرہ اسلامیہ کی حتی الوسع کامل پابندی کرو، اللہ و رسول کے ہو جاؤ اسی میں حقیقی کامیابی اور یہی سچی راہ نجات ہے۔

(ملفوظات ص ۱۵۴)

مریدین و متوسلین کو وصیت

اس پیارے آقا کے سچے غلام، تمہارے حقانی علمائے کرام اہل سنت، نائبان مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء، تمہارے سچے رہبر و رہنما ہیں تم ان ہی نائبان

مصطفیٰ کا دامن تھام لو اور ان تمام بے دینوں بدمذہبوں سے جو کہ اللہ کو جھوٹا بتانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں مل جانے والا کہنے والے، علم غیب سرکار کا انکار کرنے والے، حضور کے علم غیب کو جانوروں سور اور کتے وغیرہ اور پاگل اور مجنوں کے علم سے مشابہت دینے والے، اولیاء کرام کے مزارات پر اخذ فیوض و برکات کے لیے جو (بندگان خدا و سنی مسلمان) حاضر ہوں انہیں ابو جہل کے برابر مشرک کہنے والے، نیاز فاتحہ، سوم چہلم پھول، سہرا، سب کو شرک و بدعت ٹھہرانے والے، حسین بخش، پیر بخش نام رکھنے والے پر شرک و بدعت کا الزام لگانے والے، وہابی، دیوبندی، ہوں یا قرآن عظیم کو ناقص ماننے والے، حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی شان میں تبرا بکنے والے رافضی ہوں، یا ختم نبوت کا انکار کرکے خود اپنے لیے نبوت کا دعوی کرنے والے، حضرت سیدنا عیسی روح اللہ وکلمہ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام، اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم بتول کی شان میں گستاخیاں کرنے والے، قادیانی، بابی، بہائی ہوں یا جنت و دوزخ، وحی و رسالت، ملائکہ و جن، سب کا انکار و تکذیب کرنے والے دہریے ہوں، یا حضور مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ اور دوسرے ائمہ اہل بیت اطہار کو گالیاں دینے والے، خوارجی ہوں، کلی طور پر دور رہو اسی میں نجات ہے۔"

(ملفوظات، ص ۱۵۲)

حواشی

(۱) حضور تاج العلماء کا وصال ۲۴ر جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ کو ہوا مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ میں مزار پر انوار ہے۔

(۲) خلیل ملت کا وصال ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو ہوا' درگاہ جیلانیہ حیدر آباد کے صحن میں مزار مرجع خلائق ہے۔

(۳) حضور سید العلماء کے فرزند ارجمند' سید آل رسول حسنین میاں زید مجدھم' سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ' مارہرہ مطہرہ اپنے والد محترم کے سچے و صحیح جانشین ہیں---- آپ کو دیکھ کر حضور سید العلماء کی یاد تازہ ہوتی ہے---- حضرت سید آل مصطفیٰ عرف "سید میاں" قادری برکاتی نوری رحمت اللہ علیہ کا وصال ۱۰ر جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ-۱۹۷۴ء میں ہوا' آپ تاحیات' آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے صدر رہے' حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں بمبئی میں سکونت وملازمت رکھتے ہیں سید شاہ آل رسول حسنین میاں مدظلہ کے کئی رسائل اور نعتیہ وغزلیہ دیوان' شائع ہو چکے ہیں' آپ کی مشہور کتاب "مصطفیٰ سے مصطفیٰ" میں ان تمام بزرگوں کی سوانح حیات ہے جن کے اسماء گرامی شجرہ قادریہ برکاتیہ میں آئے ہیں۔

(۴) پروفیسر (ڈاکٹر) سید جمال الدین جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں شعبہ تاریخ وثقافت کے سربراہ ہیں اور آج کل حضرت تاج العلماء سید محمد میاں قدس سرہ کے فتاوی پر جو کم از کم ۹ جلدوں پر مشتمل ہیں کام کررہے ہیں اور ان کو مبوب و مفصل فرمارہے ہیں اس کے علاوہ کئی کتب تصنیف فرماچکے ہیں اور

ان کے تحقیقی مقالے پاک وہند کے کئی ماہناموں اور مجلوں میں شائع ہو چکے ہیں (فقیر احمد میاں برکاتی)

(۵) اہل سنت کی آواز ہندوستان کا وہ مشہور ومعروف ماہنامہ ہے جس کو میرے مرشد گرامی--- السید الشاہ---- اولاد رسول ----- مفتی سید محمد میاں قادری آل رسولی قدس سرہ العزیز نے مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے جاری فرمایا اور مسلسل کئی سال تک یہ رسالہ جاری رہا' پھر حالات نے کروٹ بدلی اور یہ ماہنامہ بھی جاری نہ رہ سکا تاہم تصنیف وتالیف کا سلسلہ جو مارہرہ مطہرہ سے سلسلہ برکاتیہ کے امام' صاحب البرکات والنجات سید شاہ برکت اللہ رحمت اللہ علیہ سے شروع ہوا آج بھی جاری ہے۔ اور آج بھی سلسلہ برکاتیہ کے محققین' دینی ومذہبی تحقیق وتدقیق میں مصروف اور سرگرم عمل ہیں اس وقت جن فرزندان خانقاہ کے ذریعہ یہ سلسلۂ تالیف وتصنیف جاری ہے ان میں...

(۱) محترم جناب ڈاکٹر سید محمد امین (علیگ) مدظلہ فرزند اکبر احسن العلماء' (آپ کی کتاب حیات شاہ برکت اللہ' ترجمہ سراج العوارف' ترجمہ چہار انواع اور ترجمہ' آداب السالکین پاکستان میں بھی طبع ہو چکی ہیں)

(۲) حضرت سید آل رسول حسنین میاں مدظلہ

(۳) ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم میاں مدظلہ شامل ہیں۔

(۴) حضرت سید محمد اشرف کا شمار برصغیر ہندوپاک کے نامور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ نعت ومنقبت کی طرف بھی میلان ہے۔

سید دلشاد حسین قادری برکاتی

میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان
میرے حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ والرضوان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ"

نصف بیسویں صدی کے نصف سال یعنی ماہ جون ۱۹۵۰ء میں ذریعہ معاش کی تلاش میں اپنی انگریزی تعلیم جو کانپور کے غیر اسلامی ماحول میں مکمل کی تھی مگر خاندانی شرافت اور اولیائے کرام سے عقیدت پھر بھی مجھ میں جاگزیں تھی بمبئ پہنچا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ ہندوستان کی آزادی کے بعد بھیانک فرقہ وارانہ تشدد کی آگ بجھ کر اندر اندر سلگ رہی تھی۔

بمبئ کی سرزمین پر مدنپورہ کا علاقہ صوفیوں کا علاقہ اپنی دینی روایات کیلئے دور دور تک مشہور ہے وہیں پر ایک مسجد عرب واقع ہے جس میں چند

دنوں تک حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمہ والرضوان سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نقیب برکاتیت اور فدائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت وخطابت فرماکر مسجد بکر قصابان کھڑک بمبئ میں منتقل ہوئے جو بعد میں بین الاقوامی سطح پر مسجد آل مصطفےٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے آج تک یاد کی جاتی ہے۔

جس وقت حضرت سید شاہ آل مصطفےٰ سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا بمبئ میں ورود مسعود ہوا۔ مسلم لیگیوں اور جمیعۃ العلمائے ہند جو وہابیوں اور دیوبندیوں کی جماعت تھی انکی سیاسی کشمکش میں وہاں کی سنیت پس کر رہ گئی تھی اور عروس البلاد بمبئ کی اکثر مسجدوں میں یا تو صلح کل بخاری یا پھر وہابی دیوبندی ائمہ امامت کرتے تھے۔ لاہور کے سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی بمبئ میں تشریف آوری کے بعد سنیت اور سنی عوام کو نئی روشنی نصیب ہوگئی۔ عوام اور علمائے ہل سنت آپ کے گرد مثل پروانے جمع ہونے لگے۔ جن میں حضرت محبوب ملت مفتی حافظ قادری محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی خلیفہ اعلیٰ حضرت قائد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابل ذکر ہیں۔ جب تک آپ کی تقرری بحیثیت خطیب وامام بڑی مسجد مدنپورہ میں نہ ہوئی تھی آپ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے مہمان رہے اور آپ ہی کے حجرہ مسجد بکر وقصابان کھڑک میں قیام پذیر رہے۔

حضرت محبوب ملت مولانا محمد محبوب علی قادری برکاتی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی مسجد مدنپورہ میں امامت وخطابت کی تقرری پر مدنپورہ کے وسیع علاقہ کے سنّی عوام کو اپنا ایک قائد مل گیا۔ ان سے پیشتر حضرت مولانا مفتی سعد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی مسجد پائیدھونی میں امامت اور خطابت فرما

رہے تھے اس طرح مسجد بکر قصابان کھڑک بڑی مسجد مدنپورہ اور مسجد پائیدھونی کے علمائے گرامی ہمارے بمبئی ومضافات بمبئی کی سنیت بیدار ہونے لگی۔ لیکن دوسری جانب وہابی دیوبندی اور دیگر دشمنان اسلام بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے شرانگیزیاں شروع کردیا اور آئے دن ایک نہ ایک نیا فتنہ ابھارتے رہتے اور علمائے اہل سنت ان سے نبرد آزما رہتے جس میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی محاذات اقدس پیش پیش رہی۔

ایسے پر آشوب ماحول میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے مشورے پر اکابرین اہلسنّت نے محسوس کیا کہ ایک ایسی فعال مرکزی جماعت کی تشکیل عمل میں آئے جس کے تحت سبھی اہلسنّت وجماعت کے لوگ جمع ہوکر اپنے اختلافات کو ختم کرکے متحد ہوجائیں اور سرزمین بمبئی پر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء وجود میں آئی۔ یہ وہ مبارک ومسعود دور تھا جبکہ اکابرین اہلسنّت میں حضور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، شیربیشہ اہلسنّت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب حضرت محبوب ملت محمد محبوب علی خاں صاحب، حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، حضرت مولانا نوراللہ حسینی حیدرآبادی اور حضرت سید شاہ عبدالحق صاحب چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قابل ذکر ہیں۔

اس عظیم جماعت کی قیادت وصدارت حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو سونپی گئی۔ آپ کی شخصیت اس دور کے اکابرین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مابین متفق علیہ تھی اور آپکی سیادت کا یہ عالم تھا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپکا لوہا مانتے تھے۔ آپ کی قیادت وہدایت میں سنی جمیعۃ کو وہ فروغ حاصل ہوا کہ سارے ملک میں اسکی شاخیں قائم ہوگئیں

اور اسکی صدائیں ایوان پارلیمنٹ میں بھی گونجنے لگیں۔ اور حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اس عظیم تنظیم کے فروغ وتبلیغ مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے تاحیات جدوجہد فرماتے رہے تو دوسری طرف وہابیوں اور دیگر عناصرین دشمنان دین سے مدافعت فرماتے رہے۔ چند فتنوں کو ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:۔

بمبئی میں ناریل باڑی سنی قبرستان واقع ہے جس میں ایک مسجد بھی واقع ہے۔ ظاہر ہے کہ جب سنی قبرستان ہے تو اسکی مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض سنی امام ہی انجام دے رہا تھا مگر کسی طرح مسجد کی تولیت متمول میمن برادری کے وہابی دیوبندی عقائد کے ہاتھوں آگئی اور انہوں نے سنی امام کو اختلافات کی بنا پر معطل کرکے اپنے عقیدے کے امام کا تقرر کردیا۔ چونکہ مسجد کے مصلیوں میں اکثریت اہلسنّت وجماعت کی تھی انہوں نے متولیوں کے اس اقدام پر سخت اذیت محسوس کی اور انہوں نے جماعت ثانی قائم کرلی اور فساد بڑھ کر مقدمہ بازی کی نوبت آئی اور ہائی کورٹ بمبئی میں مقدمہ دائر ہوگیا مقدمہ بالکل مذہبی نوعیت کا تھا لھذا ہائی کورٹ کے جج نے مشورہ دیا کہ یہ مسئلہ کسی دینی عالم سے طے کرایا جائے جو فریقین کو تسلیم ہو اور اسکا فیصلہ کورٹ میں داخل کیا جائے جس پر قطعی حکم جاری کیا جاسکے۔

اس وقت سرزمین بمبئی پر حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی ہی ایسی مخصوص شخصیت تھی جسکی قیادت وسیادت اپنوں کے علاوہ غیر کو بھی تسلیم تھی۔ لہٰذا حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو حکم مقرر کیا گیا جن کا فیصلہ فریقین کو قابل قبول ہوگا۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے شریعت مطہرہ کے تحت طرفین کے بیانات ایک طویل بحث کے

بعد درج فرمائے اور جو فیصلہ صادر فرمایا وہ ایک نظیر ہے اور آنے والی نسل کیلئے مشعل راہ ہے۔ فیصلے کی چند باتیں جو میری ذہن میں محفوظ ہیں ذیل میں درج ہیں :-

(۱) سنی قبرستان و مسجد سینوں کی ہے لھذا اسکا امام وخطیب وامام ہمیشہ ہمیشہ سنی عقائد کا ہی ہوگا۔

(۲) موجودہ امام چونکہ بنائے فساد ہے لہٰذا اسے دفع فساد کی غرض سے علیحدہ کرکے نئے سنی عقیدے کے امام کا تجویز کیا جائے۔

(۳) معطل شدہ امام چونکہ سینوں کی جماعت ثانی کی امامت کرتا ہے لہٰذا اسے دوران تعطلی کا پورا پورا وظیفہ ادا کیا جائے۔

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے جب مقدمے کی سماعت مکمل فرمائی اور فیصلہ تحریر کرنے کا وقت آیا جس کو کورٹ میں پیش کرنا تھا جنکی متعدد نقلیں درکار تھیں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو ایک ایسے قابل اعتماد اردوداں شخص کی ضرورت پیش آئی جو فیصلے کی نقول تیار کرے اور صیغہ راز میں بھی رکھے۔ ایسے میں میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی نظر انتخاب مجھ خوش قسمت پر پڑی۔ یہی میری برکاتی زندگی کا نکتہ عروج (Turning point) ہے۔

جب حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا فیصلہ بمبئ ہائی کورٹ میں پیش ہوا تو ہائی کورٹ کے جج نے بلا کسی ردوبدل کے اس پر اپنا حکم نافذ کردیا۔ جو میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے علمی و قلمی شاہکار کی ایک جھلک ہے۔ جس طرح آپ خطابت کے میدان میں یکتائے زمانہ تھے اسی طرح قلم کے بھی ممتاز قلم کار بھی تھے۔ حضور سید العلماء علیہ

الرحمہ الرضوان کے اس نادر فیصلے سے اہلسنت وجماعت کی مکمل فتح ظاہر ہے پھر بھی اپنوں کا ردعمل غیر منصفانہ رہا۔ جسے نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ مگر غیروں نے یقیناً سکوت اختیار کیا۔

اسی نوعیت کا ایک اور مسئلہ بمبئ کے واقع دیونار مذبح کے جدید طور پر ذبیحہ کے اختلاف کا رونما ہوا۔ گورنمنٹ کے اس منظور شدہ مذبح میں ذبح سے قبل چھوٹے جانور کو کمزور کرنے کی غرض سے بجلی کا شاٹ دیا جاتا ہے۔ جس پر بکر قصابان کو بالخصوص اور عوام کو مشتعل کردیا کیونکہ ہر ایک کو جانور کے حلال ہونے میں شک تھا۔ ایسے اختلافی مسئلے کو حل کرنے کیلئے پھر ایسی بھاری بھرکم شخصیت ومفتی کی تلاش ہوئی جس کا فیصلہ سب کو قابل تسلیم ہو۔ لھذا حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی ذات والا صفات منتخب ہوئی۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ بہ نفس نفیس دیونار مذبح خانے تشریف لے گئے اور ذبیحہ کے طور طریقہ کو ملاحظہ فرماکر اپنا فتوی صادر فرمایا کہ ذبیحہ حلال ہے مگر طریقہ غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے کراہت ہے۔ اس پر بھی غیروں نے سکوت اختیار کیا فتوے کو تسلیم کیا مگر اپنے کنبے والوں کی زبان درازی پر افسوس ہے۔

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء جیسی ملک گیر جماعت کے ارگنائزیشن (Organisation) میں جتنی مشکلات کا سامنا حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو کرنا پڑا وہ اظہر من الشمس ہے مگر یکے بعد دیگرے بدمذہبوں کے فتنوں کا مقابلہ کرنا اور ہر میدان میں انہیں دندان شکن جواب دے کر انہیں مغلوب کرنا میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا عظیم کارنامہ رہا۔

حضرت محبوب ملت محمد محبوب علی خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ خطیب وامام مدنپورہ بڑی مسجد کے خلاف ایک ایسی بھیانک سازش کا آغاز ہوا جس میں غیروں کے ساتھ اہل سنت وجماعت کا بھی ایک بڑا طبقہ شامل ہوگیا۔ اس سازش کی بھڑکتی آگ میں ایک متمول وہابی کا قتل بھی ہوگیا جس کے الزام کے تحت حضرت مولانا علیہ الرحمہ والرضوان کے ساتھ ساتھ تقریباً نو دس سرکردہ سنی مسلمان جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلے گئے اور برسوں مقدمہ زیر سماعت رہا۔ جسکی پیروی میں جملہ اکابرین اہل سنت کی خدمات ایک طرف اور میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا ایثار اور تعاون اپنے مقام پر نمایاں مقام کا حامل ہے۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے حضرت محبوب ملت اور ان کے ساتھیوں کے مقدمے کی پیروی میں اپنے جان ومال اور عزت کی پرواہ نہ کی تھی۔ مجھے بخوبی یاد ہے جب مدنپورہ چمپا کے طویلے میں حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا تاریخی وعظ حضرت محبوب ملت کی حمایت میں ہوا تھا جس میں چاقوزنی اور پتھراؤ کی نوبت آگئی تھی اگر اس شب میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے عوام کے رخ کو حضرت محبوب ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حمایت میں نہ موڑا ہوتا تو جو صبح نمودار ہوتی اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس تاریخی مقدمے میں بحمدہ تعالیٰ سنی مسلمانوں کو فتح مبین ہوئی اور سبھی ماخوذ حضرات باعزت بری ہوگئے دشمنان ومفسدین خائب وخاسر ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ومحبوب ﷺ کے صدقے میں مفسدین ومعاندین کے شر سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ فرماکر اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

عروس البلاد بمبئی کی سنیت کو غالب آتے دیکھ کر بدمذہبوں اور

شرپسندوں نے کرایے کے باہر سے فتنہ برداز مولویوں کو بمبئی میں دعوت دیکر شرانگیزی شروع کردی۔ کبھی یونس بکھیروی کا فتنہ تو کبھی حبل کی پیداوار پالن حقانی کا فتنہ۔ جس کا سدباب کیلئے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ نے شب وروز اپنی انتھک کوششوں سے انکی بدعقیدگی کا رد فرماتے رہے۔ انکی سرکوبی میں حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اس وقت کے پولس کمشنروں J. Riban اور Mr. Jog کو اپنے مسلک سے آگاہ فرماتے رہے یہ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ کی جدوجہد تھی کہ پولس کمشنر Mr. Jog نے پالن حقانی کے وعظ کو صرف Y.M.C. A.Gr. پر اس شرط پر منظوری دی کہ اس کی تقریر ریکارڈ کی جائے گی تاکہ اہلسنّت کے عقائد کے خلاف آواز نہ کھول سکے۔

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے بمبئی کے قیام کے دوران ملک کے مختلف مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات نے غریب مسلمانوں پر تباہی کے پہاڑ ڈھادیے۔ جن میں بھیونڈی' احمد آباد' جبلپور کے فسادات بڑے بھیانک تھے۔ وہاں کے تباہ شدہ مسلمانوں کی امداد کیلئے بمبئی میں ریلیف کمیٹیاں قائم کرنا اور ان مقامات پر امدادی رقوم اور رسد پہنچانا بہت دشوار مرحلے تھے۔ مگر حضرت سید العلماء علیہ الرحمۃ بے خوف وخطر ان مقامات کا دورہ فرماتے اور وہاں کے مصیبت زدہ لوگوں کی دلجوئی فرماتے اور مقامی حکام سے انکی آبادکاری کیلئے ان پر اپنے تاثرات پیش فرماتے۔ بھیونڈی کے خطرناک فساد کے دوران اس وقت کی وزیراعظم اندرا گاندھی سے حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کا انٹرویو آپکی بلند ہمت اور بے مثال صلاحیت کی مثال ہے۔

مسجد اقصی کے بے حرمتی کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے جو موقف اپنایا تھا وہ اپنی خاندانی روایات ومسلک اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استقامت کی روشن دلیل تھی سیاسی طور سے حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو اس وقت کے بمبئی کے وزیر اعلی مرارجی دیسائی کے خاص قاصد صالح بھائی عبد القادر وزیر محکمہ آبکاری کے مراعات کی پیشکش کا ٹھکرانا' کانگریس کمیٹی کے صدر بمبئی عبدالقادر حافظ کا انکی پیشکش کا ٹھکرانا۔ پھر تبدیلی پرسنل لاء کے سلسلے میں سنی جمعیۃ العلمائے ہند کی مدافعانہ پالیسی قابل ذکر ہیں۔

مندرجہ ذیل بالا واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے قارئین حضرات بخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں کہ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو کن کن مشکل اور دشوار مرحلوں سے گذرنا پڑا۔ یہ میرے حضرت سید العلماء علیہ الرضوان کی خداداد صلاحیت وبزرگان کرام خانواوہ برکاتیہ ماربرہ مطہرہ کا بے پایاں فیض اور اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت کا اثر تھا کہ تاحیات ہر مہم پر کامیابی وکامرانی قدم بوس رہی۔ آپ کی ذات مبارک آیہ کریمہ "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کی تفسیر تھی۔

جہاں تک درس وتدریس کا تعلق ہے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان تقریباً ملک کے ہر صف اول کے دینی مدارس سے تعاون فرماتے اور بحیثیت ممتحن تشریف لے جاتے۔ ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے' نادار طلباء کی جیب خاص سے امداد فرماتے۔ ہندوستان کی کوئی بھی ایسی بڑی درسگاہ نہ ہوگی جو حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی مرہون منت نہ ہو۔ عروس البلاد بمبئی کی سنی مساجد میں سنی ائمہ کی تقرری' آل انڈیا سنی

جمیعۃ العلماء اور صدر محترم سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی دین ہیں۔ آج ان مساجد کے ائمہ اپنی خطابت وامامت کے زعم میں اپنے محسن عظیم سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اور دیگر اکابرین کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ان کو اپنے اکابرین رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کا ذکر کرتے ہیں یا تو انکی جھوٹی اور کھوکھلی انانیت یا پھر صدقے کے بکرے کی ہڈی حلق میں آڑے آتی ہے۔ جنکو انکے آبائی وطن میں معمولی سائیکل نصیب نہ تھی اب ہوائی جہاز یا ریلوے فرسٹ کلاس سے سفر کا خواب دیکھتے ہیں۔ آبائی وطن میں طھارت خانہ نصیب نہیں اور بمبئی میں عمدہ فلیٹ کی سہولیات کا خواب دیکھتے ہیں۔

حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان جب کرم فرماتے تو ایک نادار جولاہے کی یک چشم (کانا) اولاد کو دن رات اپنے آرام کو فراموش کرکے ایسی تعلیم دی اور ایسی نوازش فرمائی کہ اپنا نائب امام بنادیا۔ مدرس بنادیا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مصلیان مسجد ومتولیان مسجد ایک نابینا شخص کی امامت تسلیم کرلیں گے مگر کسی یک چشم یعنی کانے کو کبھی اپنا امام تسلیم نہ کریں گے۔ شاید ہی کوئی ایسی مسجد ہو جس کا امام وخطیب یک چشم ہو مگر یہ میرے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا فیض تھا کہ اپنی بین الاقوامی شہرت یافتہ مسجد کا نائب امام یک چشم مقرر فرمایا اور کسی سنی مسلمان نے اف تک نہ کہا۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اپنی امامت کا پورا وظیفہ اس نائب امام کی نادار پر ترس کھاکر عنایت فرمادیا کرتے تھے۔ مگر اس عظیم احسان کو تسلیم کرنے کیلئے اعلیٰ ظرف اور خاندانی شرافت درکار ہے۔

حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی دینی خدمات میں ایثار اور قربانی کی ایک ادنیٰ جھلک ملاحظہ ہو۔ بمبئی کے مضافات جوگیشوری کے سنی مسلمانوں نے آپ کو وعظ کیلئے مدعو کیا اور عرض کیا کہ حضرت بذریعہ ٹیکسی تشریف لے آئیں۔ لھذا تاریخ مقررہ پر حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے ہمراہ مسجد کے خادم احمد حسین بنگالی اور یہ خادم بذریعہ ٹیکسی جوگیشوری پہنچے۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنا وعظ فرمایا اور واپسی کے وقت منتظمین جلسے میں مبلغ پانچ روپیہ لفافہ میں پیش کیا۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان ایسے بے مثالی بے نیاز مندانہ انداز میں مسجد کھڑک تشریف لے آئے۔ ذرا ان مولوی حضرات کا موازنہ کیجئے جو زکوۃ وفطرے کی رقم سے تعلیم حاصل کرکے وزنی لفافے اور ہوائی سفر کا خواب دیکھتے ہیں۔

سارے ملک کے مسلسل تبلیغی دورے اور آئے دن کے اپنوں اور بیگانوں کے پیدا کردہ حالات کا مجاہدانہ مقابلہ فرماتے ہوئے شاہانہ ماحول کی پروردہ صحت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آپ علیل رہتے ہوئے بھی دینی خدمات سے اپنے کو کبھی علحدہ نہ رکھا۔ آخری ایام میں مکمل چیک اپ کیلئے جب بمبئی کے اسمعیلیہ اسپتال میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ اب اسپتال کی واپسی پر اپنی خانقاہ میں مستقلا قیام پذیر ہونگا۔ اس طرح آپ نے پہلے ہی اپنے وصال شریف کی آگاہی فرمادی تھی۔ بقول حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں قبلہ جانشین حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان جمادی الثانی کی گیارہویں شب تھی۔ شہرہ آفاق کتاب "شفاء شریف" مطالعہ فرماتے ہوئے جو آپ کے سینہ مبارک پر تھی دائمی اجل کو لبیک فرماکر اپنے

سلفھائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے ایک بہت ہی معتقد جناب مرتضیٰ حسین رضوی شہزادپوری الہ آبادی نے کیا خوب لکھا ہے:۔

شان سے آئے رہے اور شان ہی سے چلدیے۔
بمبئی سے سوئے جنت سید آل مصطفےٰ
(رحمہ اللہ علیہ)

حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی معیت میں مجھکو حضور تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی حیات ظاہری میں دو سال عرس قاسمی شریف کی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو بحمدہ تعالیٰ آج تک نصیب ہے اور مجھ خوش نصیب کو مکمل چالیس سال سے زائد متواتر عرس قاسمی شریف کی سعادت حاصل ہے اور بزرگان کرام خانقاہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیضان بابرکات سے امید قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ تاحیات اذن حاضری نصیب رہے گی۔ آمین۔

باریابی نصیب ہونے سے لیکر آج تک مجھ خوش قسمت پر حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا بے پایاں کرم روز افزوں ہے انشاء اللہ تعالیٰ تازندگی ویوم حساب سایہ فگن رہے۔ آمین۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کا یہ کرم ہی تو تھا مجھے عرس قاسمی کے تقریب کے دوران اپنے کاشانہ اقدس کے اندر طلب فرماکر شرف منقبت سے نوازا۔ اسی نوازش کا تو اثر ہے کہ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے معتقدین جہاں جہاں پھیلے ہوئے ہیں انمیں بیشتر مجھ خادم کو بھی بنام "سید" جانتے اور پہچانتے

ہیں۔ اور مجھے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ اکثر مجھے خاندانی فرد تصور کرتے ہیں۔ میں ان مخصوص خوش نصیب مریدین وخادمین میں سے ہوں جنہوں نے حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کی تین پشتوں سے فیض حاصل کیا ہے اور اس امید پر جی رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ چوتھی پشت سے بھی اکتساب فیض حاصل کرکے اپنے عظیم روحانی پیشوا، مرشد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسکی چلتی پھرتی کرامت ہے ان کے حضور حاضر ہوجائیں گے۔ اور اپنے پسماندگان کو حضرت پیرومرشد علیہ الرحمہ الرضوان کی مشفق وشفیق اولاد جنکی بے پناہ شفقتیں اور برکتیں شامل حال ہیں انکی کفالت میں سپرد کرجائیگا تاکہ سکون سے ابدی نیند سو سکے۔ آمین۔

میرے حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

کون کہتا ہے اللہ تعالیٰ بدل عطا نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بطفیل نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم شامل حال ہو تو بدل کیا اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے پردہ فرمانے سے دنیائے سنیت پر مایوسی اور افسردگی کا بادل چھا گیا۔ ہندوستان کی سنیت یتیم ہوگئی سارے ملک میں صف ماتم بچھ گئی۔ سنی جمیعۃ العلماء و سنیت کا شیرازہ منتشر ہوتا ہوا نظر آرہا تھا۔ خواص وعوام میں اپنے قائد کا بدل نظر نہیں آرہا تھا۔ ایسے پر آشوب ماحول میں پھر اس خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا چشم وچراغ جو اپنے مربی وروحانی پیشوا ماموں حضور تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کے پردہ فرمانے کے بعد انکی جانشینی سے آراستہ وپیراستہ ہوکر خانقاہ نشین ہوگیا تھا اپنے ہردلعزیز بڑے برادر حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے پروانوں کو اپنے آغوش

میں پناہ دے کر سکون بخشا۔ حضور احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اندرون وبیرون ملک کیلئے غیر معروف نہ تھی۔ اپنے مرشد گرامی وماموں جان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات ظاہری میں ان کے ہمراہ اور تنہا بھی برابر تبلیغی دورہ فرماتے رہے۔ آپ ہر سال محرم الحرام کی محفلوں کو خطاب فرمانے کی غرض سے بمبئی تشریف لاتے رہے اور اپنے بڑے برادر عزیز حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے ساتھ حجرہ مسجد بکر قصابان کھڑک میں ہی قیام فرماتے۔ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ عرصہ کے لئے اندھیری اسٹیشن کی جامع مسجد کے مصلے کو بھی اپنی خطابت اور امامت سے زیب بخشا تھا۔ دوران امامت حضور احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کا ظہور ہوا رمضان المبارک کی آخری شب میں تراویح کی بیس رکعتوں میں مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان نے اس خادم کے دو اور جاں نثار پیر بھائیوں مرحوم محمد علی برکاتی اور مرحوم عبداللہ برکاتی کے ساتھ جماعت میں شرکت کیلئے مامور فرمایا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھ پارہ تلاوت فرماکر پہلا رکوع اور سجدہ ادا فرمایا تھا اور قبل از سحر مکمل کلام پاک کی تلاوت فرمادی۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اپنی مسجد کھڑک میں تراویح کی نماز ادا فرماکر بہ نفس نفیس نفل کی نیت سے اپنے عزیز برادر کی اقتدا فرمائی تھی۔

حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اعلیٰ ظرف برادر محترم حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے ساتھ اپنوں اور بیگانوں کے رویے اور سلوک کا اپنی دور اندیش نظروں سے بغور مشاہدہ فرماچکے تھے۔

اور بذات خود بہت ہی خوددار اور اعلیٰ ظرف کے متحمل تھے لوگوں کی ہزارہا کوششوں کے باوجود نہ تو آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی صدارت اور نہ ہی مسجد بکر قصابان کھڑک کی خطابت وامامت قبول فرمائی۔ حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی فراست ایمانی سے ملاحظہ فرما چکے تھے۔ آنیوالی جماعت ائمہ مساجد بمبئی وسنی جمیعت ان کے معیار پر پوری نہ اتریگی۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں تشریف رکھ کر خدمت دین کو ترجیح دی اور اپنے اکابرین واعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مسلک کی ایسی اشاعت فرمائی کہ ہر مشرب کے ارادت مند حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کے گرد مثل پروانہ جمع ہونے لگے۔ آپ نے حلقہ بگوشوں سے ایسی شفقت فرمائی کہ ہر ارادتمند یہ تاثر لے کر آپکی بارگاہ سے رخصت ہوتا تھا کہ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی سے زیادہ شفقت فرماتے ہیں۔ گویا حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلا تفریق ہر طبقے کے لوگوں کی رہنمائی فرمائی آپ کی ذات گرامی سے سلسلہ برکاتیہ کو عالمی سطح پر فروغ حاصل ہوا اگر آپ کو مظہر حضور سید آل احمد اچھے میاں اور حضرت ابوالحسین احمد نوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہما کہا جائے تو حق بجانب ہوگا۔

حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے شیدائی اور مداح تھے کہ آپ کی کوئی نشست نہ ہوتی جس میں اعلیٰ حضرت کے فضائل ومناقب نہ بیان فرماتے ہوں اور اس دور میں حدائق بخشش کے اشعار نہ تو آپ سے عمدہ کوئی پڑھ سکتا تھا اور نہ ہی سمجھ سکتا تھا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جتنا ذکر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کی محفل میں ہوتا تھا

خاندانی حضرات کی محافل میں نہ ہوتا ہوگا۔ یہی عالم عرس قاسمی شریف کی تقریبات کا ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ کلام سے شروع ہوا انہیں کے مشہور زمانہ سلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پر اختتام پذیر ہوتی ہیں۔ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برکاتی غلاموں کو اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور عقیدت کا ایسا جام عطا کیا ہے جو ہم برکاتیوں کی آتی نسل کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مشعل راہ ہوگی۔

مجھے میرے رب مجازی مرشد گرامی حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے حیات ظاہری سے ہی حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت نصیب تھی۔ حضرت پیر مرشد سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے حیات حاضری سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نوازشیں نصیب ہوئیں۔ مجھ خوش نصیب کو حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلوت وجلوت میں خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ بمبئی کے دورے کے بعد وطن کی واپسی کیلئے مجھ ہی سے ریلوے ریزرویشن کی خدمات قبول فرماتے اور مجھ خوش نصیب ہی کو ہمراہی کا شرف بخشتے۔ حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ظرفی ملاحظہ ہو۔ آپ ہمیشہ ایرکنڈیشنڈ کلاس میں سفر فرماتے تو اپنے اس خادم کو بھی اپنے ہی ہمراہ اسی مراعات سے سفر کراتے۔ سفر کے دوران یہ ہدایت فرماتے کہ جس کسی کی امداد کی جائے اسے اسکی محنت سے زیادہ صلہ دیا جائے۔ بمبئی سنٹرل اور متھرا ریلوے اسٹیشن پر جن عملے کو حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اور حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کو خدمات کا موقع ملتا وہ اپنے کو خوش نصیب سمجھتا اور خوشی خوشی خدمات انجام دیتا۔

تبلیغی دورے پر تشریف لیجانے میں حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نازک مزاجی کے خلاف حالات کا سامنا خندہ پیشانی سے فرماتے ملاحظہ فرمایئے۔ میں نے اپنے بہت ہی پچھڑے علاقہ علی آباد ضلع سلطانپور کیلئے مدعو کیا تو حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبول فرمالیا۔ مارہرہ مطہرہ سے کاسگنج ہوتے لکھنؤ تک بذریعہ ریلوے تنہا سفر فرمایا۔ لکھنؤ سے میرے قریبی اسٹیشن مسافر خانہ تک بذریعہ بس سفر فرمایا۔ مسافر خانہ سے گومتی ندی تک بذریعہ تانگہ سفر فرمایا۔ پھر دریا پار کرنے کے لئے ریتلا راستہ طے فرماکر بذریعہ کشتی دریا پار کیا۔ دریا کے پار میری بیل گاڑی سے علی آباد تک تشریف لائے اور اسی طرح واپس فرمائی۔ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہم غلاموں سے بطور نذرانہ جو کچھ پیش ہوا تھا سب اپنے اس غلام کے اہل وعیال میں تقسیم فرمادیا۔ یہ آپکی ایثار غلاموں کے نذرانے سے بے نیازی اور بندہ پروری کی ادنیٰ مثال ہے۔

حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضر میں ہوں یا سفر میں ہمیشہ اپنے بردار محترم حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ذکر فرمایا کرتے۔ اپنے برادر محترم حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کے فضائل بیان فرماتے اور انکی باتیں یاد کرکے آبدیدہ ہوجاتے اور اتنا روتے کہ رخسار آنسوؤں سے تر ہوجاتے۔ یہ میرا مشاہدہ ہے کہ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے برادر محترم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فراق میں اتنا آنسو بہاتے جس کی نظیر مشکل ہے۔

جب بھی میں حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو بہت نوازتے اور فرماتے ”آؤ سید السادات“ سند

السادات“ یہ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے پناہ شفقت اور نوازشات کے الفاظ ہوتے۔ اگر میں کسی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہوسکتا تو مشوش ہوجاتے اور اپنے خدام عبدالحمید یا محمد اکبر بھائی سے ٹیلیفون پر خیریت معلوم کرتے اور غیرحاضری کی وجہ دریافت فرماتے۔ کافی رات تک حجرہ مسجد کھڑک میں محفل آراستہ رہتی اور حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کے تابناک چہرہ کی زیارت کرتے۔ آپ کی شباہت اور سیرت کا تصور کرنا ہو تو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ”مدارج النبویہ“ کا مطالعہ کیجئے اور تصور میں حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو رکھئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت محظوظ ہوں گے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ والرضوان کسی حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے ہوئے ”حی“ کا تعویذ عنایت فرمارہے تھے اور اس کے زود اثر ہونیکی اہمیت پر روشنی ڈال رہے تھے اور دریائے رحمت جوش پر تھا۔ میرے لئے تو ہمیشہ کریم ہی رہے فرمایا سید ! تم شریف النسل ہو تمہیں اس کی اجازت ہے تم بھی یہ تعویذ لکھا کرو۔ مجھے اس تعویذ کی پہلے حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلے خلیفہ چہیتے اور اکلوتے بھتیجے اور میرے مرشدزادے علامہ سید شاہ آل رسول حسین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ تعلیم فرماچکے تھے اس لئے اب میرے لئے یہ تعویذ دوآتشہ ہے۔ بارگاہ رب العزت عز شانہ میں دعائے عاجزانہ ہے کہ ان بزرگان کرام کا سدا نیاز مند رکھے آمین۔

جب میں ریلوے کی ملازمت سے سبکدوش ہوکر بمبئی سے اپنے آبائی وطن علی آباد ضلع سلطانپور آگیا اور حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

دہلی کے جی۔ بی۔ پنت اسپتال میں زیر علاج رہے تو میں اچانک اپنی بیٹی نور چشمی عالیہ بیگم سے ملنے دہلی پہنچا تو افسوس ناک اطلاع ملی کہ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سخت علیل ہیں اور دہلی ہی میں زیر علاج ہیں میں فورا اپنی بیٹی اور داماد برخوردار محمد علیم قادری برکاتی کو ہمراہ لے کر عیادت کی غرض سے حاضر بارگاہ ہوا۔ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور قبرانور پر رحمتوں کے پھول کی بارش فرمائے۔ بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ یہ ۱۵ اگست ۱۹۹۵ء کا دن تھا۔ یہ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شفقت وکرامت تھی کہ جس طرح مجھ ناچیز کو اپنی زندگی میں قربت میں رکھا آخری ایام میں بھی اچانک حاضری نصیب فرمائی اور میرے سارے اہل وعیال جمع ہوگئے اور میرا تنہا خوش نصیب برکاتی گھرانا تھا جس کے ہرفرد نے حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوران علالت عیادت اور زیارت سے شرف ہوا۔ میں دہلی ہی میں عیادت کی غرض سے ٹھہر گیا چونکہ قیام گاہ سے اسپتال کافی فاصلے پر تھا لہٰذا تیسرے یوم عیادت کی غرض سے حاضر ہوتا رہا۔ اسی درمیان حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں قبلہ اپنے چچا جان کی عیادت کیلئے بمبئی سے تشریف لائے اور واپسی پر مجھے مبلغ پانچ سو روپیہ عنایت فرماکر تاکید فرمائی کہ چچا میاں کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے رہنا اور مجھے بذریعہ ٹیلیفون خیریت سے مطلع کرتے رہنا۔

یہ قسمت کی بات ہے کہ ایک شنبہ کو میں حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزاج پرسی کرکے واپس ہوا اور معمول کے مطابق مجھے سہ شنبہ کو حاضر ہونا تھا کہ دو شنبہ کا دن گذار کر سہ شنبہ کی شب کو حضرت

احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سارے جہاں میں پھیلے ہوئے غلاموں کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ کر اپنوں سے جاملے۔ یہ گیارہویں شریف کی پندرہویں شب تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد وصال جو کچھ ہم پر گذرا اسکی منظر کشی تو مجھ سے اچھوں نے اچھی طرح کی ہے جو سبھوں کے نظروں سے گذر چکی۔

حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اپنے پردہ فرمانے سے رنجیدہ اور افسردہ تو ضرور کیا مگر مایوس نہیں کیا۔ اپنے پسماندگان میں بقول آپ کے بھانجے جناب ڈاکٹر سید جمال الدین محمد اسلم' حضرت سید ملت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین قبلہ قادری برکاتی نظمی' حضرت امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی جانشین وسجادہ خانقاہ برکاتیہ' حضرت شرف ملت سید محمد اشرف میاں قادری برکاتی اور حضرت رفیق ملت سید نجیب حیدر قادری برکاتی نائب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ عطا کیا یہ ایسے نائبین حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو اپنے آپ میں ایک انجمن ہیں جنکی زیارت وقیادت سے ہم برکاتی اپنی اپنی انجمنوں کو سنوار سکتے ہیں۔

حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی' سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قادری برکاتی' حضرت سید العلماء سید شاہ آل مصطفےٰ قادری برکاتی' حضرت مفتی اعظم ہند سیدنا مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری اور حضرت احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں۔ ان کے بتائے ہوئے اور چلائے ہوئے راستے پر ہمیں گامزن رہ کر اپنی دنیا اور آخرت سنوارنا ہے اگر ان سے معاذ اللہ روگردانی یا کوتاہی کی توکل

یوم حساب ہے۔ جواب دہ ہونا ہے۔

حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ موت کو یاد فرماتے اور ارشاد فرماتے آج تم میں ہوں کل نہ رہوں۔ اپنے اکابرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یاد فرماتے اور سرد آہیں بھر کر فرماتے

"ہائے رے دنیا کہاں گئے وے لوگ"

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعظم ﷺ کے صدقے اور وسیلے میں بزرگان کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلوک پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور تائبین حضرت احسن العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ کا نیاز مند رکھے۔

آمین۔

محمد اکبر قادری برکاتی

میرے مرشد اعظم حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قدس سرہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں اور حسن پھول

حسب ونسب نام وکام حال ومقال کے اعتبار سے چمنستان زہرہ یعنی سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ کے درخشاں اور شاداب پھولوں میں سے ایک پھول میرے مرشد برحق بھی تھے جن کو دنیا حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمہ ورضوان کہتی ہے۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ بچوں کے نام پسندیدہ اور اسلاف کے نام پر رکھنا چاہئے تاکہ بچہ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ ہوں۔ بلاشبہ میرے مرشد برحق کے اندر جن ناموں کی طرف انکی نسبت ہے صفات وعادات موجود تھیں۔ انہیں مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کے خلق عظیم، امیر المومنین

حیدر کرار شیر خدا علی مرتضی وجہہ الکریم کی شجاعت وبہادری اور علم ظاہری وباطنی اور خلیفہ راشد جگر گوشہ بتول امام عالی مقام حسن مجتبیٰ شاہ گلگوں قبا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حلم بردباری ایثار وقربانی جیسی صفات حمیدہ میں سے بھرپور حصہ ملا تھا جو حضرات انکے قریب رہے ہیں انہیں اس بات کا اچھی طرح احساس ہے۔

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۳ر فروری ۱۹۲۷ء شب یکشنبہ کو بستی پیرزادگان مارہرہ مطہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت حیات النبی سید آل عبا بشیر حیدر ہے اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سید اکرام فاطمہ شہر بانو بیگم بنت مجدد برکاتیت حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن المعروف شاہ جی میاں صاحب ہے۔ آپ جب چودہ مہینے ہی کے تھے آپ کے نانا جان موصوف نے آپ کو بیعت کیا اور تمام سلاسل' اوراد و وظائف کی خلافت واجازت سے سرفراز فرمادیا اور فرمایا کہ یہ بچہ "میری ذات کا سجادہ ہوگا" مطلب یہ کہ میری ذات وصفات کا مظہر ہوگا۔ حضرت کی ہمشیرہ صاحبہ حضرت حافظہ سیدہ زاہدہ مدظلہا جو حضرت سے عمر شریف میں بڑی ہیں اور بہت زیادہ ضعیف ونحیف ہیں اور حضرت کے وصال کے بعد تو بالکل نڈھال سی ہوگئی ہیں فرماتی ہیں کہ للہ حسن میاں جب پیدا ہوئے تھے تو وہ ایک جھلی میں لپٹے ہوئے تھے اور انکی پیشانی پر ایک تاج چمکتا تھا۔ آپ پیدائشی طور پر بہت نرم نازک اور فطری طور پر بہت حساس سنجیدہ مزاج تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں جب بہت چھوٹا تھا میری والدہ صاحبہ مجھے ایک مونڈھے کے اندر کھڑا کردیتیں تھیں جو بیچ میں سے کھلا ہوا تھا میں چپ چاپ کھڑا رہتا اگر آجکل کے بچے ہوتے تو مونڈھے کو ایک طرف پھینک دیتے اور خود یہ جا وہ جا۔

اللہ والوں کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہوکر رہتی ہے کیونکہ زبان انکی ہوتی ہے اور تائید خداوند قدوس کی ہوتی ہے۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ گرچہ حلقوم عبداللہ بود۔ حضرت دادا پیر شاہ جی میاں صاحب کے دور میں خانقاہ کے حالات کچھ اس طرح کے ہوگئے تھے کہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور ہندوستان کی مشہور ومعروف خانقاہ یگانہ روزگار میخانہ برکات کا علمی' عملی' قلمی' ادبی اور روحانی تشخص برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش ان کا ہی حصہ تھی۔ آپ نے اپنے صاحب زادہ عالی وقار ولی عہد وجانشین حضور تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب علیہ الرحمہ کو علم وعرفان کا مضبوط ومستحکم قلعہ بنایا۔ اسی علم وعرفان زہدو تقوی کے برکاتی قلعے کی آغوش سے گوہر نایاب نکلے جو آفتاب کی مانند پوری دنیا میں چمکے جنہیں حضور سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں صاحب اور حضور احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب کہا جاتا ہے جنکے دامان کرم سے لاکھوں لوگ وابستہ ہوئے اور راہ نجات پر گامزن ہوئے حضرت شاہ جی میاں صاحب نے گھر کی بچیوں تک کو یعنی میرے حضرت کی دونوں بڑی ہمشیران حضرت حافظہ سیدہ عائشہ مرحومہ والدہ ماجدہ حضرت سید جمال الدین اسلم میاں صاحب مدظلہ وحضرت سیدہ بشری مدظلہا زوجہ محترمہ حضرت سید آل رسول حسنین میاں صاحب مدظلہ سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ اور حضرت حافظہ سیدہ زاہدہ مدظلہا والدہ ماجدہ حضرت حمیری مدظلہا زوجہ محترمہ حضرت سید محمد اکمل میاں صاحب نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد کو جید حافظ قرآن بنایا۔ انکے علاوہ قصبہ کے بہت سے بچوں کو حافظ بنایا اور رمضان المبارک کے مہینے میں قصبہ کی بہت سی مسجدوں میں صرف خاص سے ختم تلاوت قرآن عظیم کا اہتمام فرماتے تھے۔

اولیاء اللہ کے آستانے اور خانقاہیں ہی مے عشق نبی ﷺ پلانے کا واحد ذریعہ ہیں ان سے شیطان ملعون نے خلق خدا کو دور کرنے اور نفرت پیدا کرنے کی پوری کوشش کی اور کچھ ڈھونگی پیروں اور نام نہاد سجادہ نشینوں نے اس کام میں اسکی دل وجان سے مدد کی کیونکہ حسد بہت بری چیز ہے اور یہ شیطان مردود کا خاصہ ہے۔ جس وقت سرکار دو عالم ﷺ مبعوث ہوئے اس کو بہت تکلیف ہوئی اور وہ پہاڑوں میں منہ چھپاکر رویا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے جس میں سے صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا باقی جہنمی ہونگے۔ ناجی فرقہ وہ ہوگا جو سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کے راستے پر ہوگا اور قرآن عظیم اور اہلسنّت کرام کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوگا وہ فرقہ ہے اہلسنّت والجماعت۔ باقی فرقے والے انبیاء واولیاء سے حسد کریں گے اور انکے خلاف بغاوت کریں گے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حسد کے عدد بھی ۷۲ بہتر ہیں۔

کچھ ایسے ہی دور کا مقابلہ میرے مرشد برحق کو بھی کرنا پڑا۔ چونکہ اللہ والوں کے دلوں میں سوائے خوف خدا اور عشق نبی کے کچھ نہیں ہوتا ہے بڑی آسانی سے تمام مراحل مشکلات سے گذر جاتے ہیں انہیں اپنے خدا ورسول پر پکا بھروسہ ہوتا ہے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے

میرے مرشد کو محبوب رب العالمین ﷺ اور محبوب رحمت اللعالمین حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عشق تھا ہمیشہ ہر محاذ پر فرماتے تھے۔

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

اس نعرہ سے انہیں بڑی تقویت اور اطمینان ہوتا تھا کہ سننے اور دیکھنے والے محسوس کرتے تھے۔ یہ انکی غوث وخواجہ اور مصطفےٰ جان رحمت ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت کا ثبوت ہے۔

میرے والد ماجد ماسٹر محمد لعل صاحب قادری برکاتی مدظلہ ۱۹۳۶ء میں مارہرہ شریف حاضر ہوکر حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ دس سال تک برکاتی مرشد کا فیض حاصل کیا جس میں سے تین سال تک مارہرہ مطہرہ میں رہ کر مدرسہ احسن البرکات میں مدرسی کی خدمات بھی انجام دیں۔ حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ میرے والد صاحب سے بہت محبت وشفقت اور انکی پوری سرپرستی فرماتے تھے۔ حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد انکے جانشین اور سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ ومتولی مسجد وخانقاہ ودرگاہ یعنی میرے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے سایہ کرم میں لے لیا اور اسی محبت وشفقت سے اپنایا جس کو آج بھی ابا رو رو کر بیان فرماتے ہیں۔

مجھ کمترین وحقیر پر تو بے انتہا کرم خصوصی وشفقت پدری فرماتے تھے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ حالانکہ میں انکی شایان شان خدمات اور غلامی کا حق ادا نہیں کرپاتا تھا جبکہ حضرت والا بمبئی تشریف لاتے تھے رفیق ملت حضرت نجیب میاں صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ بمبئی سے واپسی کے بعد تمہاری تعریف کا سلسلہ شروع ہوجاتا اور بہت دعائیں دیتے۔ مجھے تو زندگی میں ہی یہ دعائیں مرشد برحق سے مل گئیں کہ اللہ تعالیٰ اکبر کو اچھا رکھے اس کو کروٹ کروٹ جنت دے اسکی قبر کو پھولوں سے بھر دے مجھے بہت آرام پہنچایا ہے۔

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود ہی بھیک دیں اور خود ہی کہیں منگتا کا بھلا ہو

مجھے یقین کامل ہے کہ میرے حق میں میرے مرشد کی یہ دعائیں ہرگز ہرگز رائیگاں نہیں جائیں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کی دعائیں رد نہیں فرماتا۔

بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی   اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

حضرت والا کی شادی خانہ آباد سیتاپور کے مشہور ومعروف صحیح النسب سیدوں کے علمی گھرانے کے عالی جناب حضرت سید محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی حضرت سیدہ محبوب فاطمہ مدظلہا سے ہوئی۔ حضرت والد پیار میں انہیں للی فرماتے تھے۔ آپ کی مہمان نوازی اور سخاوت مشہور ہے۔ مہمانوں کے گھر میں آنے سے بہت خوش ہوتیں ہیں عمدہ اور لذیذ انواع واقسام کے کھانے کھلاتیں اور رخصت کے وقت بڑی بڑی رقمیں گڑی مڑی کرکے دے دیتی ہیں اس طرح کہ ظاہر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکے سایہ عاطفت کو ہم سب کے سروں پر بصحت وسلامتی ایمان وعافیت دراز سے دراز تر فرمائے آمین۔

حضرت والا کے لائق وفائق چار صاحب زادے اور ایک صاحب زادی صاحبہ زینت خانقاہ برکاتیہ ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ (ایم اے، پی ایچ ڈی)
۲۔ سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ (آئی، آر، ایس)
۳۔ سید محمد افضل میاں صاحب قبلہ مدظلہ (آئی، پی، ایس)
۴۔ سید نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ مدظلہ (بی اے)
۵۔ سیدہ ثمینہ مدظلہا۔ (بی اے)

اول الذکر شاہزادہ اکبر ولی عہد وجانشین سجادہ نشین درگاہ معلی ومتولی وقف علی الاولاد مسجد برکاتیہ وخانقاہ عالیہ ودرگاہ برکاتیہ اور ممبر مینجنگ کمیٹی درگاہ شاہ برکت اللہ صاحب ہوئے ہیں۔ آپ ایم اے پی ایچ ڈی ہیں اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ریڈر ہیں۔ آپ کا پورا نام آل محمد سید محمد امین میاں قادری برکاتی ہے۔ حضرت والا کے چہلم شریف اور عرس قاسمی کے اختتام قل شریف کے جلسہ عام میں سینکڑوں علماء جن میں اکابرین ملت بھی موجود تھے اور ہزاروں زائرین کی تائید سے آپ کو امین ملت کے لقب سے نوازا گیا۔ آپ کی شادی خانہ آبادی صحیح النسب سید زادی سیدہ آمنہ بیگم مدظلہا سے ہوئی آپ کے دو صاجزادے سید محمد امان وسید محمد عثمان اور ایک صاجزادی سیدہ ایمن ہیں حضرت سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ آئی آر ایس ہیں اور فی الحال بمبئی میں ڈپٹی کمشنر آف انکم ٹیکس ہیں۔ آپ کو بھی عرس قاسمی کے موقعہ پر شرف ملت کے لقب سے نوازا گیا۔ آپ کے دو صاحب زادے محمد اکرم عرف نبیل اور سید محمد ناظم اور ایک صاحب زادی سیدہ شفا مدظلہا سے ہوئی۔

حضرت سید محمد افضل میاں صاحب قبلہ مدظلہ آئی، پی، ایس ہیں۔ فی الحال جبل پور میں ایس پی کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کے ہم زلف بھی ہیں آپ کی زوجہ محترمہ کا نام سیدہ راشدہ ہے۔ آپ کے ایک صاحب زادہ سید برکات حیدر ہیں۔

حضرت سید محمد جعفر نجیب حیدر میاں صاحب مدظلہ حضرت والا کے سب سے چھوٹے صاحب زادے ہیں۔ آپ کی شادی آپکی خالہ زاد بہن سیدہ شبستاں مدظلہ سے ہوئی۔ آپ کے یہاں ایک صاحب زادی سیدہ نور القمر ہیں

اکتوبر بروز بدھ تولد ہوئیں حضرت والا کے وصال سے ٹھیک ایک مہینہ بعد۔ یہ بھی حضرت والا کی بین کرامت ہے کہ آپ نے بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی نام تجویز فرمادیا تھا اور پہلے لڑکی کا نام پیش کیا تھا بعد میں لڑکے کا لہٰذا صاحب زادی صاحبہ کا نام حضرت والا ہی کا عطا کردہ سیدہ نور القمر رکھا گیا اور اسی پر عقیقہ ہوا۔ آپ کو بھی عرق قاسمی کے موقع پر رفیق ملت کے لقب سے نوازا گیا۔ آپ کی بیگم صاحبہ حضرت افضل میاں صاحب کی رضاعی بہن بھی ہیں۔ بکمال محبت وشفقت حضرت امین ملت نے حضرت نجیب میاں صاحب کو نائب سجادہ نشین بھی مقرر کیا اور خلافت سے بھی نوازا ہے۔

حضرت والا کی ایک ہی شہزادی حضرت سیدہ ثمینہ مدظلہا دو شفیق بھائیوں سے چھوٹی اور دو پیارے بھائیوں سے بڑی ہیں۔ آپ کی شادی خانہ آبادی آپ کے ماموں زاد بھائی سید آفتاب نقوی سے ہوئی اور آپ کے ایک صاحب زادہ سید محمد شہاب اور دو صاحبزادیاں سیدہ رزینہ اور سیدہ نور الزہرہ ہیں۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی سیدہ نور الزہرہ بہت پیاری بچی ہے میرے حضرت والا کو بہت پیاری تھی آپنے اس کو بہت سی دعائیں بھی یاد کرائیں حضرت بہت تعریف فرماتے تھے کہ بچی بہت ذہین اور سمجھدار ہے اور اسکی زبان بہت پیاری اور صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نظربد سے بچائے آمین۔

کسی بھی نقطہ نظر سے دیکھا جائے میرے مرشد کی زندگی ایک مثالی اور نمونہ ہے آجکل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خانقاہوں کے سجادہ نشینوں' صاحب زادوں اور خادموں کی نگاہیں نذرانوں پر لگی رہتی ہیں اور نت نئے طریقے اور راستے لوگوں کی جیبیں خالی کرانے کے اپنائے جارہے ہیں جس سے نہ صرف خانقاہیں بدنام ہوتی ہیں بلکہ دشمنان اسلام ومنافقین کو لوگوں کو

گمراہ کرنے کا اچھا موقع ہاتھ لگ رہا ہے۔ میرے مرشد کا معاملہ بالکل الگ تھا انکی ہمیشہ یہ کوشش رہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کی خدمت ہو اور جس کی جس طرح مدد ہوسکے کی جائے دعا کے ذریعہ' دوا کے ذریعہ اور نادار وغریب کی رقم کے ذریعہ۔ علماء کی شایان شان قدرومنزلت اور ادب واحترام کرنا اور انکی دل وجان سے خدمت کرنا تو ان کا خاصہ تھا۔ خانقاہوں اور درگاہوں کے سجادہ نشینوں کے مزاج کے برخلاف علماء ومشائخ شعراء اسلام یہاں تک کہ خادموں کو بھی خطیر نذرانوں اور بڑی رقموں سے نوازتے تھے سیکڑوں افراد خاموش زبان سے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔ کتنے ہی گھر ایسے ہیں جو انکے در سے پلتے تھے۔ کتنے ہی مریض ایسے ہیں جو انکی امداد سے اپنا علاج کراتے تھے۔ اور کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ یہ صفات وہی ہیں جن کا ذکر میں شروع میں کرچکا ہوں کہ حیدر کرار شیر خدا مشکل کشا کا بھی یہی حال تھا کہ مشکل کشائی فرماتے تھے اور ظاہر بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔

میرے مرشد برحق کے سبھی صاحب زادے اپنے شفیق ومخیر والد بزرگوں کے نقوش قدم پر رواں دواں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ شاد وآباد رکھے آمین۔ کسی عاقل نے صحیح کہا ہے۔

علی کے گھر کا ہر ایک بچہ شیر معلوم ہوتا ہے

کچھ نااہلوں اور کم عقلوں نے میرے مرشد کے وصال کے بعد اڑایا کہ مارہرہ سے علم اٹھ گیا اب وہاں کوئی عالم دین نہیں رہا وغیرہ وغیرہ۔ ان کوتاہ اندیشوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ صفحہ قرطاس کا ظاہری علم غرق آب بھی ہوسکتا ہے اور نذر آتش بھی اور صرف ظاہردار مسخرہ شیطان بھی ہوسکتے ہیں مگر جو علوم قرآنی اور رموز باطنی لوح دل پر نقش ہوتے ہیں۔ جنہیں علم لدنی

یا علم سینہ وروحانی علم بھی کہا جاتا ہے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوتا ہے۔ الحمد للہ میرے چاروں شاہزادے مذکور، حضور سید العلماء کے شہزادے حضرت سید آل رسول حسنین میاں صاحب جنہیں بھی عرس قاسمی میں سید ملت کے لقب سے نوازا گیا اور میرے مرشد کے بھانجے ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم میاں صاحب، علم ظاہر سے مالا مال اور علم سینہ تو انکی میراث ہی ہے اسکی مثال میں اس خاندان برکات کے ایک چھوٹے بچے یعنی سید محمد امان میاں ابن امین ملت جانشین مرشد برحق کے ایک واقعہ سے دے سکتا ہوں۔ ایک صاحب نے کہا صاحب زادے میرے بچے کے لئے دعا کیجئے اس کا پڑھنے میں دل نہیں لگتا ہے اور رات کو بستر پر پیشاب کردیتا ہے اس کا پڑھنے میں دل لگنے لگے اور پیشاب کرنا بند کردے۔ امان میاں نے دعا کی اللہ کرے اس کا پڑھنے میں دل لگنے لگے اور جب اس کو پیشاب آئے تو وہ اپنے امی ابا کو بتادے۔ یہ نہیں کہا کہ پیشاب بند ہوجائے۔ پیشاب اگر بند ہوجائے تو کیا حال ہوتا یہ وہ اچھی طرح جانتا ہے جو کبھی اس مرحلہ سے گذر چکا ہو ویسے تو ہر عقل مند اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ بچہ کی یہ دعا کیا خاندان نبوت کے فیض سے بھیگی ہوئی نہیں معلوم ہوتی؟ اعلی حضرت امام حق وصداقت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ یوں ہی نہیں پکار اٹھے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مجدد دین وملت کی دوربین نظروں نے نگاہ ولایت ومجددیت سے ضرور دیکھ لیا ہوگا کہ تاقیام قیامت کاشانۂ برکات سے گوہر نایاب پیدا ہوتے رہیں گے اور انکے فیوض وبرکات سے امت مصطفٰے جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے بیڑے اپنی اپنی منزلوں کو طے کریں گے۔ اور انمیں کا کوئی بھی

ہائے مجہول نہیں ہوگا کہ معلق رہے۔ اعلی حضرت کسی معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے پچپن علوم وفنون کے ماہر اور شاعری میں حسان الہند تھے، کئی صدیوں میں ایسے عالم دین کی مثال نہیں ملتی جس وقت مارہرہ مطہرہ حاضری کا ارادہ فرمارہے ہونگے انکے سامنے دوسری خانقاہیں اور آستانے بھی ہونگے لیکن انہوں نے آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ ہی کو کیوں چنا؟ اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ ولی را ولی می شناس۔

اخلاق وعادات :۔

میرے مرشد برحق بڑے عالی ظرف بلند حوصلہ وعدہ کے پکے اور زبان کے سچے تھے۔ رواداری اور مراتب کا بہت پاس ولحاظ تھا۔ خدام وملازمین کا بہت خیال رکھتے تھے تنخواہ کے علاوہ رقمیں اور تحائف انعام کردے دیا کرتے تھے۔ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ بمبئی سے واپسی پر مسجد برکاتی کے امام ومؤذن، بچوں اور خدام کے لئے تحفے، کپڑے اور کھلونے لے جاتے اور انہیں خوش کردیتے تھے۔ عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک، انکی دیکھ بھال اور انکے لئے دعائیں کرنا اور عمل پڑھنا جیسے فرائض میں داخل ہو کسی کی تکلیف وپریشانی سن کر بے چین ہوجاتے تھے اور مدافعت کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے اور انکی عیادت کو جاتے۔ میرے والد صاحب جب ایک مرتبہ جے جے ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھے انکو پیشاب کی تکلیف ہوگئی تھی تو انہوں نے اپنے خادم جناب محمد علی بھائی برکاتی مرحوم کو ابا کی عیادت ومزاج پرسی کے لئے بھیجا تھا۔ بڑی امی جان والدہ ماجدہ حضرت سید آل رسول حسنین میاں صاحب قبلہ جب جسلوک ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھیں حضرت والا باوجود گھٹنوں کی تکلیف کے کئی مرتبہ انکو دیکھنے کے

لئے گئے۔ حضرت والا اپنے پرانے چاہنے والوں اور خادموں کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے تھے جس کسی کو ایک بار اپنالیا اسکو اپنی طرف سے کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ حضرت کے ہر جگہ بندھے ٹکے غلام موجود ہیں جو حضرت والا سے بہت قریب تھے جنہیں باپ سے بڑھ کر حضرت کی شفقت و محبت حاصل تھی۔ حضرت والا بہت ہی خوددار اور حساس طبیعت کے کامل انسان تھے یہ نہیں کہ اپنے آرام کی خاطر دوسرے کی پرواہ نہ ہو۔ کبھی رات کو سونے میں دیری ہوتی تو فرماتے اکبر تم سوجاؤ تمہیں صبح آفس جانا ہے۔ صبح ہوتی تو باربار ٹائم پوچھتے اور فرماتے تمہیں دیر تو نہیں ہورہی ہے۔

وقت کے بہت پابند تھے کسی کو اگر کوئی وقت دیا ملاقات کا تو اس کا انتظار فرماتے تھے آنے میں دیر ہوتی تو فرماتے آپ لوگ وقت کی پابندی نہیں کرپاتے ہیں مجھے دیکھئے میں اپنے سب کام چھوڑے بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت والا خود بہت بااصول تھے اور بااصول لوگوں کو پسند فرماتے تھے۔ چونکہ انہیں صحبت اور تربیت ایسے جامع الصفات بزرگ کی ملی تھی جو اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

حضرت والا خود ہی فرماتے تھے کہ مجھے میرے بیا حضرت (حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ) نے ایسا گنایا ایسا کڑھایا ایسا پکھایا کہ دشوار سے دشوار مراحل سے بہ آسانی گذر جاتی ہوں انہوں نے سو باتیں بتائیں نوے بھول گئے مگر دس پر ہی ٹھیک سے عمل ہوجائے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میرے مرشد کسی بڑے سے بڑی شخصیت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔

ایک اور موقع پر مولانا روم فرماتے ہیں۔

یک ساعتے صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مولانا روم تو صرف ایک ساعت ہی کو سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر بنارہے ہیں۔ میرے مرشد نے تو یوم پیدائش سے لیکر تقریباً تیس سال تک مرشد کامل کی صحبت پائی تھی۔ سونے میں سہاگا یہ کہ خود عالی نسبت وعالی حسب تھے۔

حلیہ بشرہ

حضرت والا کا رنگ صاف، ناک اونچی، آنکھیں روشن وچمکدار پیشانی کشادہ، گھنی اور بڑی ڈاڑھی، اسلاف کی طرح مونچھیں دوہرہ بدن اور سر بڑا تھا قد میانہ تھا نہ بہت لمبے اور نہ پست۔ جبہ وقبہ ودستار اور شیروانی موجود ہوتے ہوئے صرف وائل کا کرتہ اور کے ٹی کا پائجامہ پہنتے تھے اور دوپلہ ٹوپی استعمال کرتے تھے کبھی کبھی گول چائنہ ٹوپی جس کو .بمبیا ٹوپی کہتے تھے پہنتے تھے۔ اخیر عمر میں تو صرف سینڈو جالی والی بنیائن اور تہبند ہی پہنتے تھے اور نماز کے وقت کرتا پہن لیتے تھے جمعہ کے دن عمامہ شریف باندھتے تھے اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ٹوپی دکھائی نہ دے مجھے دوران قیام بمبئی حجرہ کھڑک مسجد میں عمامہ باندھتے وقت فرماتے اکبر ذرا دیکھو ٹوپی تو نہیں دکھ رہی ہے۔ خطبہ جمعہ مبارکہ کے لئے جب منبر پر تشریف لے جاتے تو چہرہ مبارکہ پر عجیب رونق آجاتی تھی سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصور بندھتا تھا۔ میں نے اپنے مرشد کو شیروانی پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے اور صدری پہنے ہوئے بھی۔ لال رنگ کی

مرزائی سفید کرتے پر جب پہنتے تو ایسا لگتا تھا کہ گلاب کھلا ہوا ہے۔ یوں تو میرے مرشد ہر لباس میں شہزادے معلوم ہوتے تھے۔

ابا بتاتے ہیں کہ حضرت والا بہت تیز رفتار تھے اچھے اچھے جوان ان کا ساتھ نہیں دے پاتے تھے۔ آپ بڑے وجیہہ اور بارعب تھے۔ چہرہ پر خدا داد حسن وجمال تھا۔

معمولات

ہر موسم میں لگ بھگ چار بجے رات کو بیدار ہوجاتے تھے۔ فراغت کے بعد اوراد ووظائف میں مشغول ہوجاتے حتی کہ اذان فجر ہوتی اور نماز ادا فرماتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک دو گھنٹہ سولیتے۔ بیدار ہونے پر ناشتہ کرتے ناشتہ بہت سادہ اور مختصر ہوتا تھا۔ اس کے بعد خطوط لکھتے اور آئے ہوئے خطوط کے جوابات تحریر فرماتے مسجد کھڑک بمبئی میں دس بجے سے گیارہ بجے دن میں عورتوں کو بیعت کرنے اور پانی شکر وغیرہ پڑھ کر دینے کا وقت مقرر تھا۔ اس کے بعد حضرت والا غسل فرماتے اور نماز ظہر کی تیاری۔ بعد نماز ظہر کھانا تناول فرماتے اور قیلولہ فرماتے۔ بعد نماز عصر تا گیارہ بجے رات تک ملاقات کا وقت ہوتا تھا۔ نعت ومنقبت کی محفلیں سجتیں اور درود وسلام پر اختتام پذیر ہوتیں۔ اسکے بعد حضرت والا دوا وغیرہ کھاکے سوجاتے۔ بمصداق اس شعر کے.

میں سو جاؤں یا مصطفٰے کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے

قوت حافظہ

آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ خود فرماتے تھے کہ مجھے اپنی عمر کی چار پانچ سال تک کی ساری باتیں یاد ہیں۔ اسلاف کے واقعات اور بزرگان خاندان مارہرہ مطہرہ کے حالات کا بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ جید' خوش الحان' بہترین حافظ قرآن تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ بہت سی باتیں کچھ یاد ہیں اور کچھ بھول گئے لیکن قرآن عظیم الحمد للہ حرف بہ حرف صحیح یاد ہے۔

بمبئی کے رہنے والے پرانے حضرات بتاتے ہیں کہ اندھیری کی جامع مسجد میں شبینہ ہونا تھا۔ حضور سید العلماء صاحب کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو ایسا حافظ دونگا کہ ایک ہی رات میں پڑھوا لیجئے گا۔ بمبئی میں عام طور سے دو یا تین راتوں میں شبینہ ہوتا ہے۔ جب حضور احسن العلماء صاحب میرے مرشد برحق تشریف لائے تو حضور سید العلماء نے فرمایا للاّ اندھیری سے کچھ لوگ آئے تھے شبینہ کے لئے کہہ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے اور تمہارے نام کا اعلان ہوگیا ہے اندھیری کے لئے جب حضرت جناب والا سید دلشاد حسین صاحب برکاتی اور جناب محمد علی برکاتی روانہ ہوئے تھے حضور سید العلماء نے فرمایا للاّ گھبرانہ نہیں میں حافظوں کی ٹیم لیکر آرہا ہوں۔ وقت مقررہ پر حضرت والا نے مصلہ امامت پر قدم رنجہ فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ سے فتح ونصرت کے باب کھولتے گئے یہاں تک حضور سید العلماء حافظوں کے ایک دستے کے ہمراہ پہنچ گئے سب نے وضو کرکے میرے مرشد کے پیچھے نیت تو باندھ لی مگر پوری رات ڈٹ نہ سکے ایک ایک کرکے بیٹھتے گئے ایک دو

افراد کے ساتھ سامع کی حیثیت سے صرف حضور سید العلماء ہی جمع رہے اور حضرت والا نے تقریباً چھ گھنٹے میں پورے قرآن عظیم کی تلاوت ختم کی۔ حفاظ واحباب اپنے اور پرائے ششدر رہ گئے۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ فرماتے تھے سب بھائی بہنوں میں سب سے اچھا قرآن عظیم حسن میاں کو یاد ہے۔

اتباع شریعت واولیاء اللہ سے محبت

سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت سب جگہ شریعت مطہرہ پر حتی الوسع عمل کرتے تھے۔ ارکان اسلام کا غایت درجہ لحاظ وخیال تھا۔ نماز تو انہوں نے تادم واپسی نہ چھوڑی۔ پاکی اور صفائی کے معاملہ میں تو خود اپنی مثال آپ تھے اور خود فرماتے تھے کہ میں بڑا وہمی ہوں اس معاملہ میں۔ کتنے ہی افراد ایسے ہیں جو میرے مرشد برحق کو دیکھ کر سنتوں پر عمل پیرا ہوگئے۔ ننگے سر نہ کھاتے نہ پیتے۔ کھانا بڑی نفاست سے تناول فرماتے اگر کھانے میں گوشت ہوتا تو روٹی سے ہی اسکو چھوٹا کرلیتے اور انگلیاں نہ خراب ہونے پاتیں۔ پانی ہمیشہ تین سانسوں میں چوس چوس کر پیتے تھے۔ نشتوں میں اپنے عقیدت مندوں کو زیادہ سے زیادہ مسائل بتانے کی کوشش کرتے تھے۔ گھر میں یا مسجد میں پہلے سیدھا قدم داخل فرماتے۔ منبر رسول پر خطبہ جمعہ یا وعظ ونصیحت کے لئے تشریف لے جاتے تو پہلے داہنا پیر ہی رکھتے۔ ایک صاحب نے جمعہ کے دن مجھ سے کہا کہ دیکھنا ہے کہ یہ عالم صاحب منبر پر پہلے کون سا پیر رکھتے ہیں جب حضرت والا نے پہلے داہنا قدم ہی رکھا تو کہنے لگے کہ میں نے اس معاملہ میں بہت سے لوگوں کو بے احتیاطی کرتے ہوئے دیکھا ہے مگر حضرت نے تو اہتمام کے ساتھ پہلے سیدھا پیر ہی منبر رسول پر رکھا۔ طبیعت

خوش ہوگئی۔

رمضان المبارک کے روزے تو حضرت والا سفر تک میں نہیں ترک فرماتے تھے۔ اکثر وبیشتر تو حضرت والا رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں ہی بمبئی تشریف لاتے تھے اور روزہ سے ہوتے تھے ٹرین سے اترتے اترتے فرماتے تھے کہ ہم نے تو حکم رخصت کے باوجود حکم عزیمت پر عمل کرلیا۔ بمبئی میں حضرت والا کا قیام حجرہ کھڑک مسجد میں ہوتا تھا۔ کبھی کبھی سحری کے وقت ہم تاخیر سے اٹھ پاتے اور کھانے کا وقت نہ رہتا تو فرماتے بھائی ہم تو مسافر ہیں اور زیر علاج بھی حکم رخصت پر عمل کرلیں گے مگر مجھے معلوم تھا کہ حضرت والا روزہ چھوڑیں گے نہیں میں قلیل وقت میں حضرت والا کو صرف پانی پلاتا اور خود بھی پی لیتا۔ جب شام کو آفس سے واپس آتا تو فرماتے اکبر میں نے اللہ کا نام لیکر ارادہ کرہی لیا۔

کبھی کبھی سحری کے بعد اذان ہونے تک حضرت والا بڑے دلچسپ واقعات سناتے تھے۔ ایک بار حضرت نے یہ واقعہ سنایا کہ دادا پیر حضرت شاہ جی میاں صاحب کے ایک خادم تھے اکبر علی نہایت سیدھے رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت والا رات کو سحری کے وقت انکو آواز دیتے اکبر علی کیا وقت ہوگیا ہے؟ اکبر علی خاموش ہیں دوسری بار حضرت نے پوچھا بھائی اکبر کیا وقت ہوا ہے پھر بھی جواب نہیں دیا اور بڑے انہماک سے الارم گھڑی میں سوئی کو گھماتے رہے۔ تیسری بار جب حضرت نے ذرا زور سے غصہ سے کہا کہ بتا کیوں نہیں چکتے تو جواب دیا وہ۔۔۔وہ۔ ۔ میاں میں نے آپ کے لئے ٹیم لگا رکھا ہے حضرت نے فرمایا نالائق میرے بھی روزے خراب کریگا اور اپنے بھی۔ خادم صاحب کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ حضرت میاں صاحب کی جب بھی آنکھ کھلے گی مثلاً تین بجے ہونگے اس دن تین سے

زیادہ ہوگئے تھے تو سوئی کو گھما کر تین بجا رہے تھے اس لئے جواب دینے میں دیر لگ رہی تھی۔

افطار کے وقت دعائیں کرتے اور فرماتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے بندوں کا اس وقت کا انتظار بہت پسند ہے۔ افطار کے وقت محترم جناب سید دلشاد حسین صاحب برکاتی' سید محمود برکاتی' عبدالحمید برکاتی اور یہ بندہ ناچیز حضرت والا کے ساتھ افطار کرتے تھے کبھی کبھی برکاتی شہزادے بھی تشریف لے آتے تھے۔

حضرت والا زکوۃ کے معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ بمبئی میں رمضان شریف کے مہینہ میں مدارس' دارالعلوم اور جامعات کے سفرا کی محنت اور بھاگ دوڑ دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ حضرت والا کے پاس بھی بہت سے لوگ حاضر آتے۔ حضرت فرماتے میں تو گھر سے نکلنے سے پہلے ہی آنے پائی کا حساب کرکے زکوۃ ادا کرچکا مگر پھر بھی کسی کو خالی نہیں لوٹاتے اپنے کرم خاص سے بطور عطیہ بڑی بڑی رقمیں دے دیتے تھے۔

حرمین طیبین کے موجودہ خادموں کی بے راہ روی اور دشمنان اسلام وحاسدین خیر الانام کی سازشوں کی پروردہ نجدی حکومت کی شیطانی حرکتوں کے پیش نظر اور اپنی طبیعت اور گھٹنوں کے درد کی وجہ سے حضرت والا نے اپنے حضرت (حضور تاج العلماء) کے نقش قدم پر سفرحج نہیں فرمایا۔ یوں تو باطنی طور پر ہر سال وہ حج کیا کرتے تھے اور ان کا تو یہ عالم تھا کہ ذرا آنکھیں بند کیں اور محبوبان بارگاہ الٰہی کے مقامات مقدسہ پر پہنچ جاتے تھے۔

غرض کہ حضرت والا اتباع شریعت کی پوری کوشش فرماتے اور اپنے احباب کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہوئے بغیر کسی

کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا ہے شریعت کی مثال سر کے بالوں سے اور طریقت کی مثال مانگ سے دیتے تھے جتنے گھنے اور اچھے بال ہونگے اتنی ہی اچھی مانگ نکلے گی۔ مطلب یہ کہ جو جتنا زیادہ شریعت مطہرہ کا پابند اور سنتوں پر عامل ہوگا اتنی ہی اسکو راہ سلوک طے کرنے میں آسانی ہوگی اور وہ مومن کامل بن جائیگا۔ شریعت بنیاد ہے۔ طریقت وحقیقت ومعرفت اسکی منزلیں۔ بنیاد جتنی مضبوط اور گہری ہوگی عمارت اتنی ہی پائیدار ہوگی۔ میرے مرشد تو ہر منزل کے میر میراں پیر پیراں تھے۔

عامل شریعت تھے مرشدی حسن میاں
کامل طریقت تھے مرشدی حسن میاں

حضور سرور کائنات ﷺ سے اپنی جان سے زیادہ محبت اور انکی عظمت پر اپنی جان قربان کردینے کا جذبہ ہی کامل الایمان ہونے کی نشانی ہے۔ یہ نشانی میرے مرشد میں پائی جاتی تھی آپ نے ہمیشہ بے خوف وخطر ہوکر اپنے ہوں یا پرائے حق بات کہی اور اس حق گوئی میں کسی کا لحاظ وخیال نہ فرمایا۔ الحب للہ والبغض للہ کی آپ تفسیر تھے۔ آپ نے تازندگی منافقین ومخالفین شرع متین کا مقابلہ جو دنیا ہی میں مثل ماران سیاہ اپنی گردنوں میں گمراہی کے پھندے ڈالے منڈلاتے نظر آتے ہیں کیا۔ ہمیشہ دشمن خائب وخاسر رہے اور حضرت والا بڑے مطمئن جیساکہ میں عرض کرچکا ہوں کہ ہر محاذ پر آپ کا یہ نعرہ ہوتا تھا۔

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

انبیاء ومرسلین بالخصوص ہمارے آقا ومولی شافع روز محشر ﷺ'

امہات المومنین بالخصوص خدیجہ الکبریٰ وعائشہ صدیقہ، صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین وعشرہ مبشرہ صحابیات، تابعین وتبع تابعین، ائمہ دین بالخصوص ہمارے امام امام اعظم، اہلبیت کرام (جس گلشن کے خود ایک پھول تھے) شہدائے عظام، اولیائے اولین وآخرین بالخصوص سیدنا سرکار ومحبوب سبحانی قطب ربانی پیران پیر دستگیر غوث اعظم محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ خواجگاہ عطاء رسول غریب نواز معین الدین سید حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صاحب البرکات، حضور اچھے میاں حضور نوری میاں، اپنے مرشد شاہ جی میاں، مرشد زادے حضور تاج العلماء اور خانوادہ برکات کے چشم وچراغ یعنی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الفت ومحبت میرے مرشد برحق کی گھٹی میں پڑی تھی۔ انہیں سربلندوں کے صدقہ میں میرے مرشد بھی ہر محفل میں سربلند اور ممتاز نظر آتے تھے۔ دور حاضر میں سب سے زیادہ مریدوں کی تعداد میرے ہی مرشد کی تھی۔ اگر میں یوں کہوں تو بیجا نہ ہوگا۔

نائب خیر الوری ہیں مصطفٰے حیدر حسن
مظہر غوث الوری ہیں مصطفٰے حیدر حسن

کرامات

الاستقامت فوق الکرامت ہے۔ استقامت فی الدین اور تصلب فی المذہب میرے مرشد کے آخری لمحات تک دیکھا گیا اور اس سب سے بڑی کرامت کے گواہ بڑے بڑے مفتیان کرام، علماء عظام حفاظ کرام اور متقی پرہیزگار حضرات ہیں۔

دوسری کرامت جو میں نے محسوس کی وہ یہ ہے کہ انکی بارگاہ میں حاضر آنے والا کوئی بھی فرد بدظن اور بدگمان ہوکر نہیں جاتا تھا اپنا ہوتا تو اس کا ایمان اور عقیدہ پہلے سے زیادہ پختہ ہوجاتا اور پرایا ہوتا تو وہ راہ ہدایت کی طرف مائل ہوجاتا۔

کئی بار ایسا ہوا کہ میں آفس سے چھوٹ کر حجرہ کھڑک جاتے ہوئے کچھ سوالات کچھ مسائل ذہن میں لیکر چلتا کہ آج حضرت سے پوچھوں گا۔ حضرت کی بارگاہ میں پہنچنے کے بعد بغیر پوچھے ہوئے کسی نہ کسی زاویہ سے مجھے جواب مل جاتا تھا۔

میرے مرشد کی ایک روشن کرامت مولوی بشیر احمد صاحب قادری برکاتی (ارئی) نے حضرت والا کے بیسویں یا تیسویں دن کی فاتحہ کے موقع پر کھڑک مسجد میں بیان کی وہ یہ ہے کہ اطراف ارئی ایک مسجد کے صحن میں پیپل کی ایک موٹی شاخ حائل آتی تھی اور اس کو کٹوانا خطرہ سے خالی نہیں تھا ہندو مسلم فساد ہونے کا اندیشہ تھا۔ مسجد کا تعمیری کام رکا ہوا تھا اس دوران میرے مرشد کا اس علاقہ میں کالپی شریف وغیرہ کا دورہ ہوا تو حضرت کے سامنے سارے حالات رکھے گئے حضرت نے بہ کمال محبت فرمایا چلو ہم چلتے ہیں حضرت والا اس مسجد میں تشریف لے گئے اور اس پیپل کی شاخ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اللہ کی راہ میں کیوں حائل ہوتی ہے۔ بہت سے اہلیان ارئی آج بھی حضرت کی اس زندہ کرامت کے گواہ ہیں کہ وہ شاخ سوکھی اور سوکھ کر خود بخود ٹوٹ گئی اور مسجد کا تعمیری کام بحسن وخوبی بغیر کسی چخ چخ کے ہوگیا۔

میرے ایک پیر بھائی ہیں وہ ایک کرامت بیان کرتے ہیں کہ انکے گھر میں چور داخل ہوگئے اچانک انکی آنکھ کھلی تو گھبراہٹ میں انہوں نے زور سے

یا پیر حسن میاں المدد کہا۔ چور بغیر کسی ایذا رسائی کے رفو چکر ہو گئے۔

میری ہمشیرہ کی طبیعت خراب رہتی تھی حضرت والا ہی کی دعاؤں کی برکت سے صحت یاب ہوئی اور ماشاء اللہ اپنے شوہر کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی گذار رہی ہے۔ بے اولادوں کے لئے چھوہاروں والا عمل تو حضرت والا کا سیکڑوں افراد پر آزمودہ تھا۔ شادی کے اٹھارہ بیس سال کے بعد بھی اس عمل کی برکت سے لوگوں کی مرادیں بر آئیں۔

بمبئی میں ایک صاحب ہیں عبدالواحد گھڑی والے میرے حضرت سے بہت محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں وہ بتاتے ہیں کہ انکے ہر بچے کی پیدائش سے پہلے حضرت والا نے بتادیا تھا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ وہ ایک کرامت اور بھی بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ کہیں باہر سے بازار وغیرہ سے ہی حضرت صاحب سے ملنے کے لئے حجرہ کھڑک میں آگئے جیسے ہی حجرہ میں داخل ہوئے حضرت نے بچوں کی خیریت پوچھی انہوں نے جواب دیا ٹھیک ہی ہونگے میں گھر سے نہیں آرہا ہوں تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے فرمایا گھر جاکر بچوں کی خبر لیجئے۔ تو انہوں نے سوچا کیا بات ہوسکتی ہے گھر جاکر دیکھا تو بچوں کی والدہ بچے کو لئے بیٹھی تھیں بچے کو سخت بخار تھا۔

اسی قسم کا واقعہ میرے والد صاحب بھی بتاتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی محمد اظہر قادری برکاتی سلمہ کی پیدائش کی خوش خبری ابا نے حضرت والا کو لکھی تو حضرت والا نے جواب میں مبارک باد کے بعد یہ بھی لکھا کہ ماسٹر صاحب بس یہ آخری ہیں ایسا ہی ہوا۔

حضرت والا عرس قاسمی شریف کے موقع پر شروع ہونے سے ایک دن

پہلے ہی سے کھانا تناول فرمانا بند کردیتے تھے صرف چائے اور ایک آدھ سیب وغیرہ کھا لیتے تھے اور کھانا عرس کے آخری روز بعد نماز مغرب تناول فرماتے تھے جب تک ابا عرسوں میں شریک ہوتے رہے انکے ساتھ شریک ہوتے تھے اور کئی برسوں سے میں حضرت والا کے ساتھ کھایا کرتا تھا حضرت والا خود فرماتے تھے کہ اکبر تمہارے ابا ہمارے ساتھ کھایا کرتے تھے تم بھی بیٹھ جاؤ یہ تو خیر ایک واقعاتی بات ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت والا بغیر کھائے عرس شریف کے تینوں اجلاس میں شروع سے آخر تک شریک رہتے اور ایک ہی نشست میں گھنٹوں بیٹھے رہتے تھے اس کے علاوہ عرس ختم ہونے کے بعد زائرین کی ملاقات کے لئے آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے تشریف رکھنا باوجود علالت وضعف کے کھلی ہوئی کرامت ہے اور اسی کو روحانی طاقت بھی کہتے ہیں۔

محمد مشتاق برکاتی کھجور والا بمبئی میں رہتے ہیں وہ حضرت والا کی کئی کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ بتاتے ہیں کہ وہ ایک موقع کی دکان لینا چاہتے تھے اور اس کا سودا ہوگیا بیعانہ وغیرہ دے دیا گیا مگر دکان مالک لالچ میں آکر مکر گیا۔ مشتاق بھائی مایوس ہوکر حضرت والا کے پاس آئے سارا واقعہ بتایا حضرت والا نے فرمایا مشتاق بھائی دل چھوٹا مت کیجئے وہ دکان آپ ہی کو ملی گی۔ ایسا ہی ہوا۔

مشتاق بھائی بتاتے ہیں کہ گونڈل میں ایک صاحب ہیں ان کا پاسپورٹ نہیں بن رہا تھا کافی تھک ہار کر بیٹھ گئے تھے۔ ایک دن حضرت والا کے پاس حجرہ کھڑک میں آئے اور اپنی پریشانی بیان کی حضرت والا نے انکے ماتھے پر اپنی انگشت شہادت سے کچھ لکھ دیا اور فرمایا اب جائیے گا آپ کا کام ہوجائیگا۔ اسی دن ان کا پاسپورٹ بن گیا۔

تیسری تازہ ترین کرامت یہ بتاتے ہیں کہ حضرت والا کے وصال پر مارہرہ شریف حاضری کے بعد دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی آنا تھا ساتھ میں حاجی خالد، بابا مصطفے، حاجی توفیق، حاجی عبدالعزیز بھروچ والے، اور منصور بھائی وغیرہ تھے۔ دہلی ایئرپورٹ پر پہنچے ہوائی جہاز کے پرواز کرنے میں صرف چھ منٹ باقی تھے یہ لوگ بہت پریشان تھے دل ہی دل میں حضرت والا کو یاد کیا اور ان سے مدد مانگی مشتاق بھائی نے ڈیوٹی آفیسر سے بات کی اس نے کہا کہ میں پائیلیٹ کو فون کرتی ہوں پائیلٹ نے ہوائی جہاز کے دروازہ کھلوائے اور یہ لوگ بھاگتے بھاگتے داخل ہوگئے۔ ہوئی جہاز کے دروازے ایک بار بند ہوجاتے ہیں تو دوبارہ نہیں کھلتے سبھی مسافران لوگوں کو تعجب سے دیکھ رہے تھے اس طرح سبھی لوگ بخیروخوبی اپنے اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔

وصال

بمبئی کے ۱۹۹۵ء کے آخری صفر اور ہارٹ اٹیک اور دوبارہ طبیعت خراب ہونے کے بعد جی بی پنتھ ہاسپٹل میں زیر علاج رہتے ہوئے وصال تک کے تفصیلی حالات میں اپنے پہلے مضمون زیر عنوان "مرشد برحق حضور احسن العلماء قدس سرہ کی نورانی عرفانی حقانی صورت وسیرت" جو "اہلسنّت کی آواز" مارہرہ شریف سے شائع ہونے والے سالانہ مجلّہ کے خصوصی شمارہ بیادگار حضرت احسن العلماء سیر شاہ مصطفے حیدر حسن میاں قدس سرہ، میں چھپ چکا ہے لکھ چکا ہوں۔

حضرت والا کے ظاہری زندگی کے وہ آخری چھ دن ۶ ستمبر سے لیکر ۱۱ ستمبر میری نظروں کے سامنے گھومتے رہتے ہیں۔ خاص طور ہے آخری شب

اور آخری دن۔ واقعی اللہ والوں کی شان بہت عجیب ہوتی ہے جیسے انہیں سب کچھ پہلے سے معلوم ہوجاتا ہو۔ جس طرح پہلے وہ عارضی سفر کی تیاری بہت پہلے سے کرتے تھے تاکہ عین وقت پر تو چل میں آیا، والا معاملہ نہ ہو اسی طرح لگتا تھا کہ وہ دنیا سے آخری سفر اپنے خدا ورسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار کا عزم مصمم کرکے تیاری میں مصروف ہوں۔ اپنے وصال کی آخری اتوار اور پیر کے درمیان والی رات میں تقریباً تین گھنٹے بڑے اطمینان سے سولئے کہ اگلے دن جانا ہے۔ ڈیوٹی پر رات میں حضرت امین میاں صاحب اور حضرت افضل میاں صاحب مدظلہم تھے اور انکے ساتھ میں بھی تھا۔ بیدار ہونے کے بعد قرآن عظیم اور وظیفہ وغیرہ پڑھتے رہے امرودوں کا ذکر کیا اور کچا لو بنانے کے لئے فرمایا۔ حضرت امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ نے مجھ سے فرمایا کہ کل اچھے امرود لیکر امی سے بنوالینا اور سسٹر سے پیشاب کی تھیلی بدلنے کے لئے کہا قریب ساڑھے پانچ بجے رفیق بھائی آرام کرکے آگئے تو حضرت امین میاں صاحب اور حضرت افضل میاں صاحب آرام کرنے چلے گئے ہم اور رفیق بھائی حضرت والا کے پاس بیٹھے رہے۔ حضرت والا نے ہم لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا چلو ہمارا کرتا لاؤ۔ تھوڑی دیر بعد اپنا داہنا ہاتھ بلند کیا اور انگشت شہادت اور انگوٹھا ملاکر مجھ سے کہا لو میں نے اپنا ہاتھ حضرت والا کے ہاتھ کے سامنے پھیلا دیا حضرت والا نے انگوٹھے اور انگلی کی گرفت میرے ہاتھ پر کھول دی مگر میں کچھ نہیں دیکھ سکا کہ حضرت والا نے مجھے کیا عطا فرمایا اور پھر فرمانے لگے اب تو چلو میں نے کہا کہاں؟ فرمایا گھر مارہرہ شریف کیا تم نہیں چلوگے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تو آپ کے ساتھ ضرور چلونگا بس تھوڑے دن کی اور بات ہے ڈاکٹر اپنی طرف سے اجازت دے دے۔

تقریباً سات بجے حضرت نجیب میاں صاحب آگئے حضرت والا کو سہارا دیکر ہم تینوں حضرت نجیب میاں صاحب قبلہ رفیق بھائی اور راقم الحروف نے بٹھایا ہاتھ دھلائے کلی کرائی اسٹیم دلائی اور اسکے بعد ناشتہ دودھ کی چائے اور ایک عدد انڈے کے تین حصے تناول فرمائے۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد پھر لیٹ گئے۔ قریب دس بجے حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ آگئے۔ انہوں نے سانس پر ذرا زور محسوس کیا اور وہ ڈاکٹروں سے مشورہ کرنے اور دواؤں کی بھاگ دوڑ میں لگ گئے۔ قریب گیارہ ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر گمبھیر سنگھ بھی آئے اور بیٹھانے اور جوس چائے کے ساتھ ساتھ پتلی پتلی دال اور بریڈ وغیرہ بھی کھانے کے لئے ہدایت کرگئے کہ کمزوری زیادہ ہے اور غذا ضروری ہے دوپہر میں قریب ڈھائی تین بجے جوس کے ساتھ حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ اور حضرت افضل میاں صاحب قبلہ نے سلائس کھلائے۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد پھر لیٹ گئے۔ نماز عصر کا وقت پوچھا۔ پیشاب کی خلش ہونے لگی فوراً ڈاکٹروں کو بلایا۔ چسٹ کا ڈاکٹر بھی آیا اس نے بتایا کہ بلغم نہیں ہے بلڈ پریشر کی وجہ سے سانس پر زور ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میرے اوپر پانی ڈالو حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ نے چہرہ، کندھے اور سینے پر پانی چھڑکا اور تولیہ سے پوچھا پھر فرمانے لگے تو میں نے بھگالی اور اس سے حضرت والا کے نورانی چہرہ کو تر کرتا رہا۔ ایسا کرنے سے انکو فرحت محسوس ہورہی تھی۔ حضرت والا نے فرمایا پڑھو اور پھوکو۔ میں نے حضرت اشرف میاں صاحب سے کہا تو انہوں نے پنج آیت شریف پڑھکر دم کیا اور میں بھی سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور درود تاج برابر پڑھ پڑھ کر دم کرتا رہا۔

میں اس لمحہ کو تادم آخر نہیں بھول سکتا کہ جب اس حلقہ نور والے مقدس چہرہ کی نگاہیں میری طرف مبذول تھیں۔ ان پیاری، روشن اور چمکدار

آنکھوں میں پیار، شفقت اور محبت کے دریا بہہ رہے تھے اور یہ بھی ظاہر ہورہا تھا کہ بس تم لوگ اپنا کام اور اپنی کوشش پوری کرچکے اور اب ہم اپنے ذوق دیدار رب جلیل اور حبیب رب خلیل صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے قدم اسم ذات اللہ اور صفاتی نام رحمٰن اور رحیم بہ الفاظ دیگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اختصار یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کے گن گاتے ہوئے داخل جنت کرنا چاہتے ہیں۔ بس حضرت والا کی مقدس زبان پر کلمات بالا جاری ہوگئے اور بالکل آخر آخر یا اللہ یا اللہ کی تکرار پر محو لقائے محبوب ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گیارہویں شریف کے مہینہ ۱۴۱۷ھ کی پندرہویں شب کے تقریباً آٹھ بجکر پچاس منٹ ہورہے تھے اور انگریزی مہینہ ستمبر ۱۹۹۵ء کی ۱۱ تاریخ تھی کہ افق برکاتیت کا یہ روشن آفتاب غروب ہوگیا۔ بمصداق

شان سے آئے رہے اور چل دئے سوئے جناں حسن میاں

دہلی سے مارہرہ شریف جسد مبارک کو لیجانا

جی بی پنتھ ہاسپٹل کی وہ رات قیامت صغریٰ کا مظاہرہ کررہی تھی وہاں موجود میرے چاروں شاہزادوں اور انکی مقدس والدہ محترمہ اور ہم خدام پر رنج والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے پھر بھی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کے یہ پھول جنکو ورثہ میں صبر و تحمل ملا ہے خود ضبط و صبر سے کام لے رہے تھے اور دوسروں کو تسلی دے رہے تھے۔ اطلاع پاتے ہی حضرت اسلم میاں صاحب قبلہ مع متعلقین اور حضرت اشرف میاں صاحب کے برادر نسبتی ڈاکٹر شاہد اشرف صاحب بھی آگئے۔ حضرت امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ نے بمبئی کانپور کا سگنج کراچی افریقہ وغیرہ فون لگاکر اعزہ واحباب کو اطلاع کی

حسنین بھائی برکاتی جو دہلی میں رہتے ہیں اور حضرت والا سے بیعت ہیں مارہرہ شریف ہی کے رہنے والے ہیں وہ بھی گاڑی لیکر اپنے چھوٹے بھائی ظہیر کو ساتھ لیکر گھر سے آگئے۔

حضرت افضل میاں صاحب نے ڈاکٹروں کے ساتھ حضرت والا کو ایک بڑی چادر میں لپیٹا اور ایس پی شہر کو اطلاع کرکے ایمبولینس منگالی۔ حضرت امین میاں صاحب قبلہ اور حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ اپنا اپنا سامان جو ہوٹلوں پر رکھا ہوا تھا لیکر آگئے سفر لمبا تھا اور گرمی بھی تھی اسی لئے احتیاط کے طور ایمبولینس میں برف بچھالی گئی اور بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ حضرت والا کو اس میں لٹایا گیا اور اسی گاڑی میں ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر حضرت افضل میاں صاحب اور حضرت والا کے پاس سرہانے حضرت اشرف میاں صاحب اور پائینتی حضرت اسلم میاں صاحب بیٹھے مستقل ایصال ثواب کرتے رہے۔ حضرت والا کی ذاتی گاڑی میں امی جان، بیگم اسلم میاں صاحب، حضرت امین میاں صاحب اور نجیب میاں صاحب تیسری گاڑی میں ہم حسنین بھائی ظہیر بھائی اور عارف بھائی بیٹھے اور چوتھی گاڑی میں حاجی الطاف کراچی والے حاجی عارف افریقہ والے بیٹھے اور اس طرح زخم خوردہ اور لٹا پٹا یہ قافلہ بائیس صاحب دل خواجہ کی چوکھٹ والی دلی کو سلامی دیتا ہوا قریب ایک بجے عارفان حق اور عاشقان محبوب ﷺ کی سرزمین مارہرہ مطہرہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں علی گڑھ سے حضرت امین میاں صاحب قبلہ کی زوجہ محترمہ اور بچوں کو ساتھ لیا اور ٹھیک نو بجے مارہرہ مقدسہ پہنچ گیا۔

مارہرہ شریف میں لوگوں کا اژدہام

خبر تو رات ہی کو چاروں طرف بجلی کی طرح پھیل گئی تھی جو جہاں تھا وہیں سے مارہرہ شریف پہنچنے کے لئے چل پڑا تھا کہ اپنے روحانی آقا ومولی اور اسلاف کرام کی صورت وسیرت کی حامل شخصیت کا آخری دیدار نصیب ہوجائے اور نماز جنازہ مل جائے۔ جیسے ہی ہم لوگ مارہرہ مطہرہ بستی پیر زادگان پہنچے درگاہ شریف سے لیکر محل سرائے زنانہ کے بڑے دروازہ تک لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع اپنے آقا کی گاڑی کے ارد گرد جمع ہوگیا۔ بمشکل تمام لوگوں کو ایک طرف کرکے حضرت والا کے جسد مبارک کو ہم لوگوں نے گاڑی سے نکال کر چارپائی پر رکھا اور محل سرائے زنانہ کے صدر دالان میں لے گئے جہاں آنے کے لئے حضرت والا نے کئی بار ہاسپٹل میں فرمایا تھا۔

باہر مردوں کی طرح اندر عورتوں کا کثیر مجمع تھا اور وہ ایک دوسرے پر ٹوٹی پڑتی تھیں حضرت اشرف میاں صاحب نے عورتوں کو متنبہ کیا کہ خبردار میری امی کے سامنے کسی نے بین کیا اور رونا دھونا مچایا اور انکی چوڑیاں وغیرہ اتارنے کی کوشش کی سب لوگ صبر کرو اور اللہ سے دعا کرو اور اپنے محسن کے لئے ایصال ثواب کرو۔ حضرت والا کے برادر عزیز حضرت سید حسین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی، حضرت والد کی بڑی ہمشیرہ حضرت سیدہ زاہدہ مدظلہا اور انکی صاحب زادی سیدہ حمیری مدظلہا، حضرت والد کی صاحبزادی سیدہ ثمینہ مدظلہا، حضرت حسنین میاں صاحب کی والدہ ماجدہ حضرت قیصر مصطفےٰ مدظلہا اور انکی صاحب زادی سیدہ حمیدہ مدظلہا کی حالت وکیفیت دیکھ کر دل نکلا پڑتا تھا۔ قصبہ مارہرہ مطہرہ اور اطراف کے سارے ہندو مسلم غم میں شریک تھے اور سارے اسکول، کالج بازار چھوٹی بڑی دکانیں سب بند تھیں۔

غسل

محل سرائے زنانہ کے صدر دالان جہاں حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کا قیام رہتا تھا وہیں غسل کا سارا انتظام پہلے ہی سے کرلیا گیا تھا کہ دہلی سے مارہرہ شریف تک کی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد دیر نہ ہو فرش خوب دھو لیا گیا تھا کہ اینٹیں چمک رہی تھی اور مستقل خوشبودار اگربتی ایک طرف سلگ رہی تھی۔ حضرت والا کی ہمشیرہ صاحبہ مذکور حضرت والا کے جسد پاک کے سرہانے ایک جگہ پر بیٹھ گئیں تھیں اور قرآن عظیم کی تلاوت فرما رہی تھیں۔

قریب ساڑھے گیارہ بجے غسل کی تیاری شروع ہوئی حضرت والا کی ہمشیرہ صاحبہ اپنی رہائش گاہ پیلی کوٹھی میں چلی گئیں۔ حضرت والا کے منجھلے صاحب زادہ حضرت سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ، حضرت والا کے برادر عزیز حضرت سید حسین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت والد کے خادم جنام محمد رفیق خاں برکاتی عرف ملاجی نے میرے مرشد کو غسل دیا۔ انکے علاوہ حضرت والا کے صاحب زادہ اکبر حضرت سید محمد امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی، حضرت سید آل رسول حسنین میاں صاحب حضرت سید جمال الدین اسلم میاں صاحب، حضرت والا کے منجھلے صاحب زادہ حضرت سید محمد افضل میاں صاحب اور صاحب زادہ اصغر حضرت سید نجیب میاں صاحب، حضرت سید سبطین حیدر میاں صاحب اور یہ غلام راقم الحروف موجود تھے۔

تختۂ غسل پر لٹانے کے لئے جب ہم لوگوں نے حضرت والا کے جسد پاک کو ہاتھ لگایا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ میرے مرشد کے ہاتھ پیر روئی کے گالے ہوں۔ نرم نرم اود جسم میں ہرارت محسوس ہورہی تھی۔ اتنے دن

ہاسپٹل میں رہنے کے باوجود جسم میں کسی قسم کا میل یا بدبو کا شائبہ نہ تھا۔ اور جو ایک دو جگہوں پر دواؤں کے اثر سے زخم ہوگئے تھے۔ وہ خود بخود اچھے ہوگئے تھے۔ پیٹ بالکل صاف تھا انہیں انکے آخری دن یعنی دوشنبہ مبارکہ کی صبح کو کلی طور پر بول سے فراغت حاصل ہوگئی تھی ٹھوس چیزیں تو کھا نہیں رہے تھے کہ زیادہ ضرورت محسوس ہوتی۔

بڑی احتیاط اور ادب واحترام کے ساتھ سنتوں کے مطابق حضرت والا کو غسل دیا گیا۔ اس کے بعد تولیہ سے جسم اور سر کو آہستہ آہستہ پوچھا گیا۔ حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ نے سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں پیاری پیاری انگلیوں سے خلال کیا ریشم جیسے ملائم اور چمکدار بالوں میں کنگھا کیا۔ جس طرح میرے مرشد برحق کی رسم سجادہ نشینی کے موقع پر انکے برادر گرامی حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے عمامہ باندھا تھا انکے شہزادے سید آل رسول حسنین میاں صاحب نے دولہا کے آخری سفر کا سفید عمامہ باندھا۔ فرشتوں کے سفید لباس میں سر سے پیر تک ملبوس میرے مرشد برحق ایک نور کے پیکر لگ رہے تھے کہ اس میں سے نور کی شعائیں نکل رہی ہوں۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جویاں تھے اس گل کے ملاقات کی رات ہے آج

آخری دیدار

قریب ایک بجے غسل وتکفین سے فارغ ہوگئے اور جنازہ مبارکہ کو صدر دالان ہی میں گھر کی مستورات کے آخری دیدار کے واسطے رکھا گیا۔

سیدہ بشریٰ مدظلہا سیدہ حمیدہ مدظلہا، سیدہ ثمینہ مدظلہا، سیدہ حمیدہ مدظلہا اور سید سبطین حیدر و سید صفی حیدر جنازہ کے اردگرد حلقہ بناکر کھڑے ہوگئے تاکہ جنازہ انکی دھکا دھکی سے محفوظ رہے اور ہردل عزیز سلام مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام، پڑھنا شروع کردیا۔

قریب ڈھائی بجے جنازہ مبارک محل سرائے زنانہ سے باہر لایا گیا اور خانقاہ شریف کے برآمدے میں جامع مسجد برکاتی کے دروازہ کے سامنے ہر خاص وعام کی زیارت کے لئے رکھا گیا۔ لوگوں کی بھیڑ پر قابو پانا بہت مشکل تھا وہاں پر بھی جنازہ کے اردگرد حلقہ بنانا پڑا۔ لوگ درود پڑھتے جاتے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے آقا، اپنے مرشد اور اپنے محسن کو دیکھ رہے تھے کچھ زاروقطار رورہے تھے اور کچھ اپنے ہوش ہی میں نہیں تھے گم سم ہوگئے تھے۔ ساڑھے تین پونے چار بجے تک یہ سلسلہ چلتا رہا اسکے بعد جس چارپائی پر حضرت والا کو رکھا گیا تھا اس میں بڑے بڑے مضبوط بانس بلے باندھے گئے اور چار بجے عظیم الشان جلوس کی شکل میں مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کے مستقل ورد کے ساتھ جنازہ خانقاہ شریف سے روانہ ہوا لوگ کاندھا دینے کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے چاروں کاندھے دے لئے ہوں میں تو صرف ایک ہی کاندھا دے پایا اور پھر میں حضرت کے پائینتی ہوکر قدموں سے لپٹا رہا۔

نماز جنازہ

درگاہ معلیٰ سے متصل تحصیل داری کے سامنے جو بڑا چبوترہ نما میدان پڑا ہوا ہے وہاں پر جنازہ مبارک روک کر نماز جنازہ ہوئی۔ صفوں کے بیچ میں

فاصلہ نا کے برابر تھا اور صفیں درگاہ شریف کے دروازہ سے لیکر باہر روڈ پر جو پھاٹک نما بنا ہوا ہے وہاں تک تھیں۔ حضرت والا کے صاحبزادوں اور برادر عزیز کی اجازت سے حضرت سید آل رسول حسنین میاں صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کی۔

دستور قدیم کے مطابق سجادہ نشین کا جنازہ درگاہ بڑے پیر صاحب یعنی مبارک شاہ عبدالجلیل قدس سرہ العزیز پر لے جایا جاتا ہے لہٰذا حضرت والا کا جنازہ مبارک بھی درگاہ شاہ عبدالجلیل صاحب لے جایا گیا اور وہاں فاتحہ خوانی ہوئی۔ درگاہ بڑے پیر صاحب سے واپس ہوکر جنازہ مبارک درگاہ حضور صاحب البرکات پر لایا گیا اور جیسے ہی جنازہ مبارک درگاہ شریف کے بڑے دروازہ کے اندر داخل ہوگیا دروازہ بند کردیا گیا تاکہ سکون واطمینان کے ساتھ سپرد خاک کیا جاسکے۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوی ہے ہمارا
ان کا تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

آغوش قبر

ایک بار اپنی ظاہری زندگی میں حضرت والا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں نے اپنی آخری آرام گاہ کے بارے میں اپنے بچوں اور گھر والوں کو بتادیا ہے تمہیں بھی بتادیتا ہوں اپنے بپا کی آغوش میں اپنے بھائی صاحب کے پائینتی جو جگہ ہے وہ۔ میں اس کا ہوں، ہاں، جی، اچھا میں کوئی جواب نہ دے سکا تھا اور گھٹ کے رہ گیا تھا۔ حضرت والا کی وصیت کے مطابق حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کے روضہ کے سامنے حضرت والا کی قبر شریف قد آدم گہری کھودی

گئی- یہ بھی خاندان برکات کا دستور قدیم ہے کہ سجادہ نشین کی قبر قد آدم گہری کھودی جاتی ہے- حضرت امین میاں صاحب قبلہ نے تو حضرت والا کی قبر شریف میں لیٹ کر دیکھا کہ کشادگی اور آرام دہ ہے کہ نہیں- اس خاندانی دستور قدیم کا مقصد وہی ہوگا جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وصیت کے ساتھ بیان فرمایا تھا- ع ہے شب گور بھی اس گل کی ملاقات کی رات

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ اور حضرت افضل میاں صاحب قبلہ قبر شریف میں اترے- عبدالعزیز سنی' اسرائیل بھائی وغیرہ امدادی طور پر کھڑے تھے اور میں نے قدم شروع ہی سے پکڑ رکھے تھے اس طرح میرے مرشد برحق دنیا کی آخری منزل کو بحسن وخوبی طے کرکے آخرت کی پہلی منزل میں داخل ہوگئے- پھر ایک بار اپنے آقا کے حلقہ نور والے چہرہ کو دیکھنے کا موقع ملا اور یہ آخری موقع تھا کہ اس تبسم زدہ چہرہ مبارک کی شبیہ کو اپنے دل میں ہمیشہ کے لئے چھپا لیا-

حضرت والا کا چہرہ مبارک خود بخود قبلہ رخ ہوگیا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ بس اب ہنسنے والے ہیں- کسی کو بغور دیکھنے میں محو ہیں- یقیناً "انہیں اللہ ورسول اور جنت نشاں درگاہ معلی میں آرام فرمانے والے اپنے اجداد کرام ومرشدان کرام کے جلوے نظر آرہے ہوں گے- ہماری نگاہوں میں اتنی بصیرت کہاں- اپنے مرشد کے صدقہ میں اور انکے کرم خصوصی کے طفیل امید ہے کہ

دیکھ ہی لیں گے کسی شکل سے مشتاق تھا
لاکھ پردوں میں رہے جلوہ زیبا ان کا

پٹلے وغیرہ رکھ کر قبر شریف کو صحیح کرنے کے بعد فاتحہ خوانی ہوئی اور اسکے بعد دعائیں اور اذان کہی گئی- قبر شریف میں ایک طرف چھوٹا سا طاق بناکر اس میں شجرہ طیبہ قادریہ برکاتیہ بھی رکھا گیا تھا-

مرشد کا قرب

مرشد کی خوشنودی اور انکی نظر کرم کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی جس مرید پر مرشد کی نظر کرم ہوجائے اسکی قسمت کا کیا پوچھنا- اس ماحول اور اس منظر کو جہاں میرے مرشد کا مزار ہے- ذرا محبت کی نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک حسین ترین گلدستہ ہے- اس برکاتی گلدستہ کے محور حضور پرنور حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن ابو القاسم الملقب شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں- اور پھول تاج العلماء احسن العلماء' سید العلماء ہیں شاہ جی میاں صاحب کے ایک جگر گوشہ ہیں اور دو نور نظر اور یہ تینوں ماموں' بھانجے' بڑے بھائی' اور چھوٹے بھائی آپس میں پیر بھائی یعنی تینوں کے ایک ہی مرشد ایک صاحب کے والد ماجد بھی اور دو صاحبان کے نانا جان بھی ایسا لگتا ہے برکاتی برکتوں کے قاسم کا حلقہ کئے ہوں اور انکے نور وعرفان سے لبریز ہوکر عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جام بر سرعام اپنے زائرین کو پلا رہے ہوں- یہ دلکش اور رنگا رنگ پھول بھی کیسی کیسی خوشبوؤں سے مزین ہیں- نجیب الطرفین سید بھی جید بھی حافظ بھی قاری بھی' عالم بھی مفتی بھی' متقی بھی پرہیز گار بھی' صوفی بھی پیر بھی' عامل بھی کامل مصنف بھی مقرر

بھی اپنے اپنے دور میں یکتا بھی بے مثل بھی' غریب پرور بھی شکر گذار بھی' ہر ایک کے خیر خواہ مدد گار بھی' مقبول عام وخاص بھی ہردل عزیز بھی سچے بھی امین بھی' اپنے مرشد کے لاڈلے بھی قریب بھی' کیوں نہ ہوں رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرہ کے چمن کے پھول ہیں۔ میرا ایمان ہے جو ان سے محبت وعشق کرے گا اور انکی خوشنودی کا باعث ہوگا ضرور جنت میں جائیگا اور جنتی خوشبوئیں اسے معطر کرینگی اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا اور شفاعت کا حقدار بھی۔ انکی خوشنودی کا باعث وہ ہوگا جو مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گامزن ہو اور انکی آل واولاد کے ساتھ حسن سلوک اور اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔ جو انسے بغض رکھے گا اور حسد کرے گا اسے دنیا وآخرت میں محرومیوں کا منھ دیکھنا پڑے گا۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

میرے مرشد پر انکے مرشد کی خصوصی نظر تھی تبھی تو وہ غوث پاک کے بڑے عزیز اور بہت قریب تھے۔ حضرت امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ فرماتے ہیں کہ گیارہویں شریف کی رات میں جی بی پنت ہاسپیل میں حضرت والا تبار نے مجھ سے فرمایا "میں بیمار ضرور ہوں پاگل نہیں ہوں ہم درگاہ شریف میں گیارہویں شریف کی محفل اور فاتحہ کرتے تھے یہاں کیا پروگرام ہے۔" حضرت امین میاں صاحب نے فرمایا بابا فتحپوری مسجد کے امام صاحب سنی ہیں اور وہاں محفل ہوگی اور ہم یہیں فاتحہ پڑھ لیں گے۔ تب حضرت والا نے ذرا مطمئن ہوکر فرمایا اعلی حضرت کی غوث پاک کی منقبت سناؤ۔ امین میاں صاحب قبلہ نے پڑھنا شروع کیا۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلی تیرا

جب اس شعر پر پہنچے

اور اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

کافی دیر تک ٹکٹکی باندھے ایک ہی طرف دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے فرمایا للہ ہم ان کے موروثی غلام ہیں۔ لفظ انکے' فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غوث پاک کو عالم رویا میں نہیں عالم واقعہ میں دیکھ کر فرمایا۔

جو سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا چہیتا اور پیارا ہو وہ یقیناً اللہ والوں کا مقبول اور پیارا ہے۔ میرے مرشد برحق خود فرماتے ہیں۔

حسن سن ہاتف غیبی پکارا
یہ فضل رب وہ تجھ پہ مہربان ہیں

تبھی تو حضور سید العلماء علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ حسن میاں ہماری کیبنٹ کے صدر ہیں اور ان کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔

کوائف خانقاہ برکاتیہ۔ ۱

حضور مرشد اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا فاتحہ سوم، فاتحہ چہلم اور عرس قاسمی اور رسم سجادہ نشینی

حضور مرشد اعظم ہند احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ کے فاتحہ سوم میں عرس جیسا سماں تھا اور عرس جیسا ہی تقریباً مجمع بھی۔ ۱۴ر ستمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعرات صبح بعد نماز فجر قرآن خوانی اور درگاہ معلیٰ اور جامع مسجد برکاتی میں چنے پڑھے گئے۔ بعدہ درگاہ معلیٰ میں مختصر سی تعزیتی مجلس ہوئی جس میں شارح بخاری فقیہہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب، جانشین صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفی صاحب اور سید ملت حضرت آل رسول حسنین میاں صاحب قبلہ، امین ملت حضرت امین میاں صاحب قبلہ، حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ، حضرت نجیب میاں صاحب قبلہ مدظلہم نے اپنے دل کو مضبوط کرکے اور جذبات پر قابو کرکے اظہار رنج وغم کیا۔ صلوۃ وسلام کے بعد فاتحہ خوانی ہوئی بعدہ، تناول طعام وتبرک، لوگ سر جھکائے ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

تعزیت کا سلسلہ چہلم تک چلتا رہا ایک گیا دس آئے۔ دس گئے بیس آئے۔ حضرت والا کا چہلم، رسم سجادہ نشینی اور عرس قاسمی ایک ساتھ ہوا۔ یہ بھی حضرت والا کی کرامت ہے ایک سال پہلے ہی سے اعلان کررہے تھے کہ

میں نے عرس تین دن کا کردیا ہے ویسا ہی ہوا۔ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز سنیچر، اتوار، پیر پہلے روز ۲۱ اکتوبر بروز سنیچر حضرت والا کا فاتحہ چہلم اور حضرت والا کے بڑے صاحب زادہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو حضرت والا کا جانشین وسجادہ نشین اور متولی درگاہ معلی اور جامع مسجد برکاتی اعلانیہ طور پر بنایا گیا۔ تحریری طور پر تو پہلے ہی سے تھے۔

۲۱ر ستمبر ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ بعد نماز صبح قرآن خوانی درگاہ معلی میں ہوئی۔ ساڑھے آٹھ بجے ایصال ثواب اور فاتحہ ہوا۔ سیکڑوں کی تعداد میں ختم قرآن عظیم فاتحہ سوم میں نذر کئے گئے تھے اور ہزاروں کی تعداد میں فاتحہ چہلم میں نذر کئے گئے۔ اس کے علاوہ لاکھوں بار درود شریف، کلمہ شریف، سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص پڑھنے کا ثواب نذر کیا گیا۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ٹھیک نو بجے درگاہ معلی کے سامنے تحصیل داری سے ملحق میدان میں جہاں حضرت والا کی نماز جنازہ ہوئی تھی تلاوت قرآن عظیم حمد ونعت ومنقبت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ حضرت والا کی نماز جنازہ کی برکت سے اس جگہ کی قسمت کھل گئی جہاں کچھ دنیا پرستوں کی شیطانی خواہش سے ڈھول تاشے اور مجرے بجتے تھے اور تالیاں پٹتی تھیں۔ وہاں صلوۃ وسلام نعت ومنقبت ذکر واذکار کے نغمے گونجے۔

تقریباً حضرت والا کے سبھی خلفاء جو حیات ہیں، مشائخ عظام، مفتیان کرام، علماء عظام جن میں اکثریت اکابرین دین وملت کی تھی پہلے ہی روز یعنی ۲۱ر اکتوبر بروز ہفتہ چہلم شریف کے جلسہ ہی میں تشریف لے آئے تھے۔

شہنشاہ ہند، مدار اولیائے ہند غریب نواز خواجہ خوابگاہ عطائے صاجزادہ سید منقبت میاں صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔ کس کس مقرر نے کیا کیا بیان کیا کیسے کیسے رموز افشاں کئے اور کیسے کیسے رنگا رنگ گلہائے عقیدت اپنے آقا کی بارگاہ میں پیش کئے اس کا احوال لکھنا ایک دشوار طلب امر ہے کافی حد تک سائنسی دور کی مدد سے کیسٹوں میں محفوظ ہے۔

صلوۃ وسلام اور جلسہ کے اختتام سے قبل قدیم خاندان کے مطابق ولی عہد وجانشین کے مبارک ہاتھوں سے حضرت والا کے خلفاء کو ملا گیری کرتے اور ٹوپیاں عطا کی گئیں تاکہ بوقت رسم سجادہ نشینی زیب تن کرسکیں۔ صلوۃ وسلام فاتحہ ودعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

نماز ظہر سے فراغت کے بعد تقریباً دس ہزار افراد مقامی وبیرونی نے حضرت والا کے چالیسویں کا متبرک کھانا تناول کیا۔ کھانا کانپور کے بہترین استادوں کے ذریعہ بنوایا گیا تھا ہر چیز دیسی گھی میں پکائی گئی تھی۔ جس کو زائرین نے انگلیاں چاٹ چاٹ کر شکم سیر ہوکر کھایا۔ دل ہی دل میں اپنے محسن اور اپنے آقا کا شکریہ ادا کیا کہ ظاہری زندگی میں بھی ان کا یہی عالم تھا کہ اپنے مہمان کو کہاں اٹھاؤں کہاں بٹھاؤں والا خیر مقدم بعد وصال بھی اتنی فراخی اور اتنی سلیقگی سے غلاموں کو نوازا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

ساڑھے چار بجے گھر میں مخصوص چوکی کا فاتحہ ہوا اس کے بعد چاروں صاجزادگان عالی مرتبت جو حضرت والد کے خلیفہ بھی ہیں اور حضرت سید آل رسول حسنین صاحب قبلہ مخصوص ملاگیر کرتے اور ٹوپیاں زیب تن کئے ہوئے تبرکات کی گٹھریاں لئے ہوئے روضہ حضور صاحب البرکات میں داخل ہوئے جہاں پہلے سے نماز عصر سے فراغت کے بعد حضرت والا کے حضور

صاحب البرکات میں داخل ہوئے جہاں پہلے سے نماز عصر سے فراغت کے بعد حضرت والا کے خلفاء کچھ حضور صاحب البرکات کے مزار شریف کے سرہانے اور کچھ بائیں رونق افروز تھے۔ مجھے حضرت اشرف میاں قبلہ مدظلہ العالی سے حضور صاحب البرکات کے بائیں پتھر کی چوکھٹ کے اندر کھڑے رہ کر درود شریف کے نذرانے پیش کرنے کی اجازت مل گئی۔ حضرت حسین میاں صاحب قبلہ حضرت حسنین میاں صاحب قبلہ حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ حضرت افضل میاں صاحب قبلہ اور حضرت نجیب میاں صاحب قبلہ ہونے والے صاحب سجادہ حضرت امین میاں صاحب قبلہ مدظلہ کو لیکر حضور سیدنا شاہ حمزہ صاحب اور حضور سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب کے مزارات کے بیچ میں جو جگہ ہے وہاں رونق افروز ہوئے۔ حضرت حسنین میاں صاحب قبلہ نے برکاتی دولہا اور سارے سینوں کے ہونے والے سلطان کو حضور احسن العلماء سے لیکر سرکار دوعالم ﷺ تک کے مخصوص تبرکات ملبوسات سے آراستہ وپیراستہ کیا۔ تاج شاہی حضور صاحب البرکات سر پر رکھا گیا۔ درگاہ شریف کے باہر کثیر مجمع تھا حلقہ بنایا گیا۔ حضرت والا کے خلفاء کرام ایک ہی رنگ کے خانقاہی رنگ میں رنگے ہوئے اپنے برکاتی شہنشاہ کو جلو میں لئے ہوئے اسم ذات اللہ اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے حویلی سجادگی حضور تاج العلماء میں لے گئے بڑا روح پرور، نورانی اور دلکش منظر تھا۔ جس وقت حویلی شریف میں سجادہ نشین کی مسند پر حضرت امین ملت جلوہ افروز ہوئے فضا میں نورانیت دل میں کیف وسرور اور سکون واطمینان محسوس ہوا اور جانشین مرشد برحق کو دیکھ کر حضرت والا مرشد برحق کا نورانی عرفانی حقانی حسین وجمیل چہرہ سامنے آگیا اور تصور میں حضور غوث الاعظم کے جلوے نظر آئے۔

اجمیر شریف سے آئے ہوئے معزز مہمان صاحب زادہ سید مغیث میاں صاحب نے عمامہ شریف جو آستانہ غریب نواز سے اپنے ساتھ لائے تھے حضرت امین ملت کے سر پر باندھا۔ حضرت حسین میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ہاں اب کام مکمل ہوگیا ہند الولی کی مہر لگ گئی۔ دستور قدیم خاندانی کے مطابق حضرت امین ملت نے اپنے خلف اکبر سید محمد امان میاں سلمہ المولی تعالیٰ کو اور مولانا مفتی عبد الرحمٰن صاحب برکاتی کو خلافت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی سید محمد عارف صاحب نے اپنے صاحب زادوں کو بیعت کرایا اور آپکے علاوہ بھی کچھ لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ بعد نماز مغرب حضرت صاحب سجادہ امین ملت ملبوسات بزرگان زیب تن کئے ہوئے خانہ محل سرائے زنانہ میں تشریف لے گئے مختصر فاتحہ ہوا۔ حضرت اشرف میاں صاحب کی بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ عذرا باجی کی صاحب زادی صاحبہ اور ایک دو مستورات داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ ہوئیں۔

بعد نماز عشاء درگاہ معلیٰ میں حضرت والا کے روضہ مبارک کے سامنے تلاوت قرآن عظیم اور نعت ومنقبت سے محفل کا آغاز ہوا۔ یہ خاص چہلم شریف کی محفل تھی۔ اس میں حضرت والا کے منجھلے صاحب زادہ حضرت سید محمد افضل میاں صاحب دام ظلہم نے بڑی بصیرت افروز تقریر کی۔ عشق ومحبت کیف و سرور صبروضبط واستقلال کے سانچے میں ڈھلی ہوئی شیریں زبان سے جو جملے نکل رہے تھے قلب وجگر پر اثر پذیر ہورہے تھے۔ بیان میں بڑی شگفتگی اور برجستگی تھی۔ ہر سننے والے نے تعریف کی۔ خالص خانقاہی انداز میں پیار ومحبت سے اپنے والد ماجد کے عقیدت مندوں' مریدوں اور اپنے مہمانوں کو نواز رہے تھے کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ یہ ایس پی صاحب بول رہے ہیں۔

اور پھولے پھلے آقا کا چمن

اختتام محفل پر لوگوں نے کھانے سے فراغت حاصل کی اور اپنی اپنی قیام گاہوں پر آرام کیا۔ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار عرس قاسمی شریف شروع ہوا اپنی روایات قدیم اور طریقہ مخصوص خاندان برکات کے مطابق بڑے آن بان اور شان کے ساتھ منعقد ہوا۔ فرق بس اتنا تھا کہ ہر سال ہمارے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے زیر قیادت وزیر نظامت ہوتا تھا اس سال جانشین مرشد برحق حضور امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کے زیر نگرانی اور حضرت والا کے دیگر تینوں صاحبزادوں کے باہم اتحاد واتفاق ومعاونت سے ہوا اور انشاء اللہ ہمیشہ یہ رشد وہدایت کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

سایہ رہے سروں پہ مرشد کے جانشین کا
کھلتے رہیں دلوں پہ اسرار شاہ قاسم

مختصر طور پر عرس قاسمی کا خاکہ آپ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ عرس شریف کا آغاز بعد نماز فجر درگاہ معلیٰ میں روضہ حضور صاحب البرکات میں حلقہ ذکر قادری سے ہوتا ہے کچھ بزرگ برکاتی حضرات مزار اقدس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور باقی معتقدین ومریدین چاروں طرف اور اب تو باہر تک صحن میں جگہ نہیں رہتی۔ شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں مذکورہ ذکر جلی نفی واثبات شروع کرنے سے پہلے امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت پاک "چمک تجھ سے پاتے ہیں" پڑھتے ہیں اور ہر ذکر کے بعد ایک ایک نعت "سنتے ہیں کہ محشر میں" "اٹھا دو پردہ" اور آخر میں "انکی مہک نے دل کے غنچے کھلادیے ہیں" پڑھ کر صلوۃ وسلام فاتحہ خوانی معہ

شجرہ طیبہ ہوتی ہے۔

حلقہ ذکر قادری کے بعد درگاہ معلی میں قرآن خوانی فاتحہ اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ ٹھیک نو بجے عرس کی پہلی محفل کا آغاز تلاوت قرآن عظیم حمد ونعت ومنقبت سے ہوتا ہے اور آئے ہوئے علماء کرام و مفتیان عظام کے نورانی بیانات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ گیارہ بجے برکاتی سجادہ نشینان اور صاحبزادگان خاندان برکات رونق افروز ہوتے ہیں اور محفل کی زینت بڑھاتے ہیں۔ ایک بجے پہلے دن کی پہلی محفل کا صلوۃ وسلام پر ہمارا اختتام ہوتا ہے مجھے یاد ہے پہلی محفل میں میرے مرشد برحق کا دلوں کو موہ لینے والا مفصل بیان' خیر مقدم اور دوسری تقاریب کے اعلانات اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں سننے کو ملتے تھے جنکو دیکھنے اور سننے کو آنکھیں ترس گئی ہیں۔

جلسے سے فارغ ہوکر زائرین نماز ظہر اور کھانے سے فارغ ہوتے ہیں اور تھوڑا آرام کرتے ہیں۔ بعد نماز عصر زائرین اپنے اپنے سروں پر چادریں لئے ہوئے نغمات برکاتیہ پڑھتے ہوئے دروازہ حویلی سجادگی پر جمع ہوتے ہیں صاحب سجادہ یا صاحب زادگان میں سے کوئی بھی دروازہ پر آکر سنتے ہیں۔ بعد نماز مغرب یہ سارا مجمع معہ چادروں اور گاگروں کے درگاہ بڑے پیر صاحب یعنی درگاہ میر شاہ عبد الجلیل قدس سرہ کے آستانہ پر اکٹھا ہوکر بشکل جلوس اپنے مخصوص راستوں سے گذرتا ہوا شہر کا گشت کرتا ہوا واپس حویلی سجادگی کے دروازہ پر آتا ہے۔ آگے آگے پڑھنے والے حضرات ہوتے وہ دروازہ پر کھڑے رہ کر بھی منقبتیں اور چادر وگاگر کی نظمیں پڑھتے ہیں۔ پڑھنے والوں کو خوب نذرانے ملتے ہیں۔ اس کے بعد درگاہ معلی میں جاکر چادریں مزارات مقدسہ پر چڑھا دی جاتی ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے اور لوگ نماز

عشاء سے فارغ ہوتے ہیں۔

دس بجے گدی ہوتی ہے۔ گدی سے مراد (خرقہ پوشی) صاحب سجادہ ملبوسات بزرگان زیب تن فرماتے ہیں اور حویلی شریف سے باہر تشریف لاتے ہیں مریدین ومتوسلین کے حلقہ میں درگاہ شریف صاحب مزار جنکے سجادہ ہوتے ہیں انکی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ جیسے ہی حویلی سجادگی کے سجادہ نشین ملبوسات بزرگان زیب تن کئے ہوئے باہر آتے ہیں خدام اسم ذات اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور اسی نعرہ کے ساتھ درگاہ شریف تک جاتے ہیں۔ بڑا روح پرور اور پرکیف منظر ہوتا ہے۔ اسکے بعد رات کی محفل جسے مولود کی محفل بھی کہتے ہیں شروع ہوتی ہے۔ یہ محفل بڑی عظمت والی' نور وحکمت' علم وعرفان عشق ومحبت سے پر ہوتی ہے مجھے خوب یاد ہے شب خرقہ پوشی میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے نورانی عرفانی اور حقانی بیان ہوتے تھے اور جو ایک جگہ بیٹھ گیا محفل ختم ہونے کے بعد ہی اٹھتا تھا۔ ہمارے مرشد لباس شاہان حقیقی میں ملبوس اپنے بھائی صاحب کا بیان سکر بہت محظوظ ہوتے تھے میں انکے قریب ہی اپنے ابا (ماسٹر محمد لعل صاحب قادری برکاتی) کے ساتھ بیٹھتا تھا۔ قریب تین بجے یہ محفل صلوۃ وسلام پر ختم ہوتی ہے اور زائرین کھانے سے فارغ ہوکر آرام کرتے ہیں۔

دوسرے دن صبح بعد نماز فجر پہلے دن کی طرح درگاہ معلی میں حلقہ ذکر قادری صلوۃ وسلام فاتحہ خوانی اور اس کے بعد قرآن خوانی اور ایصال ثواب۔ ٹھیک نو بجے تیسری اور آخری محفل کا انعقاد اسکو قل کی محفل بھی کہتے ہیں۔ علماء کرام' مشائخ عظام اور مفتیان ذوی الاحترام کے عشق ومحبت' علم وعرفان اور تصوف سے بھرپور بیانات ہوتے ہیں۔ شعراء بارگاہ رسالت ﷺ اور اولیائے کرام کی بارگاہان کرم میں گلہائے محبت پیش کرتے ہیں۔ حسب

معمول قدیم گیارہ بجے سجادہ نشینان اور صاحب زادگان خاندان محفل میں رونق افروز ہوتے ہیں جیسے ہی یہ مقدس حضرات آتے ہوئے نظر آئے سبھی سامعین ومقررین کھڑے ہوکر استقبال نعرہ ہائے مبارکہ سے کرتے ہیں۔ ان سرکاروں کے آنے کے بعد مقررین کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور سامعین کی دلچسپی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ مقررین اس وقت تک ممبر رسول پر تشریف نہیں لاتے جب تک یہ آقایان نعمت تشریف نہیں لے آتے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ مقررین حضرات یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے آقاؤں کے سامنے اپنی غلامی کے نیاز مندانہ ثبوت پیش کریں اور اسی وجہ سے کبھی کبھی ان حضرات کو بولنے کا موقع بھی نہیں مل پاتا ہے کیونکہ علماء کرام ومفتیان عظام کی کثیر تعداد ہوتی ہے بڑے بڑے علماء کرام کو ۱۵ منٹ ۲۰ منٹ یا زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ کا وقت مل جاتا ہے۔

ڈیڑھ بجے صلوۃ وسلام اور فاتحہ قل ہوتا ہے۔ قل کے فوراً بعد صف بندی کرادی جاتی ہے اور عرس شریف کی آخری اختتامی تقریب یعنی زیارت آثار شریف کی تیاری سجادہ نشین حضرات اور صاحبزادگان جامع مسجد برکاتی میں تشریف لے جاتے ہیں اور مشترک آثار شریف کی الماری کھول کر آثار شریف کوئی بھی صاحب زادے اپنے سر پر رکھ کر لاتے ہیں اس طرح کہ آگے آگے خدام آثار شریف کی طرف منہ کئے ہوئے اسم ذات اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے درگاہ معلیٰ میں حضور صاحب البرکات کے صحن مبارک میں چوکی پر رکھتے ہیں۔ جب تک ہمارے مرشد برحق حیات تھے اپنے دست مبارک سے آثار شریف کھول کر ایک ایک موئے مبارک صاحب زادوں کو دیتے تاکہ وہ حاضرین کو زیارت کرائیں۔ موہائے مبارکہ حضور سرور کونین ﷺ، امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، حسنین کریمین اور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ میں اپنے بچپن سے دیکھتا آیا ہوں سرکار دو عالم ﷺ کے قدم شریف کی زیارت حضرت حسین میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کراتے ہیں پہلے تو نشان ہائے قدم مبارکہ سے مس کیا ہوا گلاب کا پانی حاضرین وزائرین کی آنکھوں پہ لگایا جاتا تھا مگر اب بہت زیادہ ہزاروں کی تعداد میں زائرین کی شرکت کی وجہ سے صرف آنکھ سے زیارت کرائی جاتی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے جبہ مبارکہ، سرکار دو عالم ﷺ کی نعل مبارک حضرت غوث الاعظم کی تسبیح کے دانے حضور صاحب البرکات کی ٹوپی مبارکہ اور دیگر تبرکات جو ایک کانچ کے صندوقچہ میں رکھے ہوئے ہیں بڑے ادب واحترام کے ساتھ حضرت حسنین میاں صاحب قبلہ لیکر نکلتے ہیں اور زیارت کراتے ہیں۔ صفیں بہت قرینے سے لگائی جاتی ہیں تاکہ زیارت سے کوئی محروم نہ رہے جب تک زیارت ہوتی رہتی ہے مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ہر خاص وعام کی زبان پر ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نور ورحمت کی بارش ہورہی ہو۔

درگاہ معلیٰ میں مردوں کو زیارت کرانے کے بعد اعلان ہوتا ہے کہ مستورات تیار رہیں اور صف بندی کرلیں اس کے بعد آثار شریفہ محل سرائے زنانہ میں لے جائے جاتے ہیں اور وہاں بھی صرف آنکھوں سے زیارت کرائی جاتی ہے۔ بعدہ تبرکات متبرکہ جامع مسجد برکاتی میں مخصوص الماری میں محفوظ کردئے جاتے ہیں۔ اور سجادہ نشین اپنے اپنے حفاظتی قفل لگادیتے ہیں۔

اس طرح عرس قاسمی شریف کی پوری تقریب انجام پذیر ہوتی ہے اور

زائرین کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہوکر اپنے اپنے گھروں کو اپنے میزبان اپنے مرشد اور اپنے مرشد زادوں سے اجازت لیکر روانہ ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور تقریباً ۹۸ فیصد لوگ اسی دن اپنی اپنی منزلوں کو رواں دواں ہوجاتے ہیں اور جو صاحب ایک بار اکیلے عرس قاسمی میں آتے ہیں وہ دوبارہ اپنے ساتھ چار کو لیکر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر سال زائرین عرس قاسمی کی تعداد بڑھتی ہی جارہی ہے۔ بمصداق

گرپڑ کے وہاں پہنچا مرمر کے اُسے پایا
چھوٹے نہ الٰہی اب سنگ در جاناں ناں

اس سال بروز اتوار پیر بتاریخ ۲۲ر ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کا عرس قاسمی بہت ہی عالیشان پیمانے پر ہوا چونکہ یہ ہمارے مرشد برحق کے عرس چہلم سے ملحق تھا تقریباً سارے مہمان عوام وخواص عرس چہلم میں شریک ہونے والے عرس قاسمی کے لئے رک گئے۔ ایک بڑی تعداد علماء، مشائخ مفتیان کرام اور شعرا حضرات کی تھی ہندوستان کے ہر صوبہ بلکہ بیرون ملک پاکستان وافریقہ تک کے زائرین وعلماء شعراء بھی شریک ہوئے تھے۔ ایک ولی کی طاقت اور اس کا فیضان بعد وصال ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے اس کا مظاہرہ عرس چہلم اور عرس قاسمی میں کیا گیا۔ اتنا بڑا ہزاروں ہزار کا مجمع اور ذرا بھی کسی قسم کی چیخ پکار، شور شرابہ، سامان کا غائب ہونا، پیسوں کا جانا کھانے پینے کی شکایت کسی بھی فرد سے نہیں سنی گئی بلکہ سب نے یہی کہا کہ ہم نے تو ایسا انتظام اور اتنا شرعی پروگرام کہیں نہیں دیکھا۔ یہی عرس قاسمی شریف کی امتیازی شان ہے۔ عرس قاسمی ہمارے مرشد کو دل وجان سے پیار تھا اور اسکی وہ کئی مہینے پہلے سے تیاریاں شروع فرماتے تھے خدا سے دعا ہے ان کا یہ فیضان ہمیشہ جاری وساری رہے۔

آخر میں ہم بارگاہ جل وعلا خدائے قدوس وسبوح قادر وقیوم میں بطفیل محبوب رب العالمین سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دست بدعا ہیں کہ ہمارے پیر ومرشد حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے درجات ومراتب زیادہ سے زیادہ بلند ہوں اور ان کے فیضان سے ہم ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں۔ ہماری پیرانی صاحبہ برکاتی شہزادے شہزادیوں اور علماء اہلسنت کی عمر، علم، عمل میں بصحت وسلامتی ایمان وعافیت برکت وعروج عطا ہو۔ اور انہیں نیک اور صالح بندوں کے صدقہ میں تمام سنیوں بالخصوص برکاتیوں کو دارین کی برکتیں، عزتیں سعادتیں، شرافتیں، نعمتیں، رحمتیں نصیب ہوں۔ آمین ثم آمین۔

یا خدا جسم میں جب تک کے مری جان رہے
تجھ پر شیدا تیرے محبوب پر قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

والحمد للہ رب العالمین وصلوۃ وسلام علی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

(مرتب) محمد اکبر قادری برکاتی

کوائف خانقاہ برکاتیہ۔ ۲

پہلا سالانہ فاتحہ (عرس) مرشد برحق حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری سید شاہ مصطفٰے حیدر حسن میاں صاحب قادری برکاتی قدس سرہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
"وذکرھم بایام اللہ"

چاند کی شب سے زیادہ روشن تاریخوں میں یعنی ۱۴ر۱۵ر ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ بمطابق ۳۰ر اگست ۱۹۹۶ء بروز جمعہ سنیچر کو ہمارے مرشد برحق کے سالانہ فاتحہ کا خصوصی اعلان تھا' خاص خاص قریبی احباب اور اعزہ کو مدعو کیا گیا تھا۔ مگر سیکڑوں لوگ پہلے ہی سے حساب لگائے بیٹھے تھے اور انہیں دعوت ناموں کی ضرورت نہیں تھی انہیں تو اپنے مرشد کی یاد اور انکی موہنی صورت وسیرت مارہرہ شریف کی سرزمین پر کھینچ لائی تھی یا یوں کہئے کہ باطنی طور پر ہمارے مرشد برحق نے اپنے چاہنے والوں کو دعوتیں بھی دیں اور بلا بھی لیا۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ سے لیکر ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے زائرین کے قافلے چلے آرہے تھے جن میں علماء' حفاظ' قراء' شعرا بھی تو تھے۔ میں

اپنے مرشد برحق کے حکم کے تحت ایک دو روز پہلے پہنچنے کے معمول کے مطابق ۲۸ر اگست رات کو قریب آٹھ بجے آستانہ مقدسہ پر حاضر ہوگیا۔ مگر مجھ سے پیشتر کچھ لوگ وہاں موجود تھے۔ بمصداق

بیٹھے ہیں دل میں درد محبت لئے ہوئے

جس رات میں مارہرہ شریف پہنچا اسی رات کو حافظ شہاب کی محفل تھی۔ میں بھی حضرت رفیق ملت سید نجیب میاں صاحب قبلہ نائب سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ کے ہمراہ مبارک محفل میں شریک ہوا۔ حضرت رفیق ملت نے بڑی مفید اور اصلاحی تقریر فرمائی۔ فرمایا کہ اگر بندہ سچے دل سے توجہ کرنے اور اپنے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنے اور اپنے مرشدان کرام سے سچی محبت اور انکے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنالے تو اس کو دونوں جہاں میں کامیابی مل سکتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں خدا ورسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنا چاہئے' پنج وقتہ نماز کی پابندی گھروں میں ٹی وی کی جگہ پر قرآن عظیم کی تلاوت' دورد شریف کے ختم' کلمہ شریف کا ورد اگر ہو تو ساری مصیبتیں اور بلائیں دور ہوجائیں۔

حضرت رفیق ملت وعظ فرماہی رہے تھے کہ حضرت امین ملت سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ اور حضرت اشرف ملت مدظلہ العالی تشریف لے آئے۔ حضرت اشرف میاں صاحب قبلہ مدظلہ نے مختصر وقت میں بڑی پیاری تقریر فرمائی۔ حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ ذیل رباعی کی تشریح فرمائی۔

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مددے
قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

انتظار کرم نست من عینی را
اے خدا جود خدایں خدا داں مددے

اس کے علاوہ ایک اور بات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلندی اور فضیلت کے تعلق سے سنائی جو میرے لئے بالکل نئی تھی سنکر میرے دل کی کلیاں کھل گئیں- وہ یہ کہ جس وقت سارے عالم کے مالک ومختار محبوب پروردگار شافع روز شمار سید ابرار مدینہ کے تاجدار احمد مصطفے محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خداوند قدوس کی دعوت پر اپنے رب اور محب جل جلالہ کے حضور حاضر ہورہے تھے اور جب سدرۃ المنتھی پر پہنچ کر سردار ملا ئکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام عرض کررہے تھے-

اگر یک موئے برتر پرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

اس وقت بارگاہ ایذدی تبارک وتعالیٰ سے روح مبارک حضور غوث الثقلین قطب الاقطاب پیران پیر دستگیر غوث الاعظم سیدنا سرکار محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی گئی اور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکے کاندھوں پر اپنے قدوم نعمت رنجہ فرمائے اور سواری فرمائی- اسکے بعد اعلان ہوا کہ اے عبدالقادر اعلان کردو کہ تمہارے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں- چونکہ سرکار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم میرے سرکار غوث اعظم کے کاندھوں پر ہیں اسی لئے تمام اولیائے اولین وآخرین نے میرے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک بسرو چشم اپنی اپنی گردنوں پر لئے- ہمارے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو ولی قبل تھے- یا بعد ہوئے یا ہونگے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے مولیٰ تیرا

شاہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ دل یہ جگر ہے یہ سر ہے یہ آنکھیں جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

آخر میں حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کا نورانی عرفانی وعظ ہوا اور انہوں نے اپنے والد گرامی حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ عشق ومحبت کی باتیں بتائیں- اور مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مضبوطی سے ڈٹے رہنے اور انکی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت فرمائی-

۱۴ر ربیع الآخر بمطابق ۳۰ر اگست بروز جمعہ مبارک جامع مسجد برکاتی میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی- یوں سمجھئے کہ تمام نماز جمعہ سے ہی ہمارے مرشد برحق کے عرس کی تقریبات کا آغاز ہوگیا نماز جمعہ سے قبل حضرت رفیق ملت مدظلہ العالی کی بڑی پیاری اصلاحی تقریر ہوئی- مولانا غلام حسین صاحب شافعی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو نعتیں 'زمین وزماں تمہارے لئے' اور 'اٹھا دو پردہ' پڑھیں- مولانا محمد قاسم حبیبی کانپوری نے ہمارے مرشد برحق کی شان میں منقبت پڑھی- سامعین جھوم جھوم اٹھے- اس کے بعد حضرت رفیق ملت دامت برکاتہم القدسیہ کی تقریر ہوئی اور نماز جمعہ ادا کی گئی-

بعد نماز عصر چادریں خانقاہ معلیٰ سے درگاہ معلیٰ تک سروں سروں نعت ومنقبت کے نذرانہ ہائے عقیدت محبت پیش کرتے ہوئے بڑے ہی ادب واحترام سے پہنچائی گئیں اور ہمارے مرشد برحق حضور احسن العلماء کے مزار پرانوار پر چڑھا دی گئیں اور فاتحہ خوانی ہوئی-

بعد نماز مغرب درگاہ معلیٰ میں تلاوت قرآن عظیم سے پہلے جلسے کا آغاز ہوا- مولانا غلام حسین صاحب نوری شافعی خطیب وامام مسجد مٹن

اسٹریٹ بمبئ نے قرآن عظیم کی تلاوت فرمائی بعدہ' حافظ شریف احمد عرف حافظ کلو صاحب ساکن مارہرہ مطہرہ نے نعت شریف پڑھی۔ انکے بعد مناظر حسین بدایونی' نسیم صاحب فرخ آبادی نے نعت ومنقبت پڑھیں۔ حضرت مولانا جمال رضا صاحب بریلی شریف نے محبت وعقیدت سے بھرپور تقریر کی اور حضرت مرشد برحق کے شفقت وعنایت کے واقعات بتائے۔

ٹھیک آٹھ بجکر پچاس منٹ پر مزار پر انوار کے ارد گرد جمع ہوکر فاتحہ قل ہوا۔ ہمارے چاروں شاہزادہ عالی وقار حضور سید العلماء کے صاحبزادہ سید ملت حضرت علامہ آل رسول حسنین میاں صاحب اور ہمارے مرشد کے بھانجے ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم میاں صاحب صاحبزادہ سید صفی حیدر میاں صاحب اور دیگر علماء ومشائخ قل شریف میں شریک تھے۔ حضرت سید ملت نے اتنے درد اور محبت بھرے انداز میں شجرہ طیبہ پڑھا کہ ہر آنکھ اشک بار تھی اور بہت سے تو دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔

فاتحہ قل کے بعد دوبارہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ شاعر اسلام مناظر حسین بدایونی نے نعت شریف پڑھی۔ مناظر اہلسنّت حضرت علامہ صغیر احمد صاحب نوری جوکھن پوری نے شریعت وطریقت کے اسرار سے بھرپور وعظ کیا۔

انکے بعد ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم میاں صاحب کی تقریر ہوئی۔ انہوں نے ہمارے مرشد برحق کے تعلق سے بہت سی باتیں بتائیں مثلاً ان کا خلق' ان کا صبر' ان کا تقویٰ اور بہادری اور انکی منکسر المزاجی۔ ہمارے مرشد برحق خود اتنے جید عالم دین ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ہمیشہ طالب علم فرماتے تھے اور کبھی تعلی اور خود نمائی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت اسلم میاں صاحب نے فرمایا کہ آجکل کچھ لوگ واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کررہے

ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت جب داخل سلسلہ ہوگئے تو انکے مرشد کو نجات کی فکر نہ رہی۔ اسی طرح کی اور دل آزاری والی باتیں سادات کرام کے ادب واحترام کو ملحوظ نہ رکھنے کے تعلق سے کچھ کوتاہ اندیشوں نے اور تنگ نظروں کے خیالات سے آگاہ کیا اور داب وآداب زندگی بتائے۔

آخر میں حضرت امین ملت دامت برکاتہم القدسیہ کا ایمان افروز کفرومنافقت سوز بیان ہوا۔ امین ملت نے بہت ہی مدلل اور جامع تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ ہمارے مرشد برحق کو حضوز غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ محبت ہی نہیں عشق تھا۔ وصال سے چند روز پہلے کا واقعہ بتایا کہ جب حضرت والا نے حضور غوث اعظم کی شان میں اعلیٰ حضرت کی منقبت سنانے کے لئے کہا اور جب حضرت امین ملت اس شعر پر پہنچے۔

اور اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

کافی دیر تک ٹکٹکی باندھے چھت کی طرف دیکھتے رہے' معا فرمایا "بیٹا ہم تو انکے موروثی غلام ہیں۔" امین ملت فرماتے ہیں کہ بعد میں جب میں نے اس کیفیت پر غور کیا اور حضرت والا کے یہ فرمانے "انکے" تو دماغ میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ یقیناً سیدنا سرکار غوث اعظم کا اپنے عاشق صادق پر کرم ہوا ہوگا اور حضور غوث اعظم نے اپنا جلوہ بھی دکھایا ہوگا اور خوش آمدید بھی فرمایا ہوگا کہ بیٹا تم بہت جلد مجھ سے ملاقات کرنے والے ہو۔ اس کے علاوہ حضرت اسلم میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جو اشارہ کیا تھا اسکی توضیح فرمائی۔ فرمایا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر ومرشد یکتائے زمانہ خاتم الاکابر سیدنا آل رسول قدس سرہ نے اپنے مرید سعید فاضل بریلوی پر جو ایک نظر عنایت ڈالی تو انہیں اعلیٰ حضرت اور مجدد دین وملت بنادیا۔ حضرت سید

ملت نظمی مارہروی فرماتے ہیں:

آل رسول پاک کے فیضان سے　　نوجواں احمد رضا اعلیٰ حضرت بن گیا

فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو انکے مرشدان عظام کے دربار گہربار سے ''چشم وچراغ خاندان برکات'' کا تمغہ ملا۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے۔ ہم اپنے اعلیٰ حضرت کے ذکر کو اپنے بزرگوں کا ذکر اور انکی تعریف وتوصیف کو اپنے مرشدان کرام کی ہی عظمت وتوفیق گردانتے ہیں۔ پیغامات اعلیٰ حضرت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کو عام کرنا اور مصطفے جان رحمت ﷺ کی مسلمانوں کے دلوں میں محبت وعشق کی قندیلوں کو روشن کرنا ہمارا مشن ہے۔ اس کے بعد حضرت امین ملت نے دعا فرمائی اور صلاۃ وسلام بارگاہ خیر الانام میں پیش کیا گیا۔ تمام زائرین نے کھانے سے فراغت حاصل کی اور آرام کرنے کے لئے اپنی اپنی قیام گاہوں پر چلے گئے۔

۱۵ر ربیع الآخر بمطابق ۳۱ر اگست ۱۹۹۶ء بروز سنیچر بعد نماز فجر درگاہ معلیٰ روضہ حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حلقہ ذکر قادری ہوا۔ صلاۃ وسلام ''یا شفیع الوری سلام علیک'' اور فاتحہ خوانی کے بعد قرآن خوانی شروع ہوئی۔ بعدہٗ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے اختتامی جلسہ اور قل کی محفل کا آغاز تلاوت قران عظیم سے ہوا۔ نظامت کے فرائض مقرر خوش بیان مولانا بشیر احمد قادری برکاتی نے حسب معمول ادا کئے۔ مولانا میکائیل ضیائی، مولانا شہاب الدین قادری برکاتی، مناظر اہلسنّت مفتی مظفر احمد صاحب قادری برکاتی، مولانا مفتی سید محمد عارف صاحب شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف، مولانا مفتی شمس الدین صاحب بہرائچی، مناظر اہلسنّت مولانا مفتی صغیر احمد صاحب نوری جوکھن پوری کی پر مغز تقاریر ہوئیں اور آخری تقریر محدث کبیر مولانا مفتی حضرت علامہ ضیاء المصطفے صاحب جانشین حضرت صدر الشریعہ نے بہت

ہی پر مغز، مدلل اور جامع تقریر فرمائی انکے انداز بیان اور دلائل سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

آخر میں حضرت سید ملت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی صاحب نے نعت ومنقبت اور مختصر سی مفید تقریر سے محفل میں جان ڈال دی۔ صلاۃ وسلام فاتحہ خوانی شجرہ خوانی اور ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اس مبارک ومسعود محفل کا اختتام ہوا۔ تمام حضرات نماز ظہر اور کھانے سے فارغ ہوکر اپنے اپنے مقامات کے لئے واپسی کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔

بارگاہ رب العزت تبارک وتعالیٰ میں بطفیل حضور سرور کونین مصطفے جان رحمت ﷺ میں دعا ہے کہ اس مبارک تقریب کو قبول فرمائے اور آئندہ ہر سال دن دونی چوگنی ترقی ہو۔ ہمارے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ ورضوان کے درجات خوب خوب بلند ہوں۔ ہماری پیرانی صاحبہ ہمارے مرشد زادے، مرشد زادی اور مرشد کے تمام محبین ومخلصین کو دارین کی برکتیں، عزتیں، نعمتیں نصیب ہوں۔ ہماری پیرانی اور ہمارے مرشد زادوں کی عمروں میں بصحت وسلامتی ایمان وعافیت خوب خوب برکت ہو۔ آمین ثمہ آمین بجاہ النبی الامی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مرتب: محمد اکبر قادری برکاتی (بمبئی)

کوائف خانقاہ برکاتیہ۔۳

کانپور میں یوم مرشد اعظم ہند

بزم قاسمی برکاتی شاخ کانپور کے زیر اہتمام حلیم مسلم انٹر کالج ہال میں ۱۱ ستمبر ۹۶ء کو پرشکوہ پیمانے پر دنیائے سنیت کی عظیم شخصیت مرد حق آگاہ، مخزن علم و آگہی، معدن جود و سخا، منبع فیض وعطا، کوہ صبر ورضا، یادگار اسلاف، پیکر سنت و شریعت، عارف باللہ، مرشد اعظم ہند حضور احسن العلماء سید العرفاء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں غلامانہ خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی یاد منائی گئی۔ واضح ہو کہ شمسی تاریخ کے اعتبار سے گذشتہ سال اسی تاریخ یعنی ۱۱ ستمبر کو رات میں ۸ بجکر ۵۰ منٹ پر نور دیدہ خانوادہ برکات جاں نثار مسلک اعلیٰ حضرت حضور مرشد اعظم ہند نے اس فانی دنیا کو خیرباد کہا تھا۔

یوم مرشد اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تقریبات کا آغاز بعد نماز عصر سے ہوا۔ پہلے قرآن خوانی ہوئی بعد مغرب بزم قاسی برکاتی شاخ کانپور کے دفتر میں نعت ومنقبت خوانی کی محفل منعقد ہوئی اور ۸ بجکر ۵۰ منٹ پر قل شریف اور ایصال ثواب کیا گیا۔ جس میں مریدین متوسلین اور معتقدین کے ساتھ ساتھ شہر کے ممتاز علماء کرام وقراء عظام بھی شریک تھے۔

اعلان کے مطابق بعد نماز عشاء ٹھیک ساڑے نو بجے شب حلیم مسلم انٹر کالج ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ کا آغاز ہوا۔ جس کی سرپرستی شہزادہ حضور مرشد اعظم ہند حضرت رفیق ملت الحاج سید شاہ نجیب حیدر قادری

برکاتی نوری نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے اور صدارت حضرت علامہ الحاج قاری محمد عبد السمیع صاحب قاضی شہر و مفتی اعظم کانپور نے فرمائی اور نظامت کے فرائض خطیب ملت حضرت قاری محمد قاسم صاحب برکاتی خطیب جامع مسجد شفیع آباد کانپور نے انجام دیئے۔ جناب حافظ مشیر احمد برکاتی نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا اس کے بعد شفیق احمد برکاتی نے اپنی پرکشش آواز میں حضرت مولانا قاسم حبیبی برکاتی کا منقبتی کلام پیش کرکے حضرت احسن العلماء کی بارگاہ میں نذر عقیدت گذاری، ضمیر قادری نے بھی مولانا مجیب القادری کی لکھی ہوئی منقبت پڑھ کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ جناب مشتاق احمد صاحب برکاتی نے استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پروقار نعتیہ کلام پیش کیا۔ نسیم فرخ آبادی، حضرت مولانا قاری محمد میکائیل صاحب ضیائی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب حبیبی برکاتی نے بھی اپنی اپنی منقبتیں پیش کرکے اپنی عقیدتوں اور قلبی وروحانی کیفیتوں کا اظہار کیا۔

مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا شہباز انور صاحب مونگیری پرنسپل الجامعہ العزیزیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور نے شاندار خطاب فرمایا۔ مولانا حافظ ظہیر الدین قادری برکاتی مدیر استقامت نے اپنی مخصوص طرز میں اظہار عقیدت کیا۔ پھر شہزادۂ احسن العلماء رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی نوری نائب سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ مطہرہ نے اپنے جاں بخش اور روح پرور خطاب سے نوازا۔ حضرت نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ کے وصال سے پہلے کی کچھ کیفیتیں اور خصوصیتیں بیان فرمائیں۔ بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق حضرت کا ارشاد گرامی سامعین تک پہنچانا کہ مسلک اعلیٰ، حضرت پر تم لوگ بھی مضبوطی سے قائم رہنا اور مریدوں کو بھی اس سے سرمو منحرف نہ ہونے دینا اور اگر کوئی مرید ایسی بے جا جرأت کرے

تو اس تک میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ وہ میری مریدی سے خارج ہے ایسے مریدوں کو میں آج ہی اپنے سلسلے سے خارج کرتا ہوں۔ آخر میں مقرر خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمان ہمشیرزادہ حضور احسن العلماء حضرت سید شاہ ڈاکٹر جمال الدین اسلم صاحب قادری برکاتی پروفیسر شعبہ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کرسی خطاب پر جلوہ افروز ہوئے اور تصوف کے موضوع پر وقیع اور پر مغز تقریر فرمائی۔ حضرت موصوف کے خطاب کا یہ انداز بہت نرالا اور جاذب توجہ رہا کہ تصوف کے مسائل اور اس کے رموز ونکات بیان کرنے کے بعد صاحب تذکرہ حضور احسن العلماء کی حیات کے ایسے گوشے پیش فرمائے جو ان سے مطابقت رکھتے تھے۔ اس طرح تصوف کے موضوع پر سامعین کی معلومات میں اضافہ بھی ہوتا گیا اور حضرت احسن العلماء کی سوانح حیات کے وہ گوشے بھی اجاگر ہوتے ہوگئے جو عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی تقریر پر تنویر کے بعد صلوٰۃ وسلام اور دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں کثیر تعداد میں مریدین متوسلین اور معتقدین شریک ہوئے۔ ساتھ ہی شہر کے علماء حفاظ وقراء بھی معتدبہ تعداد میں موجود تھے جن میں حضرت مولانا حافظ محمد علی ولی کانپوری' حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب نوری' حضرت مولانا عالم رضا صاحب' حضرت مولانا شمیم احمد نوری' مولانا محمد مجیب القادری' مولانا محمد سلیم قادری خطیب مسجد قلیان' حضرت مولانا قاری مشتاق احمد سلامی' حضرت حافظ قاری محمد اقبال علی صاحب برکاتی' مولانا قاری محمد عثمان صاحب برکاتی' جناب حافظ محمد حنیف برکاتی شاردانگر کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ اراکین بزم قاسمی برکاتی ودیگر برکاتی رضاکاروں نے اہتمام وانصرام میں حصہ لیتے ہوئے بھرپور تعاون کیا۔

(مرتب) الحاج عتیق احمد برکاتی

کوائف خانقاہ برکاتیہ ۴

عرس قاسمی :- ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۶ء

سرزمین جنت نشاں مارہرہ مطہرہ میں ۲۵' ۲۶' ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز جمعہ' سنیچر اور اتوار کو عرس قاسمی اپنی روایتی آن بان اور شان کے ساتھ درگاہ معلی میں منعقد ہوا۔ یوں تو عرس شریف کا آغاز ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات ہی سے ہوگیا تھا کیونکہ یہ تاریخ چاند کی تاریخ کے مطابق ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ حضور سید العلماء حضرت علامہ مولانا مولوی حافظ قاری مفتی سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے منسوب تھی۔ ۱۹۹۴ء میں عرس قاسمی ہمارے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں آخری عرس تھا جس میں ہمارے آقا نے اعلان فرمادیا تھا کہ اب عرس قاسمی تین دن کا ہوا کرے گا۔ ہمارے مرشد برحق کو عرس قاسمی سے بجد محبت اور لگاؤ تھا اور وہ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ کسی موقع پر حضور احسن العلماء نے حضور سید العلماء سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ عرس قاسمی تین دن کا ہوا کرے تو حضور سید العلماء نے فرمایا کہ للّٰہ میں تو چاہتا ہوں کہ چار دن کا ہوا کرے۔ اتفاق دیکھئے بزرگوں کے منھ سے جو نکلتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ ذرا محبت سے دیکھئے تو احساس ہوتا ہے کہ پہلا دن حضور سید العلماء کا' دوسرا دن حضور احسن العلماء کا' تیسرا دن حضور تاج العلماء کا اور چوتھا اور آخری قل کا دن تینوں کے مرشد برحق قاسم البرکات حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں صاحب سے منسوب

ہوگیا تھا۔

۱۱ر ربیع الآخر بروز جمعرات بعد نماز مغرب حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے گھر میں چوکی کا فاتحہ ہوا۔ بعد نماز عشاء درگاہ معلیٰ میں صحن حضور قاسم البرکات میں محفل میلاد شریف منعقد ہوئی جس میں صاحبزادہ وصاحب سجادہ حضور سید العلماء حضرت سید ملت علامہ سید آل رسول حسنین میاں صاحب قبلہ' صاحبزادہ وصاحب سجادہ حضور احسن العلماء امین ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ' شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ' حضرت سید افضل میاں صاحب قبلہ' رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ' صاحبزادگان حضرت سید ملت سید سبطین میاں صاحب' سید صفی میاں صاحب' سید ذوالقار حیدر میاں صاحب نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا غلام حسین صاحب شافعی خطیب وامام شافعی مسجد مٹن اسٹریٹ ممبئی' حضرت مولانا بشیر احمد صاحب برکاتی ارئی' سید دلشاد حسین صاحب برکاتی اور دیگر معززین مارہرہ اور زائرین عرس قاسمی نے شرکت کی۔ حضرت امین ملت اور حضرت شرف ملت نے اپنے تایا کی شان میں نہایت عمدہ تقریریں کیں اور بتایا کہ وہ مرد مجاہد جس کو عوام وخواص نے بے مثل مقرر اور صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے لقب سے نوازا وہ مسائل دینی اور شریعت مطہرہ کی پاسداری میں کوہ محکم ثابت ہوا اور اسکے قدم زمانہ کی تیز وتند آندھیوں میں بھی نہ ڈگمگائے۔ اس کا ہمیشہ یہ نعرہ رہا۔

کسی کی جئے وجئے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہمکو
ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یارسول اللہ

صلوٰۃ سلام کے بعد قریب ساڑھے گیارہ بجے فاتحہ قل ہوا۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۹۶ء

بروز جمعہ مبارکہ بعد نماز فجر روضہ حضور صاحب البرکات میں حلقہ ذکر قادری ہوا۔ قرآن خوانی اور فاتحہ کے بعد ٹھیک نو بجے عرس قاسمی شریف کی پہلی محفل کا آغاز درگاہ شریف کے سامنے والے میدان سمع خانہ ملحق تحصیل داری میں تلاوت قرآن عظیم سے مولانا قاری غلام حسین صاحب شافعی قادری برکاتی نوری نے کیا۔ انکے بعد حافظ شریف احمد صاحب مارہروی نے نعت پاک پڑھی۔ ایک نعت شریف طالب علم مدرسہ احسن البرکات مارہرہ شریف نے "وصف رخ ان کا' پڑھی۔ ایک نعت شریف یہ سب تمہارا کرم ہے آقا' جناب عبدالغفار صاحب نے پڑھی۔ مولانا غلام حسین صاحب شافعی نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت شریف کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود بڑے پیارے انداز میں پڑھی۔ سامعین کرام جھوم جھوم اٹھے۔ مولانا شہباز انور صاحب کانپوری کی نہایت مدلل تقریر ہوئی۔ مولانا نے قاسم حبیبی برکاتی نے منقبت ہمارے مرشد برحق حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی شان میں پڑھی۔ آخر میں حضرت شرف ملت کی تقریر ہوئی اور صلاۃ سلام پر یہ مبارک محفل اختتام پذیر ہوئی۔

تمام آئے ہوئے زائرین نے نماز جمعہ ادا کی اور طعام سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا آرام کیا۔ بعد نماز مغرب چادر وگاگر کا جلوس درگاہ بڑے پیر صاحب یعنی سیدنا عبدالجلیل قدس سرہ کے مزار پرانور پر فاتحہ خوانی کرنے کے بعد اندرون قصبہ مارہرہ مطہرہ روانہ ہوا۔ جلوس کی قیادت حضرت شرف ملت دامت برکاتہم القدسیہ نے کی۔

یہ مبارک ومسعود جلوس نعت ومنقبت کے ترانے گاتا ہوا اور نعرہ ہائے تکبیر ورسالت بلند کرتا ہوا ٹھیک ساڑھے سات بجے حویلی شریف خانقاہ برکاتیہ واپس آیا اور دروازہ سجادگی حضور قاسم البرکات پر صاحب سجادہ حضرت

امین ملت، حضرت سید ملت حضرت شرف ملت، حضرت رفیق ملت، صاجزادہ سبطین میاں، صاجزادہ سید صفی میاں، صاجزادہ سید ذوالفقار حیدر اور صاجزادہ سید امان میاں کے حضور اپنے مرشدان عظام کی شان میں مناقبت پیش کی گئیں۔ بعدہ چادریں مزارات مقدسہ پر بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ پیش کی گئیں۔ اس کے بعد نماز عشاء اور طعام سے فارغ ہوکر زائرین نے رات کی محفل میں شرکت کی جس میں علماء اور شعراء عظام نے نہایت ایمان افروز کلمات سے سامعین کو نوازا۔

بروز ہفتہ عرس قاسمی شریف کا دوسرا دن تھا اور اس دن بھی پہلے دن کی طرح بعد نماز فجر حلقہ ذکر قادری، قرآن خوانی اور اسکے بعد محفل ہوئی جس میں علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ رات کو ٹھیک آٹھ بجے گدی یعنی خرقہ پوشی ہوئی اور صاحب سجادہ حضرات امین ملت قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ لباس بزرگان زیب تن فرماکر حویلی سجادگی حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ سے تمام زائرین ومریدین کے جلو میں مزار صاحب عرس حضرت قاسم البرکات اور اپنے مرشد حضرت تاج العلماء کے مزارات پر حاضر ہوئے اور مراقبہ فرماکر تمام اہل سنت اور محبین و مخلصین ومریدین کے لئے دعائیں کیں۔ اس کے بعد جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے زائرین ومریدین کو دست بوسی وقدم بوسی کا موقع دیا۔

نعت ومنقبت اور وعظ کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ رات بڑی اہمیت رکھتی ہے اس کو مولود شریف کی رات کہتے ہیں۔ بکمال شفقت ومحبت اپنے ایک عزیز جو رشتے میں بھائی ہوتے ہیں۔ سید واسطی کو اور اپنے بھتیجے صاجزادہ حضرت سید ملت سید سبطین حیدر میاں کو خلافت واجازت سے نوازا۔ بڑاہی نورانی منظر تھا جنہوں نے دیکھا ہے بخوبی جانتے ہیں۔

علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا صغیر احمد صاحب جوکھن پوری نے علم غیب پر مدلل تقریر فرمائی۔ مجمع پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔

۲۸ر اکتوبر بروز اتوار عرس شریف کی اختتامی تقریبات ہوئیں بعد نماز فجر حلقہ ذکر قادری قرآن خوانی اور اسکے بعد نعت ومنقبت اور مواعظ حسنا کی محفل ہوئی۔ برکاتی ممبر دنیائے سنیت کے جگ مگ ستاروں سے پر تھا جن کا دیدار زائرین کی بخشش کا سامان بنا ہوا تھا۔ جن کی مختصر فہرست اس طرح ہے۔

۱- قائم مقام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ

۲- فقیہ العصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی

۳- بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ

۴- جانشین حضرت صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفے صاحب قبلہ

۵- حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ

۶- حضرت علامہ مفتی صوفی نظام الدین صاحب قبلہ

۷- حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صاحب قبلہ داتا گنجوی

۸- حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف صاحب قبلہ

۹- حضرت علامہ مفتی محمد جیش صاحب قبلہ

۱۰- حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ

۱۱- حضرت علامہ مفتی صغیر احمد صاحب قبلہ

۱۲- حضرت علامہ مفتی عبد الرحمٰن صاحب قبلہ

۱۳- حضرت مولانا انوار احمد صاحب قبلہ

۱۴- حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب قبلہ ایڈیٹر استقامت

۱۵- حضرت مولانا شہاب الدین صاحب قبلہ

۱۶- حضرت مولانا قاسم حبیبی صاحب قبلہ

۱۷- حضرت مولانا رفیع الدین صاحب قبلہ

۱۸- حضرت مولانا غلام حسین صاحب شافعی قبلہ

۱۹- حضرت مولانا سید سراج احمد صاحب قبلہ

۲۰- حضرت مولانا عبد الحق صاحب قبلہ

۲۱- حضرت علامہ سمیع الزماں صاحب قبلہ

۲۲- حضرت علامہ مسعود رضا صاحب قبلہ

۲۳- حضرت علامہ قاری امانت رسول صاحب قبلہ پیلی بھیتی

۲۴- حضرت علامہ شہباز انور صاحب قبلہ

۲۵- حضرت مولانا عبد الہادی صاحب قبلہ

ان کے علاوہ کثیر در کثیر تعداد میں حفاظ کرام شعرائے اسلام اور نعت خواں حضرات تشریف فرما تھے۔

تقریباً ۲ بجے قل شریف ہوا اور اسکے بعد زیارت آثار شریفہ نہایت ہی ادب واحترام سے ہوئی۔ اور زائرین نے اپنے دل کی قندیل کو سال بھر کے

لئے روشن ومنور کرلیا۔

خداوند قدوس کی بارگاہ میں بطفیل باعث کائنات ﷺ دعا ہے کہ عرس قاسمی اپنی روایتی آن بان اور شان سے دن دونی رات چوگنی ترقی کے ساتھ تاقیامت ہوتا رہے اور ہمارے مرشد اعظم کے جانشین اور صاحبزادگان اور ہماری پیرانی صاحبہ کی عمروں میں خوب برکت ہو اور تشنگان راہ حق اپنی پیاس بجھاتے رہیں آمین ثم آمین۔

(مرتب) محمد اکبر قادری برکاتی

ملفوظات مشائخ برکات

☆ دنیا گزشتنی وگزاشتنی ہے، یہاں اپنے اوپر جو کچھ ظلم وستم تنگی اور مصیبت بیتے اور اس پر حتی الوسع صبر اختیار کریں۔ صبر اور نماز اور اچھے کاموں سے مدد چاہیں۔

☆ غدر اور بد عہدی خفیہ او ر علانیہ شرارت پسندی اور فتنہ انگیزی سے قطعاً ظاہر و باطن میں دور رہیں۔

☆ اہل اسلام اہل سنت اپنے آپس میں اتحاد و تنظیم اور خیر و جائز میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

... دنیوی علوم وہ جو مسلمانوں کی دنیا میں فائدہ مند اور کار آمد ہوں اور شرعاً بھی ناجائز نہ ہوں۔ انھیں بھی مسلمان سیکھیں اور اُن سے اپنی دنیا سنوار کر اُس سے دین کی تقویت کا کام لیں۔

حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ

☆ آج اس فانی زندگی میں مسلمان دشمنانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مؤدت و محبت سے منھ موڑ کر اپنے آقائے کریم ہی کو اپنا قائدِ اعظم بنالیں، انہیں کے سچے غلاموں اور پکے فرمانبرداروں علمائے عاملین، اولیائے واصلین کو اپنا محبوب رہنما سچا پیشوا ٹھہرالیں اور اُن کی رہنمائی میں شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیہ اور دینِ اسلام قدیم اور اہلسنت کے مذہبِ قدیم پر مستقیم ہو جائیں۔

حضرت سید العلماء قدس سرہٗ

☆ مصائب و آفاتِ دنیا سے سچے مسلمان جو حضرات اولیائے حق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سچے غلام ہوا کرتے ہیں، نہ ڈرتے ہیں نہ گھبراتے ہیں، نہ دربدر خاک بہ سر پھرتے ہیں، نہ غیر حق کی پناہ ڈھونڈتے، نہ اس سے اپنے لیے امن وعافیت کی بھیک مانگتے ہیں۔ ان کا اپنے رب کریم عم نوالہ کے کرم وقدرت اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رافت ورحمت پر یقین ہی ان کی پناہ گاہ ہوتا ہے۔

حضرت احسن العلماء قدس سرہٗ